أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولي الأمر منكم

لله الحمد که در جواب نظام الملک وبلاغ المبین در اشتهار مولوی محمد حسین لاهوری الکتاب مسمی

انتصار الاسلام

۱۲۴۹ هجری

از تالیف مولوی محمد بن مولانا و بالفضل اولانا مولوی عبد القادر صاحب مرحوم لودهانوی

در مطبع محمدی واقع پٹنه [illegible] باهتمام [illegible] طبع شد

فہرست کتاب انتصار الاسلام

سبب تالیف کتاب انتصار الاسلام در رد غیر مقلدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ معلوم ہو کہ تخمیناً عرصہ بتیالیس برس کا ہوا ہوگا کہ مولوی صاحب جامع معقول
و منقول حاوی فروع و اصول عالم بے ریا و فاضل با تقی اعنی مولانا مولوی عبد القادر صاحب
مرحوم کو شاہ زمان کابلی موضع بلبیہ وال سے لودیانہ مین اپنے پاس لے آیا چونکہ اوس وقت اس شہر
مین دینداری و پرہیزگاری کا چرچہ کم تھا جب مولوی صاحب مرحوم نے بہت سعی اور کوشش
ابلاغ دین پر مبذول فرمائی تب خدا کے فضل سے شہر اور گرد نواح کے لوگونکو بہت ہدایت ہونے لگی
یہانتک کہ یہ شہر بسبب دینداری کے شہرۂ آفاق ہوگیا اور شیخ عبید اللہ صاحب نے بھی اس شہر مین
آکر ایمان ظاہر کیا چونکہ شیخ صاحب کو علم فارسی اور کچھ علم عربی کا ملکہ تھا طرز وعظ کا سیکھکر واعظ
ہو کر شہر بشہر وعظ کرنے لگے اور کچھ دیر بعد کتاب تحفۃ الہند تصنیف کی اور اکثر مسلمان بسبب نو مسلمی
اور دیندار ہونیکے معتقد ہوگئے تھے اور ہر شہر کے علما ساتھ تعظیم و تکریم کے پیش آتے تھے غرضکہ
رفتہ رفتہ شیخ صاحب شہرۂ آفاق ہو کر حج بیت اللہ کو تشریف لیگئے قبل مراجعت انکی حادثۂ غدر سے
مولانا مرحوم لودیانہ سے چلے گئے شیخ صاحب نے تشریف لاتے ہی میدان خالی پاکر گوئی لامذہبی کو
بیچگان ارادت سے حرکت دیکر بہت لوگونکو شبہہ مین ڈالدیا بلکہ مولوی محمد شاہ صاحب مرحوم کو بھی
ابتدا مین شبہہ پڑ گیا تھا لیکن چونکہ وہ مستعد اور ذہین تھے بہت جلد سنبھل گئے اور شیخ صاحب نے مولوی
نذیر حسین صاحب کو مشورہ غیر مقلدی کا دیکر اونکو امام وقت قرار دیا اسیطرح ہر شہر مین بعض بعض
اشخاص کو در پردہ غیر مقلدی کی تعلیم کرتے رہے حتی کہ اس شہر لودیانہ مین امام اعظم رح اور اونکے مسائل
کی حقارت ہر کوچہ و برزن مین ہونے لگی تب مولوی عبد العزیز صاحب خلف الرشید مولانا مولوی
عبد القادر مرحوم نے کمر ہمت باندھکر روز و شب دلائل مسائل حنفیہ کو قرآن اور حدیث سے بیان کرنی
شروع کیے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس شہر اور ضلع مین امن ہوگیا اسیطرح مولوی محمد و لدہ مولوی

بارک اللہ مرحوم کو بیٹے اونکے نے طرف غیر مقلدی کی جھکا کر تصانیف مخالف امام اعظم کی کروا مین اور مولوی محمد صاحب
موصوف نے جو اپنی انواع محمدی مین لکھا ہی کہ میری عمر ۵۵ برس کی تقلید مین ضائع ہوئی اب مینے علم حدیث کا
پا کر ہدایت حاصل کی بالکل بے اصل ہے کیونکہ جس زمانہ مین مولوی صاحب موصوف نے علم حدیث کا دہلی مین جا کر
حاصل کیا تھا بعد اوسکے انواع مولوی بارک اللہ کے واسطے تائید مذہب حنفی کی چھپائی غرض جبتک کہ بیٹا انکا
غیر مقلد کا مرید نہین ہوا تھا تو علم حدیث کے زور سے تقلید کو تقویت دیتے رہے بعدہ اپنے بیٹے کے مقلد ہو کر اور تابعدار ہو کر
عارضی طور پر غیر مقلد ہو گئے مگر اب تخمیناً عرصہ ایک سال کا ہوا ہوگا لودیانہ مین مولوی صاحبان کے پاس
یون کہتے تھے کہ مین انواع محمدی بنا کر پشیمان ہوا اب میرا ارادہ ہی کہ کسی کتاب فقہ کو مثل کنز یا مختصر
وقایہ کے مدلل کر کے پنجابی زبان مین بیان کرون حاصل کلام کا یہ ہی کہ جو کتابین انہون نے غیر مقلدی مین
بنائی ہین بالکل بے اعتبار سمجھنا چاہیے پھر شیخ صاحب غیرہ نے کتاب تحفہ پنجاب مولوی محمد اور مولوی عبد العزیز
صاحب کے جواب مین چھاپکر شہر بشہر شایع کی اور ایک خط جو اوسکے جواب مین لکھا گیا تھا اوسکو ہمراہ تحفہ
پنجاب کے نہ چھاپا اور مضمون اوس خط کا یہ تھا بعد الحمد للہ القدیر والصلوٰۃ علی نبیہ المجید
وعلی آلہ النصیر بکشوف خاطر محمد عطار و عبد الحفیظ باد کہ دفتر مرسلہ شما رسید و اقسمیکہ مندرجہ معلوم گردید
ارقام یافتہ بود کہ خط مرسولہ آنجانب ایک طالب العلم رد کردہ پس با چگونہ تصدیق آن نمایم عزیزا مقتضائے
طبع طالبان ہوا کہ لباس طلب علم دارند فی الواقع ہمین انکار و رد و کد ست اگر قول مذکور باور نیاید
چند مسائل متفقہ اہل سنت و جماعت نزد احدی از افراد روافض ارسال دارند بعد ازان ببینید کہ چہ بیان
تقریر ہائے ابطال آن ظاہر نمودہ معتقدات خود را با آیات و احادیث و اقوال سلف محقق و مقرر خواہند داشت
و مفہوم بل نتبع ما وجدنا علیہ آباءنا مطابق شان آن عزیز خواہند نمود پس آن زمان بظاہر تقلید بزرگان
تحقیق را بنسبت شما ہیچ اثری نخواہد بود عجب ست بدین دفتر مذکور کہ ندای ابطالش از بلاد اسلام مشتہر
و مرتفع گشتہ سر بہ عقیدۂ سنیہ خود را تغیر دادہ شود و قول و فعل را بدلیل انکار عجب العجب ست کہ
طالب با استنباط طلب مستلزم جہل ست پس وقوف اسرار آیات و مخفیات روایات نصیب خاطر ش
چگونہ خواہد بود فلذلک لا استلزام اشارۃ لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم فرا
قلم انداختہ تاج الحیاء خیر کلہ را بپامال خود ساختہ ردای اذا لم تستحی فاصنع ما شئت ابوجھو

۵۱ یعنی ایک مذاقیہ خط کا جواب مولوی صاحبان سے طلب کیا گیا اسکا جواب تحفہ پنجاب میں چھپا ۱۲

داشتہ میدان ضلوا فاضلوا را مسمو نمودہ قواعد کلیہ مقررہ کہ مضر مطلب آن طالب بود یکطرف
نہادہ اقتباس جزوی از اقوال شل شیوہ اہل ہوا تجویز نمودہ حدیث من افتی بغیر علم کان اثمہ
علی من افتاہ ومن اشار علی اخیہ بامر یعلم ان الرشد فی غیرہ فقد خانہ رواہ ابو داؤد معلوم
نداشتہ ودر مواضع طلب امتیاز تمیز را فرو گذاشتہ نفس اعتراضات را جوابات پنداشتہ مطلوبہ اطلاقات
را یکطرف انداختہ عمومات ادلہ را بیحاصل انگاشتہ حدیث اوتیت جوامع الکلم را قامع بنیاد خود دانستہ
انحصار کلیات در مواد جزئیات بے حجت صریح قرار دادہ فان مقتضی الحجۃ واحدۃ مسموع خویش نکردہ
قول امام شافعی درباب تراویح هکذا اوجدت ببلدنا مکۃ منظور خود نکردہ عمل در آمد اہل اسلام
دلیل نداشتہ مع ذلک کتب ستہ واقوال علماء را حجت ساختہ ادعای اتباع ظاہر قرآن حدیث مثل
مقتدای خود کردہ باز دربی تاویلات شدہ طعن در مرسولہ اینجانب کہ موافق مذہب وشان بیتاویل
ارسال داشتہ شد اظہار نمودہ گویا طعن بر مذہب خود مقرر داشتہ نہ اطمینان بظاہر نصوص ونہ ایمان
باقوال اجماع ونصوص **شعر** گر بہر گوہیش گو بدا شترم * ور نہی بارش بگوید طائرم * قول ردالمحتار سند
خود دانستہ روایۃ درمختار کہ بر تعزیر لامذہب وعدم قبول شہادت آن منادی ومشعر ست مخفی نمودہ
احتیاط منطوق دع ما یریبک الی ما لا یریبک کہ در اتباع مذہب واحد باشعار مقتضای
شان مولوی نذیر حسین نیز موجود ست متروک ساختہ آیت لہم البشری فی الحیوۃ الدنیا را گوش
نکردہ مر اولیاء اہل اسلام را بتاویلات فاسدہ موافق فرقہ شاذہ خود نمودہ مفہومہای شاذ را کہ مطابق
منطوق نصوص ورای اہلسنت جماعت بود تبدیل ساختہ خیال مجہول الاسم کہ محض افترا ست
مقابلۃ بیان نمودہ وعید واردہ در شان مرتکب آن یاد نیاوردہ حدیث فاضربوہ بالسیف
کائنا من کان ملحوظ نداشتہ تفرق وتشتت را مذہب خود تعیین نمودہ در بیان حدیث خطوط
ظاہر خود را از اہل ہوا قرار دادہ از اتباع مذہب واحد کہ از مدت مدید صراط الذین انعمت علیہم
من المؤمنین خروج نمودہ ہمان اصل حقیقت کہ طالب متلزم آن ست من وعن اظہار نمودہ تن
خود را در تیہ ہلاکت انداختہ ہست باید کہ از علوم ضروریہ فارغ شدہ باز زبان تقریر شان
وا نماید ورنہ جز ہلاکت وشقاوت حصولی نخواہد شد چون حقیقت طالب نم کو معلوم گشت پس

پس مناظره باین چنین کسان باستدلال آیت آتیه ممنوع و عار رست قال الله تعالی واذا خاطبهم
الجاهلون قالوا سلاما الآیه لهذا مرقوم میگردد که اگر رفع شبهه اهل اسلام بالکلیه منظور ست
باین مراسلات میسر نخواهد شد نمی بینید که جواب یک خط که فی الحقیقة جواب نبود در دوازده ورق
مرقوم گشته پس جواب آن اوراق بحساب آن جواب تخمینا در ده جزو باید هکذا الی غیر النهایة
کما ترون فی معاملة الرفضة ازینجهت لایق و انسب آنست که شایقان معهود بمشوره علما
و روسا جانبین مقتدای فرقه جدیده که قول و همه کس را از اتباع او مسلم باشد مقرر نمایند و تاریخی دیگر
بصلاح اعیان بلده مقرر نموده اطلاع دهند انشاء الله تعالی این احقر با کسی دیگر ازین جانب
مع اسباب حدیده مناظره خواهد کرد بعد ازین اگر بفضل ایزدی اتفاق جانبین وقوع یافت فهو المرام
ورنه فتوای جانبین در بلاد مشهود بالخیر ارسال داشته هر مکتوب را که او شان تصدیق نمایند معجوب
خلایق خواهد شد آور ایک اور جواب بنام تنبیه المفسدین حافظ فرید الدین نے بزبان پنجابی
تصنیف کیا اور چھپکر شایع ہوا اور ۱۳۰۳ ہجری المقدس مین غیر مقلدین یعنی خلیفہ احمد الدین
کومی اور اخوند نور الدین ولایتی وغیرہ ۱۲ اکس غیر مقلدین نے نالش اوپر مولوی محمد و مولوی
صاحب عبد العزیز کے بسبب تحریر کرنے ایک فتوی کے دائر عدالت کرکے مولوی عبد العزیز پر
ساٹھ روپیہ جرمانہ کروایا لیکن اللہ جلشانہ کے فضل و کرم سے اپیل کمشنری مین منظور ہو کر حکم
صادر ہوا ہوا اور مدعا علیہ چونکہ مذہبی مسائل کا معلم ہے اوسکو استحقاق حاصل ہے کہ اپنے مخالفین کی نسبت
جو امر اوسکو کتب مذہبی مطبوعہ مین معلوم ہووے تعلق کرے لہذا حکم ہوا کہ اپیل مدعا علیہ کی منظور
اور حکم عدالت ماتحت منسوخ جرمانہ وصول شدہ از مدعا علیہ واپس دلایا جاوے فقط بعد نفوذ اس
حکم کے اس فرقہ کی کمر بالکل ٹوٹ گئی کیونکہ غرض انکی اس نالش سے یہ تھی کہ حکام کے نزدیک
بدنام ہو کر فتوی دینے سے ہٹائے جاوینگے لیکن اللہ تعالی کے فضل سے حکم حکام کا برعکس
مراد انکی کے صادر ہوا پھر کچھ مدت پاکر غیر مقلدین نے مشورہ کرکے مولوی محمد حسین لاہوری کو
اس شہر مین بلوایا چونکہ اون دنون مین مولوی محمد و مولوی عبد العزیز صاحب لودیانہ مین
نہین تھے فرہ ملامن مباذیہ بازی کا شور مچایا جب مولوی محمد صاحب نے شہر مین آکر اشتہار

مناظرہ کی کی تو فوراً مولوی محمد حسین نے شہر سے کوچ کر کے موضع بلیہ والا جا کر قیام کیا اور عوام مین
مشہور کیا کہ جب ہم شہر مین آئے تو مولوی صاحبان شہر سے بھاگ گئے اور جب ہم اونکے گانو مین آئے یہان سے بھی
بھاگ گئے جب مولوی محمد صاحب موضع مذکور مین پہونچے بعد قصہ طویل کے ایک تحریر چند مسائل کی مولوی
لاہوری نے مولوی محمد صاحب کے پاس بھیجی اوسکا جواب مولوی صاحب نے لکھکر بھیجدیا پھر مولوی لاہوری نے جواب الجواب
مین حدیث علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین کے معنے یون تحریر کیے کہ بموجب قاعدہ اصول المعرفۃ
اذا اعیدت معرفۃ کانت الثانیۃ عین الاولی دونون سنتون سے ایک سنت مراد ہے اور حالانکہ قاعدہ مذکور کا
بسبب مغایرۃ مضاف الیہ کے ایسے مقامون مین جاری ہونا محالات سے ہے ورنہ مثلاً زوجہ زید اور زوجہ عمر کا معاذ اللہ
ایک ہونا لازم آتا ہے بعدہ مولوی صاحب گفتگو تقریری و تحریری سے پہلوتہی کر کے قصبہ روپڑ کو کوچ کیا
وہان پہونچکر موافق عادت قدیمہ کے مشہور کیا کہ ہمارے روبرو مولوی محمد و مولوی عبد العزیز و مولوی
عبد اللہ وغیرہ نہ آسکے لیکن مولوی غلام محمد صاحب ہوشیارپوری نے جو موضع مذکور مین حاضر تھے اس
دروغ بیفروغ کو سنکر فرمایا کہ یہ بالکل غلط ہے اور اگر آپکو استعداد علمی ہے تو مین واسطے مناظرہ دینی کے
حاضر ہون اس اثنا مین مولوی محمد و مولوی عبد العزیز و مولوی محمد اسمعیل صاحب بھی موضع مذکور مین
تشریف لیگئے پھر تو مولوی لاہوری نے مناظرہ علمی کی راہ چھوڑ کر بنیاد فساد کی ڈالکر نظام الدین
کتب فروش کو واسطے توہین اماماں دین و کتب فقہ کے مقرر کیا لیکن حکام وقت نے اوسکو روکا بعدہ مولوی
صاحبان موضع کاٹھگڑہ کو چلے گئے غلام محمد غیر مقلد ساکن موضع مذکور نے مولوی صاحبان کو روک کر
مولوی لاہوری کو عل[illegible]دیا اور ایک درخواست سرکار مین دیدی بعد اوسکی بانتظام سرکار گفتگو فضیلت
علماء حرمین شریفین مین شروع ہوئی جب ایک جلسہ مین مولوی محمد حسین صاحب کی عبارت پر سخت
اعتراضات وارد کیے گئے ہوش و حواس مولوی لاہوری کے پراگندہ ہو گئے لیکن فوراً جوابات بے لحاظ
صحت و سقم کے لکھدیے جب مکان مین آکر ہوش و حواس مین آگئے تب مولوی صاحب نے اپنے جوابات
کی غلطی نکالنے کے واسطے بذریعہ ایک حکیم کے جو اونکا ہم مذہب تھا فجر کو کوشش کر کر جوابات کو محو و
اثبات سے اصلاح دے رہے تھے کہ مولوی محمد و مولوی اسمعیل و مولوی غلام محمد صاحبان نے
جو کہ جا کر پکڑا اور مقدمہ اوسکا زبانی شریف صاحب کے پیش کیا گیا شریف صاحب نے بہت ملامت

اور سرزنش مولوی صاحب لاہوری کو کی قصہ کوتاہ ہر دو تحریرات کو منصف یعنی مولوی عبدالحی لکھنوی جو اصل
مین منصف مولوی لاہوری کا تھا بھیجنے کا حکم دیکر طرفین کو کہدیا کہ اب آپ اس گلی کو تشریف لیجاوین
تاکہ کوئی صورت فساد کی نہو جاوے چونکہ اس گفتگو مین مولوی لاہوری کو بہت ندامت حاصل ہوئی واسطے
دفع اس ندامت کے اشتہار مولوی صاحبان مذکور کے نام پر اخبار سفیر ہندوستان مین جسکا مہتمم
پادری ہی جاری کیا بلکہ ہفتہ وار ایک ضمیمہ اخبار مذکور مین چھپکر لودیانہ مین آکر منقسم ہوتا ہے
سبب اتحاد پادری صاحب کا ساتھ غیر مقلدین کے یہ ہے کہ مولوی عطا محمد ہوشیارپوری غیر مقلد
نے واسطے جواز مواکلت و مشاربت اہل کتاب کے فتویٰ لکھکر یہ سند گذرانی کہ جو قدر ہا اہل کتاب
کی طیار کیے ہوئے با آمیزش چربی خنزیر کی آتے تھے اونکو آنحضرت معاذ اللہ کھایا کرتے تھے
باقی غیر مقلدین یعنی مولوی نذیر حسین سے لیکر تا مولوی محمد حسین لاہوری نے اپنی اپنی مہر ہا
ثبت کر کے اظہار الحق نام رکھکر پادری صاحبان کے نذر کیا اب پادری صاحب اوس احسان کا
صلہ دے رہے ہین اور جو ضمیمہ اخبار مذکور مین منصف کی تحریر لکھکر غیر مقلدین نے مؤید مدعا اپنی کا قرار
دیا ہے سو جواب اوسکا یہ ہے کہ اگرچہ منصف نے ظاہرداری طرفین کی کی لیکن حق بحکم الحق یعلو
ولا یعلی کے انصاف منصف کو صاف کر رہا ہے یعنی چونکہ امر انصاف طلب یہ تھا کہ اس زمانہ حال
مین علماء حرمین کو منصف قرار دینا اہل ہند کا افضل ہے یا نہین سو منصف کی عبارت بیچ افضلیت
مذکورہ جو حق تھا صاف مترشح ہے کیونکہ مدار انصاف کا اوپر ان دو امرون کے ہے (امر اول)
کہ منصف مین مداہنت یعنی دین کے امر مین چشم پوشی اور ریاکاری نہو (امر دوم) کہ مرتبہ
اوس شخص کا افضل ہو سو یہ دونون امر منصف نے واسطے علماء حرمین کے ثابت کیے ہین بجنسہ عبارت
منصف کی نقل کیجاتی ہے کہ یا اشارہ ہے اسطرف کہ دین حرمین مین قوی رہیگا اور جسطرح سے مداہنت
امور دینیہ و مستحدثات بدعات شرعیہ و بلاد دین ہوگا اوسقدر حرمین مین نہوگا اسقدر ثابت ہے کہ جب
دو طائفہ علماؤن کے فرض کیے جاوین کہ مساوی وسعت علم و تحقیق انصاف و تدقیق مین ہون اور ایک
طایفہ اونمین سے حرمین کا ہو تو وہ افضل دوسرے طایفہ سے ہے پس بکر منصف کا بعد بیان ان دو امرون کے
دال اوپر کمال مداہنت کے ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم جب مولوی محمد حسین صاحب بعد اجرای اشتہار کے

(۱) حضرت صلعم ایسا بہتان بانھکر مسلمان اور مجوسی کے کھانا غلط و تعقل ور نقل ہے سنہ ۱۳

(۲) یہ عبارت صدیث جہارم سے کے پرچہ مین ہی ۱۲

(۳) یہ عبارت منصفی ہے کہ اختتام پر ہی ۱۲

لودیانہ مین تشریف لائے فوراً مولوی صاحبان نے بموجب اشتہار اونکے تحریراً اطلاع دی کہ اگر آپکو جواب اشتہار کا درکار ہے تو بہتر ہی کہ ایک مجلس واسطے مناظرہ کے مقرر کرو اوسکی جواب مین مولویصاحب نے یہ لکھا مولوی صاحبان والاشان مولوی عبدالعزیز صاحب و مولوی محمد اسمعیل صاحب و مولوی محمد صاحب ۔ بجواب تحریر سامی مورخہ ۱۳ جولائی ۱۸۷۸ع اولا یہ التماس ہی کہ مین نے اپنے اشتہار مین کہین نہین لکھا کہ تقریراً یا کوئی جواب پیش کرے بلکہ تحریری جواب کا اسمین مطالبہ ہے دیکھو ضمیمہ اس اشتہار کا جو ۸ جون کو چھپا ہی جس مین چند جگہہ لکھنے لکہانے پر تصریح ہے لہذا آپکو لازم ہی کہ آپ جواب اسکا کسی مشہور اخبار مین چھپوادین یا بطور مستقل اسکو چھپوا کر شائع کرین قطع نظر اس سے شروط مجوزہ کا جھگڑہ مین سے شروط دوم کا ذمہ دار یہان کون ہوگا اور مکان مناظرہ کونسا تجویز کیا ہی سو آپ اسکی تعین فرماوین اور اگر کوئی شخص ثالث ذمہ دار ہو اور اقرارنامہ ذمہ داری فساد بتسلیم دوسو روپیہ جرمانہ کے لکھدے اور مکان بھی کسی ثالث کا تجویز ہو تو ہمکو عذر نہین ہے ۔ ثانیا آپ مناظرہ کا جھگڑہ مین ان مسائل کی جوابدہی سے بالکل منکر تھے اور کہتے تھے کہ جب تک کسی مسئلہ مین علماء حرمین کی منصفی منظور نہو ہم گفتگو نہین کرینگے اب جو آپ درخواست گفتگو کرتے ہین کیا اوس اصرار سے انکار و رجوع کیا ہی یا اب بھی وہی بات پیش کرینگے اگر اس سے رجوع ہی تو صاف لکہین کہ ہم علماء حرمین کی منصفی کی خصوصیت مین خطا پر تھے اب اسکا ذکر نہ لاوینگے اور اگر اب بھی وہی بات پیش کرنی ہی تو یہ گفتگو عبث ہی پہلے وہی گفتگو طے ہونی چاہیے ۔ ثالثا یہ کہ آپکا اقرار تھا کہ آئندہ گفتگو ہوگی تو کاجھگڑہ مین اب یہان کیون تجویز کی ہی اور اس اقرار سے کیون انحراف فرمایا ہی جواب ان تینون باتونکا جلد لکھین ۔ پھر اسکے جواب مین مولوی صاحبان نے شیخ احمد جان سوداگر لودیانہ کو متکفل زر نقد اور مکان گفتگو کا مقرر کرکے اطلاع دی اوسکے جواب مین مولوی محمد حسین صاحب نے یون تحریر کیا ۔ مولوی صاحبان محمد اسمعیل و محمد عبدالعزیز و محمد صاحب آپ نے میری ایک بات کا جواب لکھا اور دو باتون اخیر کا جواب نہین لکھا اور بڑی بات جواب طلب وہی ہی جو دوسری ہے اب اسکا جواب لکھین اور مکان شیخ احمد جان کا ہمکو منظور نہین ہی یہ شخص ثالث نہین ہی آپکا طرفدار ہے

پہلی دفعہ جو یہ شخص رقعہ لیکر آیا تھا تو زبانی سخت سست الفاظ مجلس عام مین ہمکو کہہ گیا تھا۔ یہ کہ مین
کیا ڈھیل کریگا۔ پھر اسکے جواب مین مولوی محمد صاحب سلمہ نے یہ خط تحریر کیا بسم اللہ الرحمن الرحیم
مولوی محمد حسین صاحب لاہوری کو واضح ہو کہ بجواب قدردیم آپکے لکھا جاتا ہی کہ آپنے جو مکان
شیخ احمد جان سوداگر سے انکار کیا اور جو الفاظ ناشایستہ آپنے روبرو اوسکے سرزد ہوئے
براہ چالاکی آپنے شیخ احمد جان کی طرف عاید کیے یہ وہ مثل ہی کہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے
اب آپکو اگر مکان محمد حسن پسر مولوی محمد شاہ مرحوم کا جسمین آپ فروکش ہین یا مکان منشی محمد عمر کا
یا اور مکان کسی معزز کا منظور ہو مقرر فرما کر ہمکو اطلاع دین تا جانبین سے دو دو آدمی سرکار مین اطلاع
دیکر مکان مقررہ پر پہرہ گارد کا کیا جاوی اور گفتگو شروع ہو اور جو آپ لکھتے ہین کہ تمنے میری دوسری
بات کا جو بڑی بات تھی جواب نہین لکھا سو اسکا جواب اسواسطے نہین لکھا گیا تھا کہ وہ بالکل افترا و
بہتان ہی ورنہ آپ نشان اوسکا تحریری مثل کا ٹھکڑہ مین دو البتہ زبانی گفتگو مین یہ ذکر آیا تھا کہ اگر
آپکو منصفی علما حرمین شریفین سے انکار ہی تو اول اسمین گفتگو کرو اور بعد اسکے اور مسائل مین گفتگو
شروع ہوگی چنانچہ آپکی تیسری بات صاف دال ہی اس امر پر کہ ہم بعد گفتگو فضیلت حرمین شریفین کے
واسطے مباحثہ باقی مسائل کے مستعد تھے ورنہ آیندہ اقرار گفتگو کا بعد آنے منصفی کے موضع کا ٹھکڑہ
مین جو آپ تحریر فرماتے ہین کسطرح متصور ہو تا سچ ہی کہ دروغگو را حافظہ نباشد اب خواست گفتگو کی
آپنے اس مقام پر بسبب اشتہار آپکی کی گئی اگر آپکو بجز موضع کا ٹھکڑہ کے گفتگو منظور نہین تھی تو اشتہار نہ دیتے
یا اوسمین قید موضع مذکور کے لگاتی تو آپکو از کردہ خود پشیمان نہونا پڑتا جیسا کہ اب آپ تقریری گفتگو
موعودہ اشتہار سے منحرف ہو کر عبارات اپنی کے غلط معنی کرنے لگے تو آپکو سمجھ معانی آیات قرآنی اور
احادیث نبویہ کی اسی نہج پر ہوگی اب آپکو لکھا جاتا ہی کہ جس مسئلہ مین گفتگو کرنی منظور ہو تو میدان
گفتگو مین جامہ مردانہ پہنکر آؤ ورنہ قنات حیلہ اور بہانہ مین مستور رہنے سے مردیت قائم نہین رہتی فقط
(الراقم خادم الطلبا محمد) پھر مولوی لاہوری اوسی روز گفتگو تقریری سے طرح دیکر لاہور کو
چلے گئے چونکہ ہر غیر مقلد مستدعی گفتگو تحریری کے تھے لہذا یہ کتاب انتصار الاسلام
تالیف اور تصنیف کرکے شائع کی گئی ہے فقط
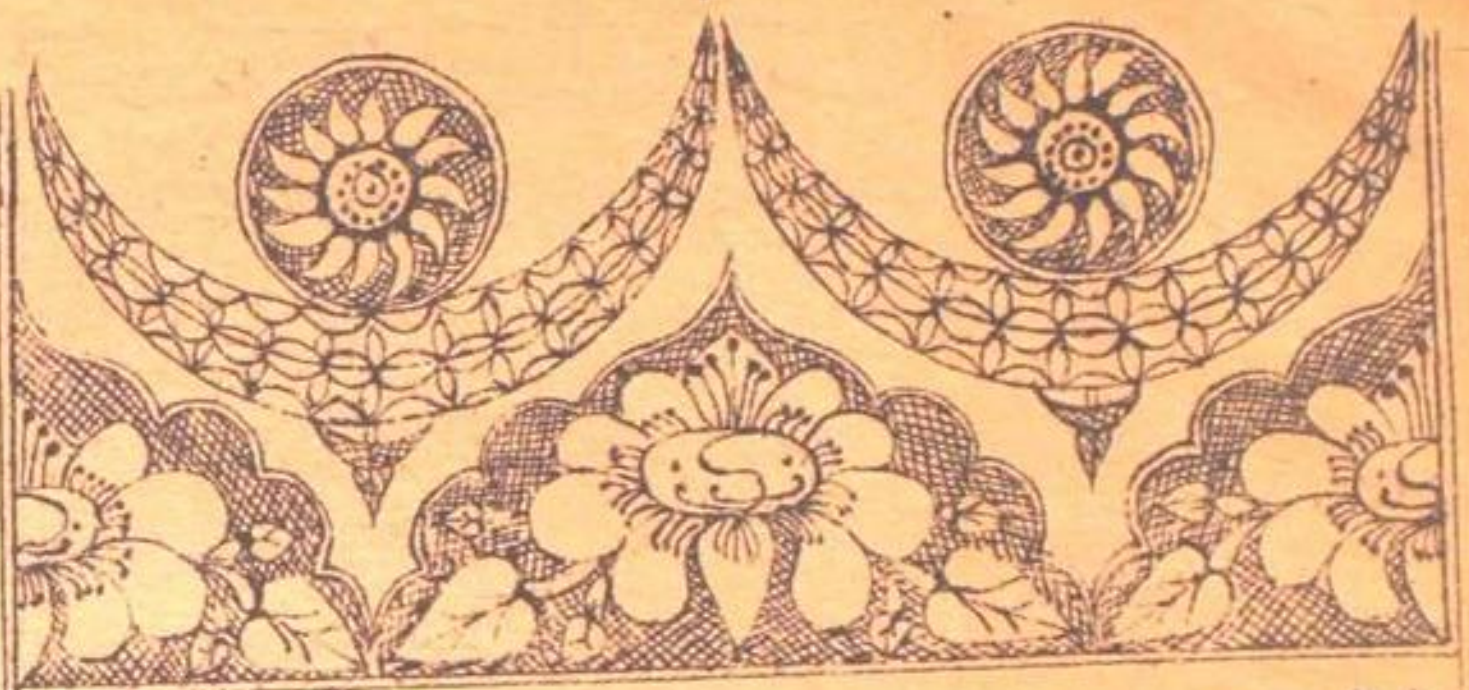
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ہدانا صراط الذین انعم علیہم من الصالحین والصلوٰة والسلام علی النبی
الامی وعلی آلہ واصحابہ اجمعین بعد الحمد والصلوٰة مسکین محمد بن مولانا مولوی عبد القادر
لودیانوی بیچ خدمت اہل اسلام کے عرض کرتا ہی کہ جب اندنون تقلید اماماں دین کی بعض
اشخاص کو بری معلوم ہوئی بلکہ تقلید کو شرک کہنے لگے اور اماماں دین اور اہل حرمین شریفین پر
طعن کرنے لگے تب علماء وقت نے بھی انکے رد مین رسالے تصنیف کیے مگر ایک رسالہ بنام نظام الملة
دافع العلة جو حقیقت مین نظام العلة دافع الملة ہی غیر مقلدین نے بنا کر مشتہر کیا ہی اور اسکا
رد میری نظر سے نہین گذرا لہذا رد اوسکا مختصر لکھا جاتا ہی حسبی اللہ نعم الوکیل (۱) مضمون
صفحہ ۳ نظام الملة ۔ غیر مقلدین کو لا مذہب کہنے والا بموجب اس آیت کے گنہگار ہوتا ہی قال اللہ تعالیٰ
ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان الآیہ **اقول وباللہ التوفیق**
یہ لفظ ہرگز لقب بد نہین کیونکہ لا مذہب سے مراد ہماری غیر مقلد ہی یعنی چار مذاہب سے کسی ایک کا مقلد
نہین اسیواسطے یہ لفظ بزرگان دین یعنی مجتہدین پر بولا جاتا ہی المجتہد لا مذہب لہ پس تم
آیات کو غیر محل پر لانے سے بلکہ جو لوگ مقلدین کو نہ سہی سکہ او ہدایہ شریف کو گر نتھ اور فقہ کو
بھی کہتے ہین بیشک اس آیت کے وعید شدید مین داخل ہین وہ مثل ہی کہ اولٹا چور کوتوال کو
ڈانٹے واللہ اعلم وعلمہ اتم (۲) **مضمون** صفحہ ۳ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ ہمیشہ رہیگا ایک طایفہ امت میری کا منصور نہ ضرر کریگا اونکو جو رسوا کیا چاہی اونکو قائم رہے

قیامت تک مراد اس حدیث سے محدث ہین **اقول و باللہ التوفیق** یہ حدیث واسطے تعریف
مجاہدین کے ہے ایسا ہی بیان کیا ہے مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے بیچ تحفہ اثنا عشریہ
کے دمجاہدین راد قرآن و حدیث مستورہ اند لا یزال من امتی امۃ قائمۃ بامر اللہ لا یضرہم
من خالفہم انتہی اور **مضمون** حدیث مذکورہ کا صراحۃً دوسری حدیث مین بیین ہے قال
رسول اللہ صلعم الجہاد ماض منذ بعثنی اللہ الی ان یقاتل آخر ہذہ الامۃ الدجال
فرمایا حضرتؐ نے جہاد ہمیشہ رہیگا جب سے مبعوث کیا ہے اللہ جلشانہ نے مجکو یہانتک کہ لڑکر مار ڈالیگا
آخر اس امت کا دجال کو **فائدہ** پس مراد نصرت اہل اسلام کی بسبب قائم رہنے جہاد کے بزور
شمشیر ہمیشہ رہیگی چنانچہ بادشاہی متبعین مذاہب کے صدہا سال سے ابتک منظفر و منصور چلی آتی ہے
اگر مراد اس حدیث سے محدث لیے جاوین تو بھی موید تقلید ہے کیونکہ محدثین معتبرین سب مقلد ہین
قسطلانی نے جلد اول مین امام بخاری کو شافعی اور ابو اللیث کو جو بخاری کے استاد کا استاد ہے
حنفی المذہب نقل کیا ہے اور اسیطرح حال ہے باقی محدثین مثل ابن حجر اور قسطلانی اور نووی اور
قاضی عیاض وغیرہ کا اور اس زمانہ مین بھی جو بڑے بڑے محدث حرمین شریفین اور شام مین جنکو
حق ہین دردو اس حدیث کا بموجب فہم ترمذی کے معلوم ہوتا ہے موجود ہین وہ سب مقلد ہین
اور اس ملک ہندمین بسبب دور ہونے حکومت اسلام کے بعضے محدث کہلا کر انکار تقلید کا کرنے لگے
مولوی نذیر حسین صاحب جو بانی مبانی اس فساد کا ہے اونکی سند اور اق اطراف صحاح ستہ کے مولانا
اسحق صاحب مرحوم سے پڑھے ہین اور تصدیق اسکی سند مولانا اسحق صاحب مرحوم کی سے جو مولوی
نذیر حسین صاحب کے پاس موجود ہے ہوسکتی ہے اور جو بڑی بڑی محدث اس ملک ہندمین ہین مثل مولانا
مولوی احمد علی صاحب سہارنپوری اور مولانا مولوی عبد الرحمن صاحب پانی پتی اور مولوی عالم علی
صاحب مرادآبادی وغیرہ سب مقلد ہین پس مولوی نذیر حسین صاحب جو میدان گفتگو مین نہین آتے اور
شاگرد اونکے جو جابجا خوار اور ذلیل ہین مصداق حدیث منصوریت کی کسطرح ہوسکتے منصور ہونا بہر صورت
ورثہ مقلدین کا ہے پس حدیث مذکورہ ہر وجہ سے مثبت تقلید معین ہے واللہ اعلم و علمہ اتم (۳)
مضمون صفحہ ۴۴ ایکی بہت حدیثین منسوخ اور موضوع ہین **اقول و باللہ التوفیق**

ف
ہمیشہ رہیگا ایک گروہ امت میری کا قائم ساتھ امر اللہ کے ضرر نہ پہونچا سکیگا انکو مخالف انکا ۱۲

یہ بالکل غلط ہی جیساکہ لکھاہی امام شعرانی ؒ نے میزان مین کہ سب احادیث ہدایہ کے لائق عمل کے ہین
اور تحقیق احادیث ہدایہ کیجیے بیچ کتاب نصب الرایہ لاحادیث الهدایہ اور درایہ فی منتخب احادیث
الهدایہ وغیرہ کی بخوبی موجود ہی لیکن بخاری شریف مین بعضے احادیث ایسے ہین کہ وہ بالکل لظاہر
لظاہر لائق عمل کے نہین جیساکہ حدیث وطی فی الدبر کے ابن عمرؓ سے جو امام بخاری واسطے تفسیر آیت
نساءکم حرث لکم فأتوا حرثکم انی شئتم کے لایا ہی اوس سی جواز لواطت کا
نعوذ باللہ معلوم ہوتا ہی اور یہ بھی صحیح بخاری مین ہی کہ اگر شراب مین مچھلی ڈالکر دہوپ مین
رکھکر سوکہ جاوے تو درست ہی اگرچہ ایسے احادیث امام بخاری کے نزدیک قطعی لائق عمل کے نہین بلکہ بعد
تعمیق نظر کے جوابات اونکی اوسی کتاب سے نکلتے ہین مگر بظاہر روایت کرنا امام بخاری کا کم فہمون کو گمراہ
کرتا ہی اسی واسطے کتب حدیث پر بغیر تحقیقات کے عمل کرنا منع ہی بخلاف کتب معتبرہ فقہ کے کیونکہ کوئی
روایت فقہ کی ایسی نہین جسّے وہم جواز لواطت وغیرہ کا پیدا ہو ایسا ہی فرمایا ہی امام بخاری نے
ذکر القسطلانی فی مقدمۃ شرح البخاری بالسند سمعت ابا المظفر محمد بن احمد
ابن حامد بن الفضل البخاری یقول لما عزل ابو العباس الولید بن ابراهیم بن زید
الهمدانی عن قضاء الری ورد بخارا سنة ثمان عشرة وثلثمائة لتجدید مودة کانت
بینه وبین ابی الفضل البلعمی فنزل فی جوارنا فحملنی معلمی ابو ابراهیم اسحق بن ابراهیم
الختلی الیه فقال له اسألك ان تحدث هذا الصبی عن مشایخك فقال مالی سماع
قال فکیف وانت فقیه فما هذا قال لانی لما بلغت مبلغ الرجال تاقت نفسی الی
معرفة الحدیث وروایة الاخبار وسماعها فقصدت محمد بن اسمعیل البخاری ببخارا
صاحب التاریخ والمنظور الیه فی علم الحدیث واعلمته مرادی وسألته الاقبال علی ذلك
فقال لی یا بنی لا تدخل فی امر الا بعد معرفة حدوده والوقوف علی مقادیره فقلت عرفنی
رحمك الله حدود ما قصدتك له ومقادیر ما سألتك عنه فقال لی اعلم ان الرجل
لا یصیر محدثا کاملا فی حدیثه الا بعد ان یکتب اربعا مع اربع کاربع مثل اربع
فی اربع عند اربع باربع علی اربع عن اربع لاربع وکل هذه الرباعیات لا تتم الا باربع مع اربع

فاذا تمت له كلها هان عليه اربع وابتلى باربع فاذا صبر على ذلك اكرمه الله تعالى
فى الدنيا باربع واثابه فى الاخرة باربع قلت له فسر لى رحمك الله ما ذكرت من
احوال هذه الرباعيات من قلب صاف بشرح كاف وبيان شاف طلبا للاجر
الوافى فقال نعم الاربعة التى يحتاج الى كتبها هى اخبار الرسول صلى الله عليه وسلم
وشرائعه والصحابة رضى الله عنهم ومقاديرهم والتابعين واحوالهم وسائر العلماء
وتواريخهم مع اسماء رجالهم وكناهم وامكنتهم وازمنتهم كالتحميد مع الخطب
والدعاء مع التوسل والبسملة مع السورة والتكبير مع الصلوات مثل المسندات
والمرسلات والموقوفات والمقطوعات فى صغره وفى ادراكه وفى شبابه وفى
كهولته عند فراغه وعند شغله وعند فقره وعند غناه بالجبال والبحار
والبلدان والبرارى على الاحجار والاخزاف والجلود والاكتاف الى الوقت الذى
يمكنه نقلها الى الاوراق عمن هو فوقه وعمن هو مثله وعمن هو دونه وعن كتاب
ابيه يتيقن انه بخط ابيه دون غيره لوجه الله تعالى طلبا لمرضاته والعمل بما وافق
كتاب الله عز وجل منها ونشرها بين طالبيها ومحبيها والتاليف فى احياء ذكره بعده
ثم لا تتم له هذه الاشياء الا باربع هى من كسب العبد اعنى معرفة الكتابة واللغة
والصرف والنحو مع اربع هى من عطاء الله تعالى اعنى القدرة والصحة والحرص والحفظ
فاذا تمت له هذه الاشياء كلها هان عليه اربع الاهل والمال والولد والوطن وابتلى
باربع بشماتة الاعداء وملامة الاصدقاء وطعن الجهلاء وحسد العلماء فاذا صبر
على هذه المحن اكرمه الله عز وجل فى الدنيا باربع بعز القناعة وبهيبة النفس وبلذة
العلم وبحياة الابد واثابه فى الآخرة باربع بالشفاعة لمن اراد من اخوانه وبظل العرش
يوم لا ظل الا ظله ويسقى من اراد من حوض نبيه صلى الله عليه وسلم وبمجاورة النبيين
فى اعلى عليين فى الجنة فقد اعلمتك يا بنى مجملا بجميع ما سمعت من مشائخى متفرقا
فى هذا الباب فاقبل الآن الى ما قصدت اليه اودع فهالنى قوله فسكت متفكرا

واطرقت صنادیدا فلما رأی ذلک منی قال وان لم تطق حمل هذه المشاق کلها
فعلیک بالفقه یمکنک تعلمه وانت فی بیتک قار ساکن لا تحتاج الی بعد الاسفار
ووطی الدیار ورکوب البحار وهو مع ذا ثمرة الحدیث ولیس ثواب الفقیه دون
ثواب المحدث فی الآخرة ولا عزه باقل من عز المحدث فلما سمعت ذلک نقص
عزمی فی طلب الحدیث واقبلت علی دراسة الفقه وتعلمه الی ان صرت فیه
متقدما ووقفت منه علی معرفة ما امکننی من تعلمه بتوفیق الله تعالی ومنه
فلذلک لم یکن عندی ما املیه علی هذا الصبی یا ابا ابراهیم فقال له ابو ابراهیم
ان هذا الحدیث الواحد الذی لا یوجد عند غیرک خیر للصبی من الف حدیث نجده
عند غیرک انتهی خلاصہ مطلب اس کلام کا یہ ہے کہ آیا ایک شخص امام بخاری کے پاس واسطے پڑھنے
علم حدیث کے فرمایا امام بخاری نے اس علم کا پڑھنا بہت مشکل ہے بسبب اسکے کہ درکار ہے محدث کو علم
اسماء الرجال اور علم تواریخ علما اور علم نحو اور صرف وغیرہ کا جس شخص نے مشقتین اوٹھا لین اگر رحم
کرتا ہے اللہ تعالی اوسکو دنیا مین عزت قناعت اور ہیبت نفس وغیرہ اور ثواب ملیگا اوسکو آخرت
مین شفاعت کریگا اور مجاورت پیغمبرونکی بہشت مین بتا دیا مینے تجکو خلاصہ مطلب اوستادونکا
اب پڑھ لو علم حدیث کو اگر طاقت رکھتا ہے تو ورنہ حرص اسکی چہوڑ اور پڑھ لے فقہ کو کہ وہ آسان ہے
اور ثواب فقیہ کا کم نہین محدث سے اسلیے کہ فقہ ثمرہ ہے حدیث کا پہر پڑھا اوس شخص نے بموجب فرمانے
امام بخاری رح کے علم فقہ کا اور نہ پڑھا علم حدیث کا (۴۳) مضمون صفحہ ۴۳ کسی قیاس سے بھی
کی تعریف حدیث سے ثابت نہین اقول وباللہ التوفیق جب معاذ رض کو حضرت نے
یمن کا حاکم بنا کر روانہ کیا تہا یہ حدیث فرمائی تہی قال رسول اللہ صلعم کیف تقضی اذا عرض
لک قضاء قال اقضی بکتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال فبسنة رسول الله
قال فان لم تجد فی سنة رسول الله قال اجتهد برایی ولا آلو قال فضرب رسول الله
علی صدره وقال الحمد لله الذی وفق رسول رسول الله لما یرضی به رسول الله رواه
الترمذی وابو داود یعنی حضرت نے معاذ سے پوچہا کہ کس طرح حکم کریگا تو اور مسئلہ مین کہ نپاوے تو حکم اوسکا

قران اور حدیث مین صاف صاف کہا معاذ نے کہ وہان مین اجتہاد یعنی قیاس کرونگا پھر حضرت نے معاذ کے سینہ پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ سب تعریف ہی اوس ذات کو کہ موافق کر دیا قاصد رسول اللہ یعنی معاذ واسطے اوس چیز کے جو خوش ہین ساتھ اوس چیز کے رسول اللہ صلعم روایت کیا اس حدیث کو ترمذی اور ابو داؤد نے عبد اللہ بن عمرو اور ابو ہریرہ سے اور صحیحین مین یون روایت ہے قال رسول اللہ صلعم اذا حکم الحاکم فاجتہد واصاب فلہ اجران واذا حکم فاجتہد واخطاء فلہ اجر واحد یعنی اگر حاکم نے اجتہاد یعنی قیاس سے حکم حدیث کیا تو اوسکو دو ثواب ہین ورنہ ایک اجر لیگا اس سے زیادہ تعریف مسئلہ قیاسی کی کیا چاہتے ہو ان احادیث سے قیاس کا سنت نبوی ہونا ثابت ہوا اسی طرح آیت لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم اور آیت فاعتبروا یا اولی الابصار واسطے شرعیت قیاس کے دلائل قطعیہ ہین واللہ اعلم وعلمہ اتم

(۵) **مضمون** صفحہ ۴ ۔ چاہیے کہ سوچین مقلد اپنے دل مین نہ ملنے والے حدیث صحیح کے مقابل راے امام کے **اقول وباللہ التوفیق** جو شخص ذی علم ہو کر ایسی حدیث صحیح کو کہ جسپر امام مطلع نہوا ہو ترک کرے اور مقابل اوسکے امام کے قیاس ظنی پر عمل کرے وہ شخص گنہگار ہے کیونکہ درجہ قیاس کا بعد حدیث کے ہی اور اگر امام نے اوس حدیث کو معلوم کر کے بباعث کسی نقصان کے اوس حدیث کو لائق عمل نہ سمجھا ایسی حدیث پر عمل کرنا مقلد کا عقل اور نقل کے خلاف ہی جیسا کہ لکھا ہی قسطلانی نے بیچ دوسری جلد صفحہ ۶۳ شرح بخاری مین قال الامام قولوا بالسنۃ ودعوا قولی انما یعمل بھذہ الوصیۃ اذا عرف ان الحدیث لم یطلع علیہ الشافعی اما اذا عرف انہ اطلع وردہ او تاولہ بوجہ من الوجوہ فلا انتہی ملخصا ترجمہ کہا امام شافعی نے عمل کرو ساتھ حدیث کے اور چھوڑ دو قول میرا بیشک عمل کرنا درست ہی ساتھ اس وصیت امام کے اگر معلوم ہو کہ بتحقیق یہ حدیث نہین ملی امام شافعی کو اور اگر معلوم ہو کہ امام شافعی نے اسکو معلوم کر کے رد کیا اوسکو یا تاویل کرے اوسکی کسی وجہ سے پس عمل کرنا اوس حدیث پر مقلد کو بالکل درست نہین **فائدہ** پس بدون تحقیق کے ہر حدیث پر عمل کرنیکو اسی سبب سے امام بخاری نے منع فرمایا ہی جیسا کہ گذر چکا بیان اسکا بیچ جواب تیسرے کے واللہ اعلم وعلمہ اتم

(۶) **مضمون صفحہ** ۵ — قرآن شریف کے سمجھ واضح ہی کچھ مشکل نہین بموجب اس آیت کے
وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اٰيَاتٍ بَيِّنَاتٍ **اقول وباللہ التوفیق** لفظ آیات کا بغیر الف
لام تعریف کے وارد ہی اور اطلاق ایسی جمع کا بموجب استعمال اہل عرب کے دس سے کم پر ہوتا ہی
تحقیق اسکی کتب علم نحو مین موجود ہی پس اگر بیّن ہونا باعتبار معنی کے لیا جاوی تو بعض آیات
سورہ کا واضح ہونا ثابت ہوگا نہ کل سورۃ کا پس جمیع کلام اللہ کے سہل ہونیکا دعوی اس آیت سے
بالکل ثابت نہین ہوسکتا بلکہ یہ دعوی بالکل غلط ہی بموجب اس آیت کے قَالَ اللّٰهُ تعالیٰ هُوَ الَّذِيْ
اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ اٰيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتَابِ وَاُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ
اسیواسطے امام بخاری نے آیت وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ کی تفسیر مین لکھا ہی ای للحفظ یعنی آسان ہی
کلام اللہ واسطے حفظ کے اگر قرآن بہت سہل ہوتا تو حضرت اللّٰهم علّمه القرآن عباس رض کے حق مین
کیون دعا کرتے یعنی ای اللہ سکھادے اسکو قرآن اور اللہ جل شانہ قرآن شریف کے حق مین
يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا کیون فرماتا یعنی گمراہ کرتا ہی اللہ تعالی ساتھ کلام اللہ کے
بہتونکو اور بہتر فرقونکا متمسک آیات سے کیون ہوتا کلام اللہ کی مشکل ہونے پر دال ہی یہ آیت
مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ یعنی جمیع علوم و مسائل کلام اللہ مین موجود ہین اب فرمائیے اگر
قرآن ہر شخص کو سہل اور آسان ہی تو جمیع مسائل کلام اللہ سے ثابت کردو بلکہ سمجھ قرآن کی علماء
حقانی کو خدا تعالی عطا فرماتا ہی جیسا کہ لکھا ہی امام غزالی نے احیاء العلوم مین بیچ اس آیت کے
قَالَ اللّٰهُ تعالیٰ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنی وہ لوگ جو مجاہدہ کرتے ہین
بیچ دین اللہ کے البتہ ہدایت کرتے ہین ہم اونکو رستون اپنونکی اور لکھا ہی امام شعرانی نے کہ جب لوگ
امام اعظم صاحب سے پوچھنے لگے کہ آپ یہ مسائل کہانسے نکالتے ہین فرمایا کہ مین سب مسائل کلام اللہ سے نکالتا ہون
اور یہ آیت شاہد حال اپنے پر ہی مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ یہ ثمرہ اونکے زہد کا تھا پس جس شخص کو
یہ رتبہ حاصل نہو بلکہ اماماں دین پر طعن کرے مناسب حال وسنکے کے یہ شعر پڑہنا خوب ہی **بیت**
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✿ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ✿ واللہ اعلم وعلمه اتم (۷) **مضمون** صفحہ ۵
جیسے صحت حدیث کے لیے سند حضرت تک ضرور ہی ایسا ہی روایات فقہیہ کے سند امام تک

پہونچانی ضرور ہے اقول وباللہ التوفیق روایات فقہیہ کا پایا جانا کتب معتبرہ مین بلا ذکر
کے سند کافی ہے یعنی ہر زمانہ کے علما ان روایات کو امام آپنا جیسی سمجھکر عمل کرتے آئے ہین
پس ثبوت سند کا متواتر ہے قال صاحب الدر وصاحب فتح القدیر المنقول عن کتب الحنفیۃ
کالمتواتر وعن معتبر مشہور کالمشہور وعن النادر المعتبر کالاحاد وعن غیر المعتبر کما
انتہی لیکن عمل کرنا غیر مقلدون کا اوپر کتب احادیث کے مشکل ہے کیونکہ مصنفین کتب احادیث
سب مقلد ہین جیسا کہ گذر چکا حال امام بخاری وغیرہ کا پس ضرور لازم ہے کہ جس حدیث کی رواۃ سب
غیر مقلد ہون بجز اوسکو اوسی سے متمسک پکڑین حالانکہ بعد ائمہ اربعہ کے کوئی مجتہد نہین پایا گیا جیسا کہ
نقل کیا ہے مولوی عبد الحی صاحب نے نافع کبیر مین قال ابن حجر نقل ابن الصلاح عن بعض الاصولیین
انہ لم یوجد بعد عصر الشافعی مجتہد مستقل انتہی ترجمہ نہین پایا گیا بعد زمانہ امام شافعی کے
کوئی مجتہد پورا وفی المیزان لعبد الوہاب الشعرانی قد نقل السیوطی ان الاجتہاد المطلق
علی قسمین مطلق غیر منتسب کما علیہ الائمۃ الاربعۃ ومطلق منتسب کما علیہ اکابر اصحابہم قال
ولم یدع الاجتہاد المطلق غیر المنتسب بعد الائمۃ الاربعۃ الا الامام محمد بن جریر الطبری
ولم یسلم لہ ذلک انتہی (۷) **مضمون** سنو یہ جو شبہ وارد کرتے ہین اوپر غیر مقلدون کے
کہ جہان وہ مذہب مختلف ہون عنوان اور حکم مین پس عمل حدیث پر کس طرح ہو سکیگا یہ شبہ بعینہ وارد
ہوتا ہے مقلدین پر بسبب اسکے کہ روایات امام کے اکثر مختلف ہین اقول وباللہ التوفیق
مقلدین پر یہ شبہ بالکل وارد نہین ہوتا کیونکہ کتب معتبرہ مین قواعد واسطے عمل کرنے روایات
مختلفہ پر موجود ہین بموجب اون قواعد کے عمل کرنا مقلدون کا ہے ان کانت المسئلۃ مختلفا فیہا
فان کان مع ابی حنیفۃ احد صاحبیہ یاخذ بقولہما والا فان کان الاختلاف فہو اختلاف عصر
وزمان یاخذ بقول صاحبیہ لتغیر احوال الناس فی المزارعۃ والمعاملۃ ونحوہما یختار
قول المتاخرین وفیما سوی ذلک قال بعضہم یتخیر المجتہد وقال عبد اللہ بن المبارک
یاخذ بقول ابی حنیفۃ رح کذا فی فتاوی قاضی خان لیکن غیر مقلدون کو اس شبہ کا جواب دینا مشکل ہے
کیونکہ کوئی حدیث صحیح صحاح ستہ مین اسواسطے قواعد احادیث مختلفہ کے مذکور نہین اگر کوئی ہو تو نشان دے تو اعلم

قواعد تطبیق احادیث کے جو علمانے بیان کیے ہین ماننے موافق بہی عمل کرنا انکو درست نہین کیونکہ
جب ثبوت انکا کسی حدیث صریح سے نہوا تو یہ قواعد انکے نزدیک بدعت ہوئی ورنہ عامل بالحدیث
ایک دعوی زبانی ہی واللہ اعلم وعلمہ اتم (۸) **مضمون** صفحہ ۹ - موطا اور صحیحین کی حدیثین اگر
انتہا کمال صحت کو پہونچ چکے ہین ان کتابون کی حدیث پر عمل کرنے والے کو کچہہ تحقیق ضرور
نہین **اقول** وباللہ التوفیق اگر بے تحقیق عمل کروگے تو ضرور لوطی اور شراب خور تمکو بننا
پڑیگا جیساکہ گذرچکا بیان اسکا بیچ جواب مضمون تیسرے کے (۹) **مضمون** صفحہ ۱۰ مجتہد کی
خطا پر مقلد قائل نہین جو روایت امام کے مخالف ہو یا مطابق اوسپر عمل کرتے ہین اور یہ مذہب معتزلہ
کا ہی **اقول وباللہ التوفیق** یہ بالکل افترا اور بہتان ہی سب علما مجتہد کو مصیب اور مخطی باعتبار
عموم کے کہتے ہین لیکن کسی مسئلہ خاص مین بسبب بے علمی اور جہالت کی نسبت خطا کی طرف مجتہد
کی کرنی گمراہی ہی چنانچہ منار مین لکہا ہی وحکمہ القیاس الاصابۃ بغالب الرای حتی قلنا ان
المجتہد یخطی ویصیب والحق فی موضع الخلاف واحد ولکن لا یعلم ذلک الواحد
بالیقین فلہذا قلنا بحقیۃ المذاہب الاربعۃ انتہی (۱۰) **مضمون** صفحہ ۱۱ حکم قاضی کا نکاح
اور طلاق مین اگرچہ بموجب گواہی جہوٹی کے ہو ظاہر اور باطن مین نافذ یعنی اللہ کے نزدیک
بہی اوسکو بگاڑ نہین ہوگی اور حالانکہ یہ حکم بموجب حدیث فمن قضیت لہ بحق مسلم فانما ھی
قطعۃ من النار جس شخص کو حکم لگاؤن مین ساتہہ حق کسی مسلمان کے پس بیشک وہ ایک قطعہ آگ
کا باطل ہی **اقول وباللہ التوفیق** یہ روایت امام کی ہی اور سند اسکی حکم حضرت علیؓ کا ہی
واسطے ایک عورت کے جو اوسپر ایک شخص نے دعوا نکاح کا کیا اور گواہ گذارے حضرت علیؓ نے فرمایا
کہ لیجا اس عورت کو اوس عورت نے کہا اسنے جہوٹے گواہ قائم کرکے نکاح ثابت کرلیا حقیقت
مین نکاح میرا اس سے نہین ہی اب آپ میرا نکاح اس سے پڑہا دو فرمایا حضرت علیؓ نے
شاہداک زوجاک یعنی گواہون تیرے نے نکاح کردیا تیرا کما فی فتح القدیر رجل ادعی
نکاح امرأۃ بین یدی علیؓ فقضی بالنکاح فقالت ان لم یکن بد یا امیر المؤمنین
فزوجنی فقال شاہداک زوجاک ولو لم ینعقد بینہما بقضائہ لما امتنع علیؓ

من تجدید نکاح عند طلبها و رغبة الزوج فیها انتهی فالطعن علی هذه الروایة فی الحقیقة
طعن علی امیر المؤمنین علی رض مثل الخوارج بل طعن علی خیر الانام لقوله علیه السلام انا مدینة
العلم و علی بابها فی الحقیقت مین جو گواہی بظاہر بھی معلوم ہو اوسکی تاثیر باطن کو پہونچتی ہے
جیساکہ حدیث مین آیا ہے کہ جس شخص کو مسلمان لوگ اچھا جانین تو وہ شخص اللہ کے نزدیک
بہشتی ہو جاتا ہے اور حضرت عمر وفات کے وقت بسبب افراط تفریط اعمال حکومت کی سے
بہت رو رہے تھے اور حضرت علیؓ اور حضرت عباس نے فرمایا کہ تمنے حکومت اپنے مین کوئی قصور
نہین کیا حضرت عمر نے اونسے یہ شہادت تحریر کرا کر اپنے بیٹے سے وصیت کی کہ وقت دفن میرے
یہ کاغذ میری چھاتی پر رکھدینا حضرت عمر نے بعد وفات کے اپنے بیٹے سے خواب مین کہا کہ اگر
گواہی نہوتی تو مین ایک معاملہ مین پکڑا گیا تھا لیکن بسبب گواہی کے رہا ہوا اس طرح کے
بہت سے دلائل ہین اور حدیث من قضیت له الخ مین ذکر نکاح کا نہین ہے کیونکہ یہ حدیث
زمین کے مقدمہ مین وارد ہے چنانچہ لفظ قطعہ کا صاف دال ہے اس امر پر اگر بالفرض نکاح وغیرہ کو
اوسکے عموم مین داخل کرین تو روایت حضرت علیؓ کی مخصص اسکے ہو سکتی ہے اور مانع نہ آنا
حضرت علیؓ کو کسی اصحابی کا اس حکم سے مثبت اجماع کا ہے اور باقی جوابات اس حدیث
کے کتب مطولہ مین موجود ہین واللہ اعلم و علمہ اتم (۱۱) **مضمون** صفحہ ۱۱ سے جو کوئی
شخص اپنی محرمات ابدیہ سے جانکر بعد نکاح کے اوسکے صحبت کرے اوسپر حد نہین آتی یہ حکم بداہةً
مخالف آیت حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّهٰتُکُمْ وَبَنٰتُکُمْ الآیہ اور حدیث امرنی رسول اللہ
الی رجل تزوج امرأة ابیه ان اٰتیه برأسه اور حدیث من نکح محرما فاقتلوہ کی ہے
اقول و باللہ التوفیق یہ مذہب امام کا ہے اور صاحبین کے نزدیک برابر حد لازم ہے اور
فتوی صاحبین کے قول پر ہے قال فی الدر لا حد بشبهة العقد عند الامام کوطی
محرم نکحها و قالا ان علم بالحرمة حد و علیه الفتوی انتهی اور سند قول امام کی یہی
کہ بسبب اسکے نکاح کے اوسکے زنا ہونے مین شبہ پڑا جس وطی مین شبہ پڑ جاوے اگرچہ
محرمات سے ہو اوس پر حد نہین آتی بموجب قول آنحضرت کے کہ حدود دور ہو جاتے ہین

شبہ پڑنے سے اور ملا علی قاری نے ایک حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی سے یون نقل کی ہے
ادرؤا الحدود عن المسلمین ما استطعتم فان وجدتم للمسلم مخرجا فخلوا سبیلہ
جیسا کہ اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کی لونڈی سے جان بوجھ کر وطی کرے تو اوسپر حد زنا کی کسی امام کے
نزدیک لازم نہین آتی بسبب حدیث انت ومالک لابیک کے یعنی تو اور مال تیرا واسطے باپ تیرے کے ہے
اگر بالفرض امام کو اس مسئلہ مین مخطی سمجھا جاوے تو بھی امام بموجب حدیث ان اخطأ فلہ اجر کے مثاب
ہوئے باقی رہے مقلد سو اوس مسئلہ مین امام کی روایت پر فتوی نہین پھر طعن امام یا مقلدین پر
خالی گمراہی سے نہین جو کہ تمنے آیت اور احادیث واسطے اثبات حد کے بیان کیے ہین اونمین
یہ ذکر نہین کہ جو شخص محرمات سے نکاح کرکے وطی کرے تو اوسپر حد لازم آتی ہی آیت مین صرف
حرمت نکاح محرمات کی بدون ذکر حد کے بیان ہی دونون حدیثون مذکورہ مین بھی صرف ذکر
قتل کرنیکا ہی بسبب نکاح کے اور یہ حکم واسطے مرتد کے ہوتا ہی پس یہ حکم اوس شخص پر جاری
کیا جاویگا کہ جو شخص اس نکاح کو درست جانکر مرتد ہوا اسیواسطے بعض روایات مین ضبط کرنا
مال و سکے کا بھی ذکر کیا گیا ہی کذا قال فی فتح القدیر پس واسطے دعوی حد زنا کے جو جلد اور رجم
ہے دلائل حرمت اور قتل کے پیش کرنے دال او پر کمال جہالت کے ہی یہ وہ مثل ہے شعر
چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا ❊ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا ❊ بلکہ اس وطی پر
تعریف زنا کی امام کے نزدیک صادق نہین آتی کیونکہ زنا اوس وطی کا نام ہی کہ جسمین ملک
یمین اور نکاح اور شبہ نکاح وغیرہ کا نہو پس ایسی کوئی آیت یا حدیث بیان کرو کہ جسمین یہ ذکر ہو
کہ جو شخص محرمات ابدی سے نکاح کرکے وطی کرے اوس شخص پر بسبب اس وطی کے حد زنا کی لازم ہی
ورنہ واہی تباہی کلمات سے جو موجب اہانت اماماں دین کے ہین باز آؤ واللہ یہدی من
یشاء الی سبیل الرشاد ایک جواب اسکا مولوی عبد العزیز صاحب ادرحقیقی اس عاجز کے نے یون
بیان کیا ہی اقول وباللہ التوفیق بعد نکاح محرمات کے وطی کرنیسے بموجب ایک روایت
فقہ کے حد کا لازم نہ آنا ہم حنفیونکو مضر اور مخالف نہین ہو سکتا کیونکہ مذہب حنفی عبارت
ان روایات اور مسائل سے ہی کہ جنکو ائمہ حنفیہ نے معمول اور مفتی یہ قرار دیا ہے اور یہ روایت

اس قسم سے نہین جیسے اطاعت اللہ اور رسول کی عبارت استعمال اون مسائل سے ہی کہ جو علماء امت نے بعد تمیز ناسخ او منسوخ اور دفع تناقض اور تخالف کی حاصل کرکے ارقام کیے ہین کیونکہ بعض روایات کتب حدیث مین مثل بخاری وغیرہ کے ایسے موجود ہین کہ جو عقل اور نقل کے مخالف معلوم ہوتے ہین جیسے وطی فی الدبر کے روایت بخاری کی کتاب التفسیر مین تفسیر آیۃ نساءکم حرث لکم مین موجود ہی لیکن معمول اور مفتی بہ ائمہ دین کے نہین پس جو کوئی روایت فقہیہ غیر مفتی بہ کو کتب فقہ سے اخذ کرکے حنفیون پر اعتراض کرتا ہی ایسا ہی جیسے کوئی یہودی یا نصرانی آیت اور حدیث مذکورہ دیکھکر دین محمدی پر طعن کرے بلکہ صورت مذکورہ مین تو غیر مقلدین پر اعتراض اور طعن سخت وارد ہوتا ہی کیونکہ وہ قائل اس امر کے ہین کہ بخاری اور مسلم کی روایت پر بلا تحقیق عمل کرنا جایز ہی پس اس صورت مین حضرات غیر مقلدین کے نزدیک امام بخاری بلکہ اللہ اور رسول ؐ بھی مطعون ٹھہرے اعاذنا اللہ سبحانہ من ذلک ھذا ما اکتفینا بہ فی الجواب تسہیلا للکلام وفاقا لفھم العوام کلموا الناس علی قدر عقولھم الا فالجواب التحقیقی ظاھر عند ذوی الافہام لا نکتبھا اعتقادا علی تحقیق ذوی الاحلام واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم (۱۲) **مضمون** صفحہ ۱۲ ابہت کم ہین ایسے مسئلہ کہ متفق ہون امام کے ساتھ شاگرد اونکے اگر تقلید امام کی واجب ہوتی تو شاگرد اونکی خلاف نکرتے **اقول وباللہ التوفیق** مذہب حنفی عبارت ہی روایات امام اور شاگردونکے سے جیسا کہ فرمایا شاہ ولی اللہ صاحب نے انصاف مین وانما عد[له] مذہب ابی حنیفۃ مع صاحبیہ مذھبا واحدا لعدم تجاوزھما عن محجتہ ابراھیم انتہی ملخصا علاوہ اسکے شاگرد امام کے مجتہد فی المذہب تھے مجتہد فی المذہب وسکا نام ہی کہ جو شخص امام کے قواعد پر عمل کرکے استنباط مسائل کا کرے اگرچہ اجتہاد اونکا مخالف ہو امام کے واعلموا ان المجتہد علی ثلثۃ اقسام احدھا المجتہد المطلق المستقل وثانیھا المجتہد المطلق المنتسب وھو من ینتسب الی امام معین لیکن لا یقلدہ لا فی المذہب ولا فی الدلیل وانما انتسب الیہ لسلوکہ طریقہ فی الاجتہاد وفی المیزان ان ابا یوسف ومحمدا مع ابی حنیفۃ فی ھذا القسم من الاجتہاد

[1] بیشک شمار کیا گیا مذہب ابوحنیفہ اور صاحبین کا مذہب ایک

انتہی ملخصا ما فی النافع الکبیر حاصل اس کلام کا یہ ہی کہ مجتہد فی المذہب کو تقلید امام کے بالکل
اصول مین ضروری نہ جزئیات مین مثال اسکی یہ ہی کہ ایک وکیل نے تعزیرات ہند کی ایک دفعہ
بموجب ملزم کو بری کرانا چاہا اور دوسرے وکیل نے بھی بموجب تعزیرات ہند کے اوسکو مستحق قید کے
ٹھہرایا حالانکہ دونون وکیل مقلد تعزیرات کے ہین جس وکیل کا فکر حاکم کو موافق ترسات قوانین کے
معلوم ہوتا ہی اوسپر حکم کرتا ہی اسیطرح علما بموجب آیت فاتبعوا احسن ما انزل الیکم من ربکم کی
روایات قویہ پر عمل کرتے ہین یعنی جسکا ثبوت ادلہ اربعہ سے واضح تر ہو اوسکو مفتی بہ سمجھتے ہین لیکن
یہ رتبہ اب کسی عالم کو نہین ہو اس رتبہ کے بھی عالم گذر چکے قال فی النافع الکبیر الطبقۃ الرابعۃ
طبقۃ اصحاب الترجیح من المقلدین کصاحب القدوری وصاحب الہدایۃ وامثالہم
وشانہم تفضیل بعض الروایات علی بعض انتہی ملخصا یعنی صاحب قدوری اور صاحب ہدایہ وغیرہ کو
یہ مرتبہ ترجیح کا حاصل تھا واللہ اعلم وعلمہ اتم (۱۳) مضمون صفحہ ۱ شاگرد امام کے اصول مین
بھی سوا امام کے مختلف ہین پھر انکا مقلد ہونا بموجب اصول کے بھی غلط ہوا اقول و باللہ التوفیق
قواعد اصلیہ مین ابو یوسف اور امام محمد وغیرہ امام صاحب کے مقلد ہین جیساکہ لکھا ہی ابن کمال رومی
نے بیچ رسالہ اپنے کے المجتہد فی المذہب کابی یوسف ومحمد وغیرہما وان خالفوا الامام فی
بعض الفروع لکنہم یقلدونہ فی استخراج الاحکام من الادلۃ علی مقتضی القواعد التی
قررہا استادہم انتہی ملخصا یعنی جو قواعد امام صاحب نے واسطے استخراج مسائل کے قرار دیے ہین
عمل درآمد شاگردونکا انہین پر ہی فائدہ پس قواعد مختلفہ بھی فروعات مین قواعد اصلیہ کے علاوہ ہین
جب مذہب حنفی عبارت ہوا روایات مفتی بہ امام اور شاگردونکی سے جیساکہ لکھا ہی شاہ ولی اللہ صاحب نے
پس وہ اس اعتراض کا بالکل نہین ہوسکتا واللہ اعلم وعلمہ اتم (۱۴) مضمون صفحہ ۱ جمعہ
پڑھتے ہین تمام حکومت کفار مین حنفی اور حالانکہ بسبب نہ پائے جانے شروط جمعہ کے امام صاحب کے
نزدیک جمعہ درست نہین اور بعد جمعہ کے ظہر کو لازم جانتے ہین ایک وقت مین جمعہ اور ظہر
دونون کا فرض ہونا کسی امام سے ثابت نہین اقول و باللہ التوفیق بعض علما اس
عمل کو واسطے احتیاط کے کرتے ہین کیونکہ بموجب مذہب امام اعظم رحمہ کے بسبب نہ پائے جانے

شروط کے جمعہ واجب نہوا پڑھنا ظہر کا ضرور ٹھہرا اور بموجب مذہب امام شافعی کے جمعہ پڑھنا فرض
نہ ظہر پس جس شخص نے دونونکو با ین نیت ادا کیا کہ واجب اور لازم دونون مین سے ایک ہے
تو یہ شخص ماجور ہوگا جیسا کہ ایک شخص کو نماز ظہر کی پڑھ کر شک پڑے کہ شاید چار پڑہی ہین یا تین
تو اوس شخص کو لازم ہی کہ پھر ظہر کو اعادہ کرے جب بندے کے شک سے دوبارہ ادا کرنا لازم
ہوا اور جمعہ مین شک از روی احادیث مختلفہ کے پیدا ہوا ہے تو ظہر کا پڑھنا واسطے رفع شک کے
کیونکر منع ہوگا اور یہ حدیث صاف دال ہی اس مضمون پر عن نافع ان رجلا سال عبد اللہ
بن عمر فقال انی اصلی فی بیتی ثم ادرک الصلوۃ مع الامام افاصلی معہ فقال لہ عبد اللہ
بن عمر نعم قال الرجل ایتہما اجعل صلوتی قال لہ ابن عمر و ذلک الیک انما ذلک الی اللہ
یجعل ایتہما شاء رواہ مالک فی موطاہ یعنی ایک شخص نے پوچھا عبد اللہ بن عمر سے تحقیق نماز پڑھ لی
میںنے گھر مین پھر جماعت ملی مجکو پس ملجاؤن جماعت مین کہا عبد اللہ بن عمر نے کہ ہان پڑھ کہا
اوس شخص نے کہ فرض دونون مین سے کسکو قرار دون فرمایا عبد اللہ بن عمر نے کہ یہ تیری اختیار نہین
بلکہ اسکا اختیار خدا کو ہی **فائدہ** جیسا کہ یہان ایک کا فرض ہونا نمازی کو معلوم ہی اسیطرح
جمعہ و ظہر کا حال ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم (۱۵) **مضمون** صفحہ ۱۸ بعضے علما حنفی اذان کے
وقت اشہد ان محمد رسول اللہ کے جواب مین انگلیان چوم کر آنکھوںسے لگاتے ہین اور کہین نشان
نہین دیتے پس کرتے ہین جو جی چاہتا ہی **اقول وباللہ التوفیق** حدیث اسکی رسالہ
موضوعات ملا علی قاری مین موجود ہے اور اسکے موضوع اور صحیح ہونے مین اختلاف
بیان کیا ہی اور اخیر مین ایک قول توقف کا نقل کیا ہی یعنی کرنے والے پر انکار نکرے اور
کرنے کی کسیکو رغبت ندے قال القاری مسح العینین بباطن انملتی السبابتین بعد تقبیلہما
عند سماع قول المؤذن اشہد ان محمدا رسول اللہ مع قولہ اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ
رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا ذکرہ الدیلمی فی الفردوس من حدیث
ابی بکر الصدیق ان النبی قال من فعل ذلک فقد حلت علیہ شفاعتی قال السخاوی
لا یصح و اوردہ الشیخ الرداد فی کتابہ موجبات الرحمۃ بسند فیہ مجاہیل مع انقطاعہ عن الخضر

علیہ السلام وکلما یرو ی فی ہذا فلا یصیر رفعہ الی السنۃ واذا ثبت رفعہ الی الصدیق فیکفی للعمل بہ لقولہ علیہ السلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین وقیل لا یفعل ولا ینہی وغرابتہ لا یخفی علی ذی النہی انتہی اور اپنے دل کی خواہش پر تو تم لوگونکا عمل ہی جیساکہ جمع کرنا نماز کا بے عذر اور تین طلاق کے بعد حلالہ نکرنا اور تراویح کی آٹھ رکعت پڑھنا کسی امام کے نزدیک درست نہین اور تم لوگ بسبب آسانی کے جو نفس کو پسند ہو ان امور پر عامل ہو اور جو لوگ مقلد کہلاکر بدعات کا رواج دیتے ہین وہ لوگ بھی حقیقت مین مقلد نہین نسبت انکے ساتھ منکرین تقلید کے مثل نسبت فاسق کے ساتھ کافر کی ہے یعنی جیساکہ کافر منکر اصل دین کا ہے اور فاسق دین کو مانکر عمل منکرون کیطرح کرتا ہے ایساہی بدعتی مقلد کہلاکر بدعات پر خلاف امام کے عمل کرتا ہے اور غیر مقلد اصل تقلید کا منکر ہے واللہ یھدی من یشاء (۱۶) **مضمون** صفحہ ۱۹ — اگر اس کہنے سے کہ بے تقلید کام نہین چلتا یہ مراد ہے کہ جو مسئلہ صراحۃً کلام اللہ اور حدیث شریف اور اجماع سے ثابت نہو تو اوسمین تقلید کرنی چاہیے یہ بات کسی کے نزدیک ناجایز اور ممنوع نہین **اقول وباللہ التوفیق** امام صاحب کا مذہب یہی ہے کہ جہان آیت اور حدیث لائق عمل نملے اور اجماع بھی نہوا ہو قیاس پر عمل کرنا چاہیے تو پھر کسطرح مقتدا تمہاری تقلید امام کو شرک کہتے ہین جب مقلد نے قول امام کا مبین کسی دلیل کا سمجھ رکھا تو یہ شرک فی الرسالت کیونکر ہوئی ورنہ معاذ اللہ جمیع اولیاء کرام اور صلحاء عظام جو شمار اونکا بجز باری کے کسیکو معلوم نہین مشرک ہوئی خدا سے ڈرو ایمان کو ہاتھ سے نہ دو کیونکہ موحد کو مشرک کہنے والا کافر مین داخل ہے امام ربانی نے اپنے مکتوبات کی دوسری جلد مین یون فرمایا ہے امام ابو حنیفہ در تقلید سنت از ہمہ پیش قدم ست احادیث مرسل بلکہ قول صحابی را برای خود مقدم می ارد و دیگران نہ چنین اند مع ذلک مخالفان او را صاحب رای میدانند خدای تعالی ایشان را توفیق دہاد کہ آزار رئیس دین و رئیس اسلام نہ نمایند یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم اگر این اعتقاد دارند کہ ایشان برای خود حکم میکنند و متابعت کتاب و سنت نمی نمودند پس سواد اعظم از اہل اسلام بزعم فاسد ایشان از جملہ اہل اسلام بیرون بود این اعتقاد نکنند مگر جاہلے یا زندیقے نا تقضے چند

احادیث را یاد گرفتہ واحکام شرعیہ را دران منحصر ساختہ ما ورای معلوم خود را نفی می نمایند بیت
چو آن کرمی کہ در سنگی نہان ست ٭ زمین و آسمان او ہمان ست ٭ وای ہزار وای از تعصب
بار وایشان ذو النون و بسطامی جنید و شبلی بایزید و بکر و عمر کہ از عوام مومنانند در تقلید مجتہدان
در احکام اجتہادیہ مساوی اند انتہی بلفظہا (۱۷) **مضمون** صفحہ ۲۰ — مراد اہل ذکر سے آیہ
فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون مین اہل کتاب ہین اگر علما بہی لیجیے تو بہی مفید
نہین کیونکہ اسمین کسی شخص کی تقلید کا ذکر نہین **اقول و باللہ التوفیق** مراد اہل ذکر سے
اہل کتاب کا ہونا گویا آیت کو منسوخ کرنا ہی اگر باعتبار شان نزول کے مراد لیجاے تو یہ مضر نہین
تعمیم آیت کو جیسا کہ آیت ہاتھ کاٹ ڈالنے کے بسبب سرقہ باعتبار شان نزول کے کسی سارق
کے حق مین نازل ہوئی تہی لیکن یہ حکم ہر سارق کو برابر ہی غرض خصوصیت شان نزول کی عموم
نصوص کو مضر نہین ورنہ کلام اللہ سے احکام بعض اشخاص کے نکلتے اور باقی تمام امت مطلق العنان
اور مہمل ہوتے معاذ اللہ منہا جب مراد اہل ذکر سے عالم ہوئی پس اس سے ثبوت تقلید معین کا اظہر من الشمس
وابین من الامس ہی جیسا کہ ورود آیت اقیموا الصلوۃ کا واسطے فرضیت نماز کے بدون خصوص
کے ہی حالانکہ ہر شخص پر ادا کرنا نماز کا فرض ہے اسیطرح بے علم کو بموجب اس آیت کے تقلید
کسی ذی علم کی کرنی چاہیے چنانچہ مسئلہ تقلید معین کا ہمنے علما سے دریافت کیا جمیع علماء
حرمین شریفین اور دیگر علماے معتبرین نے شرق سے غرب تک وجوب کا فتوی دیا اور اوسکا
نام تحفۃ العرب والعجم رکھکر چہپوا دیا پس بموجب اس آیت اور آیت ومن یتبع غیر سبیل المومنین
نولہ ما تولی اور حدیث لا تجتمع امتی علی الضلالۃ وغیرہ کے منکر تقلید معین کا ضال ہوا
مولوی نذیر حسین صاحب بنگالی کو جو قلم واہل اسلام سے خارج ہی اہل ذکر سمجہنا اور علماء حرمین شریفین
وغیرہ کو اہل ذکر سے نہ سمجہنا بڑی بے سمجہی ہی کیونکہ سکان حرمین کی فضیلت احادیث سے ثابت ہی
اور بنگالی ساتہ جادوگری اور شعبدہ بازی کے مشہور ہین چنانچہ مولوی نذیر حسین صاحب نے
بنگالیت کو بعد غدر کے پیرایہ غیر مقلدی مین ظاہر کیا یضل بہ کثیرا و یہدی بہ کثیرا
(۱۸) **مضمون** صفحہ ۲۰ — مقلدین واسطے ثبوت تقلید معین کے اس آیت کو دلیل پکڑتے ہین

اور حالانکہ یہ آیت عام ہے قال اللہ تعالٰی اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم
یعنی تابعداری کرو خدا کی اور رسول خدا کی اور حاکمون اہل اسلام کی اور اگر اولی الامر سے مراد
علما لیجیے تو تخصیص ابوحنیفہ کی سوائے باقی ائمہ کے کہان سے نکلتی ہے **اقول و باللہ التوفیق**
علمار محققین کے نزدیک تقلید ایک امام کی ائمہ اربعہ سے واجب ہے یعنی اگر کوئی شخص کافر تھا
پھر اللہ نے اوسکو اسلام سے مشرف کیا اگر ایسے مقام مین مسلمان ہوا کہ جہان مذاہب اربعہ کے
علما موجود ہین مثل حرمین شریفین کے تو اوس شخص کو اختیار ہے کہ ایک مذہب کو اختیار کرلے
قال الملا علی القاری فی بعض تصانیفہ وجب علیہ حتما ان یعین مذہبا من ہذہ المذاہب اما
اما مذہب الشافعی فی جمیع الفروع و اما مذہب المالک وغیرہ ولیس لہ ان یتحمل من
مذہب الشافعی ما یہواہ و من مذہب غیرہ فی الباقی ما یرضاہ لانا لو جوزنا ذلک
لادی الی الخبط والخروج عن الضبط حاصلہ یرجع الی نفی التکلیف لان مذہب الشافعی
مثلا اذا اقتضی تحریم شئ و مذہب غیرہ اباحۃ ذلک الشئ او عکس ذلک فہو ان شاء
مال الی الحلال و ان شاء مال الی الحرام فلا یتحقق الحل والحرمۃ حینئذ ففی ذلک
اعدام التکلیف و ابطال فائدتہ و استیصال قاعدتہ و ذلک باطل انتہی ترجمہ اسکا
یہ ہے کہ کہا ملا علی قاری نے بیچ بعض تصنیف اپنے کے کہ واجب ہوا اوسپر کہ معین کرے ایک مذہب کو
مذاہب اربعہ سے یعنی یا شافعی ہو جمیع مسائل مین یا حنفی علی ہذا القیاس اور نہین اوسکو کہ لیوے
مذہب شافعی سے بعض مسائل موافق خواہش اپنے کے اور مذہب غیر سے باقی مسائل اپنی پسند کے
موافق کیونکہ اگر جائز رکھین ہم اسکو تو البتہ پہونچاویگا طرف انکار تکلیف کے اسواسطے کہ مذہب امام
شافعی کا مثلا مقتضی ہوا حرمت ایک شے کو اور مذہب غیر کا مقتضی ہوا اباحت اوسکے کو پس اگر
وہ شخص بموجب خواہش اپنی کے کبھی حلال بنالیوے اوس شے کو اور کبھی حرام تو اس سے دور کردینا
شریعت کا لازم آتا ہے اور وہ شخص اس آیت کے وعید مین داخل ہوگا اَفَمَنِ اتَّخَذَ اِلٰہَہٗ
ھَوَاہُ الآیہ قال شاہ ولی اللہ فی الانصاف بعد الماتین ظہر فیہم التمذہب باعیانہم
و کان ہذا ہو الواجب فی ذلک الزمان انتہی ملخصا کہا شاہ ولی اللہ صاحب نے بیچ انصاف کے

بعد دو سو کے ظاہر ہوا انمین پکڑنا ایک ایک مذہب کا اور تھا یہ واجب اس زمانہ مین وقال
الشعرانی فی المیزان وجب علی العامی التقلید بمذہب واحد خوفا من الوقوع
فی الضلال وعلیہ عمل الناس الیوم انتہی ملخصا کہا شیخ عبد الوہاب شعرانی نے میزان مین
واجب ہی عامی پر تقلید مذہب ایک کے واسطے ڈر گمراہی کے اور اسی پر عمل ہی لوگونکا اب امام غزالی اور
پیران پیر اور شیخ احمد سرہندی اور ہزارہا علما کے کلام دال ہین اوپر وجوب تقلید کے اگر لکھی جاویں
عبارتین اونکی تو ایک کتاب عظیم الشان طیار ہوا اور آیت مذکورہ بھی صاف دال ہی اوپر وجوب تقلید
معین کے بلکہ فرضیت پر کیونکہ اگر بموجب کہنے تمہارے کہ اولی الامر سے حکام اہل اسلام کی مراد لیجاوے
چنانچہ امام بخاری بھی اس آیت کو کتاب الاحکام کی ابتدا مین لایا ہی پس اطاعت حاکم اہل اسلام
کی فرض ہوگی اور امام بخاری نے ایک باب واسطے وجوب طاعت امام اور نائب اوسکے کے منعقد
کیا ہی دو تین حدیثین اوس باب کی بطور اختصار کے بیان کرتا ہون قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اسمعوا واطیعوا وان استعمل علیکم عبد حبشی فرمایا حضرت نے سنو اور قبول کرو
اگرچہ حاکم کیا جاوے تم پر غلام حبش کا یعنی اگرچہ قوم حاکم کی رذیل ہو لیکن بعد حاکم ہونے اوسکے کے
اطاعت اوسکی لازم ہی اور ایک حدیث مین اطاعت کو مقید کیا ہی ساتھ مالم یؤمر بمعصیتہ کے
یعنی جبتک حکم نکرے ساتھ گناہ کے یعنی اگر ایسا حکم لگاوے کہ وہ حکم مخالف کسی آیت یا حدیث کا ہی
اوسوقت اوسکی اطاعت منع ہی کیونکہ اس سے اطاعت قران اور حدیث کی دور ہوتی ہی اور فرمایا
حضرت نے من رای من امیرہ شیئا نکرھہ فلیصبر فانہ لیس احد یفارق الجماعۃ شبرا فیموت
الامات میتۃ جاھلیۃ جس شخص نے دیکھا حاکم اپنے سے کوئی امر پس برا معلوم ہوا اوسکو
پس چاہیے کہ صبر کرے کیونکہ جو شخص جدا ہوا جماعت سے ایک بالشت بھر پھر مرگیا مرنا اوسکا جاہلیت کا
ہی اس حدیث سے کمال درجہ کی فرمانبرداری ثابت ہوئی پس خلاصہ مطلب آیت اور احادیث مذکورہ
کا یہ ہی کہ اطاعت حاکم اہل اسلام کی بشرطیکہ وہ کام شرعاً گناہ نہو فرض ہے اگرچہ حاکم کے
اعمال مین کچھ خلل ہو لیکن جب علما کو اطاعت اوسکی سے برگشتہ ہونا بیدینی ہی پس تقلید ایک امام کی
ائمہ اربعہ سے واجب بلکہ فرض ہوئی کیونکہ قدیم الزمان سے تقلید حکومت اہل اسلام چلی آتی ہی

منکر تقلید پر سلطان روم سے حکم واسطے تعزیر کے نافذ ہی پس منکر اس لزوم کا گویا منکر ہے قرآن
اور احادیث نبویہ کا **سوال** اگر کوئی روایت امام کی مخالف قرآن یا حدیث کی ہو تو اوسوقت
عمل کرنا مذہب پر بموجب اطاعت حاکم کے کب درست ہی **جواب** پایا جانا روایت مفتی بہ کا
مخالف آیت یا حدیث کے بالکل محال ہے اگر بالفرض ایسی روایت کہ جسکی سند آیت یا حدیث
سے نہو اور مخالف ہو ادلہ قطعیہ کے اوسوقت تقلید پر اڑنا گمراہی ہی لیکن آجتک کسی مخالف
سے ثبوت ایسی روایت کا نہیں ہوسکا کیونکہ جو اونکے زعم مین بے سند معلوم ہوتی ہین علماء حنفیہ نے
اونکی سند کلام اللہ یا حدیث سے ثابت کردی ہی اگر اولی الامر سے مراد علما ہون تو بہی وجوب
بلکہ فرضیت تقلید کی ثابت ہوتی ہی کیونکہ علماء ممالک اہل اسلام کے سب متفق ہین اوپر گمراہ
ہونے غیر مقلدین کے اور امت مقبولہ سے ہونا اون لوگون کا بسبب غلبہ اور تسلط کی جو خدا تعالے
نے بیچ اہل حق کے وعدہ فرمایا ہی آیات اور احادیث سے ثابت ہی قال اللہ تعالی ولقد کتبنا
فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادی الصالحون فرمایا اللہ جلشانہ نے اور
البتہ تحقیق لکہا ہی ہمنے بیچ زبور کے پیچھے ذکر کے کہ تحقیق مالک ہوونگے زمین کے بندے میرے نیک
فائدہ مراد عباد سے بالاتفاق امت محمدیہ ہی اور زمین عرب شام و روم و مصر و مغرب
و افغانستان وغیرہ مین ہمیشہ سے وراثت مقلدین کی چلی آئی ہے پس یہ آیت صاف دال ہی اوپر حقانیت
ہونے مقلدین کے ہے قال اللہ تع وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِینَ اٰمَنُوا مِنکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِینَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِینَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ
خَوْفِهِمْ اَمْنًا وعدہ کیا اللہ نے اون لوگونسے کہ ایمان لائے تم مین سے اور کام کیے اچھے البتہ خلیفہ
کریگا اونکو بیچ زمین کے جیسا خلیفہ کیا تھا اون لوگونکو کہ پہلے اونسے تھے اور البتہ ثابت کریگا
واسطے اونکے دین اونکا جو پسند ہو واسطے اونکے اور البتہ بدل دیگا اونکو پیچھے ڈر اونکی کے امن **فائدہ**
ہر شخص پر ظاہر ہو کہ وراثہ خلافت زمین کا بطور غلبہ و امن کے بجز مقلدین کے کسی اہل اسلام کو نہین ملا
اور غیر مقلدین مثل باقی فرقہائے باطلہ کے ہمیشہ خوار اور ذلیل ہین اور انکو کہین امن نہین حتی کہ
حکومت نصاریٰ مین بھی ہر جان بڑی جماعت مقلدونکی دیکھتے ہین مقلد کہلا کر اپنے آپ کو

بچاتے ہین پس یہ لوگ ماصدق علیہ ان آیات کے کسیوجہ سے نہین ہوسکتے اور اسیطرح حدیث
لا یزال من امتی امۃ قائمۃ بامر اللہ لا یضرہم من خالفہم اور حدیث الجہاد ماض منذ بعثنی اللہ
الی ان یقاتل آخر ہذہ الامۃ الدجال کما مر تحقیقہما فی جواب المضمون الثانی دال ہین اوپر فضیلت
مقلدین کے کیونکہ بجز سلطان روم کے اقامت جہاد کی کسیکو ہمیشہ حاصل نہین اور وہ لوگ بڑے پابند
مذہب حنفی کے ہین پس جب فضیلت مقلدین کی آیات اور احادیث مذکورہ سے بوجہ احسن ثابت ہوچکی
پس مخالف انکا بموجب آیت ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی الایہ اور احادیث
من فارق الجماعۃ شبرا الحدیث اور لا تجتمع امتی علے الضلالۃ وغیرہ کے بہتر من داخل ہوکر نہایت
گمراہ اور مضل ہوا آیات اور احادیث دال اوپر حقیت تقلید کے بے شمار ہین کہانتک ان کو اوراق مین بیان
کیے جاوین واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم (۱۹) مضمون صفحہ ۲۲ — حدیث مین
آیا ہے یسروا ولا تعسروا یعنی آسان کرو لوگون پر دین اور مشکل نکرو اس سے ثابت ہوا کہ اگر بعض
مسائل کسی مذہب کے لیے اور بعض دوسرے مذہب سے واسطے آسانی کے تو کچھ مضائقہ نہین بلکہ بشارت
دیگئی ہے بموجب آیت فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ یعنی خوشخبری
دی میرے بندونکو جو سنتے ہین باتین پھر اتباع کرتے ہین بہتر بات کا اقول وباللہ التوفیق
مخاطب اس حدیث کے حکام اہل اسلام کے ہین کیونکہ اول اس حدیث کا یہ ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
اذا بعث احدا من اصحابہ فی بعض امرہ قال بشروا ولا تنفروا ویسروا ولا تعسروا متفق علیہ
یعنی تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب بھیجتے کسی شخص کو حاکم بنا کر صحابہ مین سے بیچ بعضے کام کے تو فرماتے
بشارت دینا لوگونکو نہ نفرت آسانی کرنا لوگون پر اور مشکل نکرنا اوپر **فائدہ** یعنی اے حاکمون
تمہاری اطاعت بموجب آیت اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کے لوگون پر لازم ہے
پس تمکو چاہیے کہ ہر شخص کو بموجب طاقت اوسکے کے حکم دو اور یہ مراد نہین کہ ہر مذہب کے آسان
آسان مسائل لیکر عمل کرو بلکہ شارح مشکوۃ طیبی جو بڑا محدث ہے اوسنے اسی لفظ کی شرح مین لکھا ہے
کہ جو شخص ہر مذہب سے آسان آسان مسائل لیکر عمل کرے وہ شخص زندیق ہے اور جلال الدین سیوطی
نے تواریخ الخلفا مین لکھا ہے بیچ احوال معتضد باللہ کے جو خلفاء عباسیہ سے ۲۷۹ ہجری مین تھا

۵ یعنے جو شخص مسلمانون کی راہ کی پیروی نکریگا اوسکا مقام جہنم ہے
۶ ماحصل ان دونون حدیثون کا یہ ہے کہ نہین جمع ہوتی امت میری اوپر گمراہی کے اور جو شخص جماعت سے کنارہ ہوا پس نکل گیا رسی اسلام کی گردن اوسکی سے ۱۲

قال اسمعیل القاضی دخلت علی المعتضد باللہ فدفع الی کتابا فاذا فیہ قد جمع له الرخص
من زلل العلماء فقلت مصنفه زندیق قال مختلق قلت لا ولکن من اباح المسکر لم
یبح المتعة ومن اباح المتعة لم یبح الغناء وما من عالم الا وله زلة ومن اخذ بزلل العلماء
ذہب دینه فامر بالکتاب فاحرق انتہی ملخصا کہا اسمعیل قاضی نے کہ ایک روز گیا مین پاس
سلطان وقت کے جو نام اوسکا معتضد باللہ تھا پس دی اوسنے مجکو ایک کتاب پس ناگہان اوس کتاب مین
جمع کیے گئے تھے واسطے خلیفہ کے آسان آسان مسائل ہر مذہب کے پس کہا مینے بنانے والا اس کتاب کا
بیدین ہے کہا سلطان نے آیا یہ مسائل غلط ہین کہا مینے نے نہین لیکن جس امام نے مباح کیا بعض مسکرات کو
نہین مباح کیا اوسنے متعہ کو اور جسنے مباح کیا متعہ کو نہین مباح کیا اوسنے غنا کو نہین کوئی عالم مگر واسطے
اوسکے لغزش ہے جسنے عمل کیا عیب علما کی لغزشون پر دور ہوا دین اوسکا پس جلائی گئی وہ کتاب سلطان کے
حکم سے پس جب کہ زمانہ مین اس روش پر چلنے والا زندیق ہوا پس اس ۰۹ھ ہجریہ مین ما صدق علیہ
آیت فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ کا ہونا محالات سے ہے
ورنہ آٹھ تراویح کا پڑھنا اور نمازونکو بلا عذر گھر مین جمع کرنا اور تین طلاق کے بعد بدون حلالہ
کرنے کے عورت سے نکاح کر لینیکو درست جاننا بلکہ احسن ہونا انکا لازم آیا حالانکہ بیس تراویح کا
احسن ہونا حدیث نبوی اور عمل خلفا راشدین سے ثابت ہے اسیطرح نماز کا وقت پر ادا کرنا بلا عذر
جمع کرنے سے بہت بہتر ہے بلکہ بلا عذر جمع کرنے والا بموجب روایت حضرت عمر کے سخت گناہگار ہے
اسیطرح حلالہ کرنا بعد تیسرے طلاق کے قرآن اور احادیث سے بخوبی ثابت ہے پس بیس تراویح پڑھنیوالے
اور نماز کو بلا عذر جمع نکرنے والے اور تیسرے طلاق کے بعد حلالہ کرنیوالے داخل بشارت فبشر عبادی
الذین الآیہ کے ہوئے نہ غیر مقلد کیونکہ آسان آسان پر عمل کرنا ضد ہے اتباع احسن کے کیونکہ جو امر شریعت
مین دوسرے سے احسن ہوگا ضرور وہ امر بنسبت احسن کے مشکل ہوگا کیونکہ احسنیت احکام شرعیہ کے
بمقدار مخالفت خواہش نفسانی کے ہے پس حدیث اور آیت مذکور موید تقلید کی ہوئی واللہ یہدی
من یشاء الی صراط مستقیم (۲) مضمون صفحہ ۲۴ مسلمانون کو تمسخر سے ضال اور
مضل کہتے ہین اور کہین تمسخر سے مثل مخنثون اور خواجہ سراؤن کے بناتے ہین اور نہین جانتے کہ خود

گرفتار ہین اس ضلالت مین قال اللہ تعالیٰ لا یسخر قوم من قوم ولا تنابزوا بالالقاب اقول
وباللہ التوفیق جب ثبوت تقلید معین کا آیات اور احادیث سے بخوبی ہوچکا پس منکر اوسکو
اگر ضال نکہا جاوے تو کیا کہا جاوے اور جب حضرت عمر کو تمہارے اکابر بسبب اقامت بیس تراویح
کی بدعتی کہنے لگے پس خارجیون اور رافضیون کی برادری سے کیون بہاگتے ہو نقل کیا شیخ عبد القادر
جیلانی رح نے صفحہ ۱۹۴ غنیۃ الطالبین کے اس حدیث کو قال رسول اللہ ص ان اللہ اختارنی
واختار لی اصحابی فجعلهم انصاری وجعلهم اصہاری وانہ سیجئ فی آخر الزمان قوم ینتقصونهم
الا فلا تاکلوهم الا فلا تشاربوهم الا فلا تناکحوهم الا فلا تصلوا معهم الا فلا تصلوا
علیهم حلت اللعنة انتہی فرمایا آنحضرت نے اختیار کیا اللہ نے مجکو اور اختیار کیے واسطے
میرے اصحاب پس کیا اونکو سسرال اور مددگار میرے جلدی ہوینگے آخر زمانہ مین لوگ نسبت نقصان کے
کرینگے طرف صحابہ کی آگاہ ہو کہ نہ کہانا اور پینا ساتھ اونکے اور نہ نکاح کرو اونکا اور نماز نہ پڑہو ساتھ
اونکے اور نہ جنازہ پڑہو اونکا اور ہوگئے وہ مورد لعنت کے **فائدہ** پس بموجب حدیث مذکورہ کے
نماز کا پڑہنا ساتھ لامذہب کے بالکل منع ہوا اور اسیطرح باقی امور مذکورہ مین مشارکت ممنوع ہوئی پس یہ
اطلاق ان الفاظ کا ان پر بطور تمسخر کے نہین کیونکہ تمسخر اوسکو کہتے ہین کہ جو بات اوس شخص مین نہو
اور وہ شخص بعقت لسانی سے اوسکا اظہار کرتا ہی جیسا کہ تم لوگ وقت تحقیق کے کہتے ہو کہ مذہب چلنا
کچہ برا نہین لیکن عامل الحدیث ہونا بہی گناہ نہین بعض اوقات ہین مسخرپنے مقلدون کو مذہبی
سکہ وغیرہ الفاظ ناشایستہ زبان پر لاتے ہو پس یہ آیت بہی تمہاری ضلالت پر دلیل قاطع ہی خنزیر کو
خنزیر کہنے والا داخل اس وعید کے نہین ہی البتہ بکری کو خنزیر کہنے والا ضرور اس وعید مین داخل ہوگا
واللہ اعلم بالصواب (۲۱) **مضمون** صفحہ ۲۵ مقلد شیخ عبد القادر جیلانی رح کی بزرگی
کے قائل ہین اور حالانکہ اونکی تقلید نہین کرتے انہون نے حنفیون کو فرقہ مرجیہ سی لکہا ہے اور
انتقال کیا حنفی مذہب سے **اقول وباللہ التوفیق** غوث الاعظم نے غنیۃ الطالبین مین لکہا ہی
کہ مارا اللہ تعالیٰ مجکو اوپر امام احمد حنبل کے مذہب پر اصول اور فروع مین اور اوٹہاوے اللہ مجکو دن
قیامت کے بیچ گروہ امام میرے کے اس کلام سے کیسی پابندی مذہب معین کی ثابت ہوتی ہی پس یہ بہی مذہب معین

۵۱ قال الامام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی رحمۃ اللہ واماتنا علی مذہبہ اصلا وفرعا وحشرنا فی زمرتہ ۱۳ غنیہ

سعین کے معتقد ہوئے شیخ کے یا غیر مقلد اور مرجیہ کہنا شیخ کا بہ نسبت بعض فرقہ حنفیونکے ہی جیسا کہ لکھا ہی غنیہ کے صفحہ ۲۲ مین واما الحنفیۃ فہم بعض اصحاب ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت زعموا ان الایمان ہو المعرفۃ والاقرار باللہ ورسولہ فرقہ حنفیہ سے مراد بعض حنفی ہین کہا جنھون نے کہ ایمان معرفت اور اقرار کرنا ساتھ اللہ اور رسول کے ہی **فائدہ** حنفیون کی کسی کتاب معتبر مین یہ نہین لکھا کہ ایمان عبارت معرفت سے ہی بلکہ کتب عقائد مین یون لکھا ہی قال فی العقائد النسفی الایمان ہو التصدیق بما جاء بہ من عند اللہ والاقرار بہ یعنے لکھا ہی عقائد نسفی مین کہ ایمان عبارت ہی تصدیق قلبی و اقرار زبانی سے قال العلامۃ فی شرحہ ان بعض القدریۃ ذہب الی ان الایمان ہو المعرفۃ واطبق علماؤنا علی فسادہ یعنی بعض فرقہ قدریہ کا یہ مذہب ہی کہ ایمان معرفت کو کہتے ہین اور متفق ہین علما ہمارے یعنی حنفی وغیرہ اوپر نادرست ہونے اس عقیدہ کے خلاصہ کلام کا یہ ہی کہ کوئی حنفی ایمان کو معرفت نہین کہتا اگر بالفرض کسی حنفی کا یہ اعتقاد ہوا سکو ہم بھی گمراہ جانتے ہین شاید کسی قدریہ نے بظاہر حنفی کہلا کر ایمان کو معرفت کہا ہو جیسا کہ غیر مقلدین حنفیو نمین جا کر حنفی کہلا کر عوام کو گمراہ کرتے ہین ایسے حنفیونکی گمراہی مین کچھ شک نہین اور نقل کرنا شیخ کا مذہب حنفی سے علی تقدیر الصحۃ بباعث کم ہونے متبعان امام احمد حنبل کے ہوا ہوگا نہ کہ مذہب حنفی کو غلط سمجھکر ورنہ قضا کرنا شیخ کا نماز روزے کو جو حنفی ہو کر گذاری تہین ثابت کرو بلکہ مذہب حنفی کی عظمت اور حقیت شیخ کی اس کلام سے بخوبی ثابت ہوتی ہی اما اذا کان الشیء مما اختلف الفقہاء وساغ فیہ الاجتہاد کشرب عامی النبیذ مقلد الابی حنیفۃ رح وتزوج امراتہ بلا ولی علی ما عرف من مذہبہ لم یکن لاحد ممن ہو علی مذہب الامام احمد والشافعی الانکار علیہ لان الامام احمد قال فی روایۃ المروزی لا ینبغی للفقیہ ان یحمل الناس علی مذہبہ فالانکار انما یتعین فی خرق الاجماع دون المختلف فیہ انتہی ملخصا غنیہ صفحہ ۱۴۳ خلاصہ ترجمہ کا یہ ہی اگر ہو مسئلہ مختلف فیہ مجتہدین مین مثل پینا شیرہ انگور کا اور نکاح کرنا عورت کا بغیر ولی کے بموجب تقلید امام اعظم کے جایز ہی اور نہین درست شافعی اور حنبلی وغیرہ کو سرزنش کرنی مقلد امام کے کو کیونکہ کہا ہی امام احمد رح نے نہین لائق عالم کو برانگیختہ کرنا لوگون کو طرف مذہب

اپنے کے **فائدہ** باوجودیکہ مسئلہ شیرہ انگور اور نکاح بلا ولی مین استدلال جانبین کا آیات اور حدیث سے ہے پھر بھی کسی عالم کو حدیث کے ذریعہ سے دوسرے مذہب والے کو اپنے مذہب کی طرف کھینچنا درست نہین ہے پس بموجب تحقیق شیخ کے جو شخص لوگونکو اماموں سے لینے والے اعتقاد کرا دیتے مین سخت گمراہ کرنیوالے ہو واللہ اعلم و علمہ اتم

(۲۲) **مضمون** صفحہ ۲۷ عجب عقل ہے کہ چارون ائمہ کو فروعات مین حق کہتے ہین اور خود امام کا قول ہے کہ حق نہین موضع خلاف مین مگر ایک پھر مقلدین امام کو اور دوسری طرف جانیکو حرام جانتے ہین باوجودیکہ جب حج کیا منصور نے تو کہا امام مالک کو کہ حکم کرو نہین تمہاری کتاب کو موافق و مشیت کو بھی حکم دون کہ بغیر موطا امام مالک کے اوپر عمل نکرین پس کہا امام مالک نے لا تفعل ھذا فان الناس وما اختارہ والا نفسھم ای بادشاہ نکر اسطرح اور چھوڑ دے لوگونکو ساتھ اون خبر کے جو پسند کیا ہے انہون نے اپنے نفسونکو واسطے اگر تقلید مذہب معین کی اچھی ہوتی تو امام مالک منع نہ فرماتے منصور کو

اقول وباللہ التوفیق چارون مذاہب کے فروعات کا حق ہونا باین معنی کہ ہر امام نے بموجب اجتہاد اپنے کے جو حکم ثابت کیا ہے اوسکو اور تابعدار اوسکے کو بغیر اوسکے اوپر عمل کرنا شرعاً درست نہین ورنہ تکلیف مالا یطاق لازم آویگی قال اللہ تعالی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا لکھا ہے شاہ عبد العزیز صاحب نے بیچ تحفہ اثنا عشریہ کے در غیر منصوصات حکم معین نیست از جانب خدا بلکہ حکم الٰہی در حق ہر کس ہمانست کہ در اجتہاد اوست یا در اجتہاد متبوع اوست ہمین ست معنی اختلاف امتی رحمۃ انتہی یعنی شرعی حکم ہر مجتہد کو مسائل اجتہادیہ مین یہ ہے کہ موافق اجتہاد اپنے کے عمل کرے اور اسیطرح ہر مقلد کو بموجب اجتہاد امام اپنے کے عمل کرنا چاہیے اور موضع خلاف مین حق کا ایک ہونا باعتبار واقع کے ہے نہ باعتبار عمل کے ورنہ کوئی روایت امام سے نقل کرو اور منع کرنا امام کا منصور کو اپنی کتاب موطا کے رواج دینے سے اسواسطے تھا کہ جب لوگون مین کتب حنفیہ وغیرہ جو اونکو پہونچ گئی تھین پسند کرکے عمل کرنا شروع کیا اون لوگون کو اپنی کتاب کی طرف کھینچنا بموجب اس آیت کے منع تھا قال اللہ تعالی والذین یحاجون فی اللہ من بعد ما استجیب لہ حجتھم داحضۃ عند ربھم وعلیھم غضب ولھم عذاب شدید یعنی وہ لوگ جو جھگڑتے ہین بیچ دین اللہ کے پیچھے مقبول ہونے اوسکے کے دلیل اوسکی گری ہے نزدیک پروردگار اونکے اور اوپر اونکے

ف قال فی التحقیق قال ابو حنیفہ کل مجتہد مصیب والحق عند اللہ تعالی واحد کہا اعلم صاحب نے کہ ہر مجتہد مصیب ہے یعنی باعتبار عمل کے اور حق واقع مین عند اللہ ایک ہے ۱۲ مولوی عبد العزیز

اوپر اونکے غضب ہی اور اونکے واسطے عذاب سخت **فائدہ** پس قول امام مالک بموجب اس آیت کے دلیل قاطع ہی اس امر پر کہ جو لوگ کسی مذہب حقہ کے پیرو ہوں اونکو اور مذہب کیطرف کھینچنا بہت گناہ ہی پس جو لوگ مذاہب حقہ پر بہتان باندھکر لوگونکو غیر مقلد بناتے ہین بموجب آیت اور فرمانے امام مالک کے گنہگار ہوئے واللہ اعلم وعلمہ اتم **(۲۳) مضمون** صفحہ ۲۰ اگر غور سے دیکھا جاوے تو بہت آیات قرآن کے منع کرتے ہین ایسی تقلید کو کہ راے مجتہد کو مثل حکم خدا کے جانے اور حدیث صحیح اوسکے مقابل نہ مانے فرمایا اللہ جل شانہ نے اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ پکڑا اپنے علما اور مشایخ کو معبود سوا اللہ کے یعنی اونکا کہنا مثل خدا کے کہنے کی سمجھتے ہین اور مولوی اسمعیل صاحب نے اس تقلید کو شرک اور کفر لکہا ہی **اقول وباللہ التوفیق** اس آیت مین مذمت علماے یہود اور نصاری کا بیان ہی کہ جو واسطے طمع دنیا کے احکام قطعیہ کو مخالف حکم دیکر لوگونکو ممنون احسان اپنا کرتے قال رسول اللہ صلعم انما ھلک الذین قبلکم انھم کانوا اذا سرق فیھم الشریف ترکوہ واذا سرق فیھم الضعیف اقاموا علیہ الحد فرمایا حضرت نے بیشک ہلاک ہوئے پہلے لوگ بسبب اسکے کہ اگر چوری کرتا کوئی شریف حد نہ جاری کرتے اوسپر اور اگر غریب پر چوری ثابت ہوتی تو اوسپر حد سرقہ کی لگاتے۔ مقلدین مذاہب اربعہ کے جو امام کے قول کو کسی آیت یا حدیث کا مبین سمجھکر عمل کرتے ہین ہرگز مورد اس آیت کے نہین بلکہ ائمہ مجتہدین کی اطاعت کو شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی مین فرض لکہا ہی اور عبارت اونکی یہ ہی باید دانست کہ اطاعت غیر او تعالی بالاستقلال کفر ست ومعنی اطاعت غیر بالاستقلال آنست کہ اورا مبلغ احکام او ندانستہ ربقہ اطاعت در گردن انداز و این ہم نوعی از شرک کہ در آیہ اتخذوا احبارھم الآیہ نکوہش آن فرمودہ اند پس کسانیکہ اطاعت آنہا بحکم خدا فرض ست شش گروہ اند اول مجتہدین شریعت اند حکم ایشان بطریق واجب مخیر لازم الاتباع بر عوام امت زیرا کہ فہم اسرار شریعت ایشان را میسر ست قال اللہ تعالی فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون وجہ فرق در اطاعت وعبادت کہ در شرایع اطاعت غیر را جایز بلکہ واجب ساختہ اند وعبادت غیر را ہیچ حال روا نداشتہ آنست کہ اطاعت بجا آوردن حکم کسی کو اوشان حکم الہی ست وشناخت

حکمرانی در غیر او تعالی نیابتہ نیز متصور ست مثل رسول و حاکم بخلاف عبادت کہ حقیقت او غایت تذلل ست پس شایان نیست مگر کسیکہ غایت عظمت داشتہ باشد و آن منحصر در یک ذات حق ست و بس و بسبب آنکہ جہال فرق نمی کنند در معنی اطاعت و عبادت در ورطہ تحیر می افتند و مشرکین ہم قرینہ ایشان را الزام میدہند کہ شرک در ہر مذہب و دین ست زیرا کہ اطاعت غیر اللہ در جمیع ادیان مسلم ست مثل اطاعت پیغمبر و مرشد و مجتہد انتہی ملخصاً اور مولوی اسمعیل صاحب نے بھی اطاعت بالاستقلال غیر اللہ کو شرک لکھا ہوگا ورنہ یہ قول ونکا مخالف ہے آیت فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون کے پس تا بعد اس قول مولوی اسمعیل صاحب کے کا مورد آیت اتخذوا احبارہم الآیہ کا ہوگا واللہ اعلم وعلمہ اتم (۲۴) **مضمون** صفحہ ۲۸ بل نتبع ما الفینا علیہ آباءنا پیروی کرتے ہیں ہم جسپر پایا ہمنے باپ دادوں اپنونکو اس آیت میں اشارہ واسطے ابطال تقلید کے ہے **اقول وباللہ التوفیق** اس آیت میں اشارہ واسطے ابطال اوس تقلید کے ہے جو کفار اپنے باپ دادا کے کہنے پر بے دلیل اڑے رہے نہ واسطے ابطال تقلید متنازعہ فیہ کے بلکہ یہ تقلید اسی آیت کی آخر سے ثابت ہوتی ہے یعنی ولو کان آباؤہم لا یعقلون شیئا ولا یہتدون یعنے اگرچہ ہوں باپ دادا اونکے بے عقل اور بے ہدایت یعنی اگر باپ دادا صاحب عقل اور ہدایت ہوں اوسوقت اونکی پیروی کرنی درست ہے کیونکہ حقیقت میں یہ پیروی خدا اور رسول کی ہے قال اللہ تعالی ام کنتم شہداء اذ حضر یعقوب الموت اذ قال لبنیہ ما تعبدون من بعدی قالوا نعبد الہک والہ آبائک ابراہیم واسمعیل واسحاق الہا واحدا آیا تھے تم گواہ جب حاضر ہوئی موت حضرت یعقوب علیہ السلام کو جسوقت فرمایا یعقوب نے بیٹوں اپنونکو کہ کسکو پوجو گے میرے بعد کہا اونہوں نے کہ پوجینگے معبود تیرے کو اور معبود تیرے باپ دادا ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق کو معبود ایک یہ آیت دلیل ظاہر ہے اوپر تقلید باپ دادا کے اگر ہدایت پر ہوں علاوہ برین اگر تمکو اتباع باپ دادا کی مطلقا منظور نہیں تو جو شخص تمہارے سے نومسلم نہیں تو اوسکو معاذ اللہ اسلام چھوڑ کر اور دین اختیار کرنا پڑیگا کیونکہ اسلام قدیمی رسم باپ دادا کی ہے اور صرف غیر مقلد ہونے سے استیصال متابعت کا محالات سے ہے ورنہ تمکو مورد آیت بل نتبع

ما الفینا کے مین داخل ہونا بموجب قول اپنے کے پڑا و اللہ یھدی من یشاء الی صراط
مستقیم (۲۵) **مضمون** صفحہ ۲۸ حضرت نے بہتر قیدیون بدریون کو فدیہ لیکر چھوڑ دیا
اور حضرت عمر کی راے کے موافق گردن نہ ماری تب یہ آیت نازل ہوئی لولا کتاب من اللہ
سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم یعنے اگر نہوتا حکم خدا کا پہلے سے البتہ مس کرتا تمکو بیچ لینے
تمہارے کے عذاب بڑا فرمایا آنحضرت نے اگر اترتا عذاب نہ نجات پاتا کوئی سوا عمر کی اسیطرح
سعد بن معاذ حضرت کی مشورہ کو کہ دیوین مشرکین کو نصف ثمرہ نہ مانا اور کہا کہ اگر یہ حکم وحی سے ہے تو
ہمکو قبول ہے اگر آپنے اپنی راے سے کہا ہے تو ہم نہین دینگے مگر تلوار پس جب حضرت کا کہنا نہ ماننا اپنے
جو وحی سے نہ تھا کفر تو کیا عتاب تک بھی نفرمایا باوجود ہونے اس آیت کے وما کان لمؤمن ولا
مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ یعنی نہین ہے کسی مسلمان مرد اور عورت کو
کہ جب اللہ اور رسول حکم کرے اوسکو تو پھر اختیار رہے اوسکو اپنے کام کا پس مخالفت مجتہد کی
راے کو کسطرح ضلالت اور شقاوت کہتے ہو **اقول وباللہ التوفیق** حضرت عمر نے بسبب مشورہ
طلب کرنے آنحضرت کے قتل کرنیکی راے دی تھی اور اسیطرح حضرت سعد نے راے اپنے روبرو آنحضرت
کے یون ظاہر کی کہ صلح نصف ثمرہ سے لڑنا میرے نزدیک بہتر ہے اور مشورہ کرنا آنحضرت کا بموجب
آیت شاورھم کے تھا یعنی مشورہ مین داخل کر صحابہ کو پس اگر حضرت عمر اور سعد اپنی اپنی راے کے
بموجب بیان نکرتے تو تعمیل حکم آنحضرت کی سے جو بموجب آیت شاورھم کے تھا محروم رہ کر
مورد آیت وما کان لمؤمن الآیہ کے ہوجاتے پس تعمیل حکم خدا اور رسول کو مخالفت رسول کے
نام رکھکر صحابہ کبار کو مستوجب آیت وما کان لمؤمن الآیہ کا قرار دینا ایمانداری سے بعید ہے اور
مطلب آیت مذکورہ کا یہ ہے نہیں اختیار ہے اہل اسلام کو مرد ہو یا عورت جب حکم کردے خدا
اور رسول اور راے حضرت عمر اور سعد کی بطور مشورہ کے قبل حکم لگانے آنحضرت کے تھی
کیونکہ مشورہ کرنا قبل حکم کرنیکے مشروع ہے نہ بعد حکم کے قال اللہ تعالی واذا عزمت فتوکل
علی اللہ واللہ اعلم وعلمہ اتم قصہ مذکورہ سے کسقدر بزرگی حضرت عمر کی اور صحت راے
اونکی معلوم ہوتی ہے کہ احاطہ تقریر اور تحریر سے برتر ہے پس تبرا دینا باجماعت کو جو حضرت

عمر نے اپنی خلافت مین جاری کین برا ماننا اور نماز بلا عذر جمع کرنیکو سنت سمجھنا حالانکہ حضرت عمر نے
اپنی خلافت مین منادی واسطے منع کرنے جمع کرنے نماز بلا عذر کے کرا دی تھی موطا امام محمد کے
۴۴ صفحہ مین موجود ہے اگر ایسے لوگون پر بموجب آیت لولا کتاب سبق الآیۃ عذاب آسمانی نازل
ہو تو تعجب نہین اعاذنا اللہ منہ بفضلہ وکرمہ (۲۶) **مضمون** صفحہ ۴۰ — وصیت کی حضرت نے
پرہیزگاری اور تابعداری خلیفہ کی جو کوئی جیتا رہا دیکھیگا اختلاف بہت فعلیکم بسنتی وسنۃ
الخلفاء الراشدین المہدیین وعضوا علیہا بالنواجذ یعنی پس لازم پکڑو تم طریقہ میرا اور طریقہ
خلفاء راشدین کا خوب مضبوط اور نہین کہا طریقہ کسی مجتہد کا **اقول وباللہ التوفیق** تابعین کو
جو طریقہ خلفاء راشدین یعنی حضرت عمر رض اور حضرت عثمان اور حضرت علی رض کا ہو بدعت کہنا اور پھر
اس حدیث کو منھ پر لانا سو ردلِمَ تقولون ما لا تفعلون مین داخل ہوتا ہے اور مراد سنۃ الخلفاء
سے یہ ہے کہ جو خلفا اپنے اجتہاد کی رو سے احکام شرعیہ کا تخرج کرین پس یہ حدیث صاف دال
ہے اوپر حجیت اجتہاد کے اور آیت لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ اور آیت فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ
اور آیت وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ اور آیت وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا وغیرہ دال ہین فضیلت
مجتہدین کے اور گذر چکی تحقیق اسکی بیچ جواب مضمون چوتھے کے واللہ یہدی من یشاء الی
الصواب الیہ المرجع والمآب (۲۷) **مضمون** صفحہ ۴۲ پوچھ لیے مسئلہ جس عالم حقانی سے
جی چاہے اور تخصیص ایک کی بہت فساد کا ہے **اقول وباللہ التوفیق** عالم حقانی وہی ہے
کہ جسکا اعتقاد موافق علماء وفضلاء حرمین شریفین وغیرہ باشندگان دار الاسلام کے ہو ورنہ تکذیب آیات
اور احادیث کی جو بیچ جواب مضمون ۱۹ کے درج کی گئی ہین لازم آتی ہے پس جب تمنے وجوب تقلید کا علماء
حرمین وغیرہ سے ثابت کر لیا اور کسی عالم خاص تحقیق اسکی منحصر نہ کی اور ہر شخص مذہب کو فتوی حرمین
سے تسلی حاصل ہوئی اور تمنے ایک مولوی نذیر حسین صاحب سے پوچھکر جو علماء دار الاسلام
نین تقلید کو شرک اور بدعت کہکر شہر بشہر فساد برپا کیا اب بنظر انصاف خیال کرو کہ مفسد فساد
تم ہوئے یا ہم واللہ یعلم المفسد من المصلح (۲۸) **مضمون** صفحہ ۴۲ جو کوئی کسی کو امام
سمجھنے کو بڑا علم درکار ہے یہ بات نادانی کی ہے **اقول وباللہ التوفیق** تمہارے مقتدا یعنی

کیون کہتے ہو وہ باتین کہ نہین عمل کرتے [illegible]

یعنی مولوی نذیر حسین صاحب نے ایک فتوی مین رب المال کو مضارب سے لینا فی ماءۃ دس مبالغ کا بطور
نفع کے درست کر دیا اور سند اوسکے یہ آیت بیان کی هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ یعنے
نہین بدلا احسان کا مگر احسان اور حالانکہ سود ہونا اسکا آیات و احادیث سے اظہر من الشمس ہے
جب ایسے پیشوا کا یہ حال ہی تو عوام کالانعام کا کیا حال ہوگا شاید ایسے مجتہدون کے نزدیک اجرت
زنا کی بہی درست ہووے تو تعجب نہین کیونکہ وہان بہی یہ قیاس معلم اول کا صادق آتا ہی یعنی
عورت زانیہ نے زانی پر احسان کیا او زانی نے بعوض احسان اوسکے کچھ روپیہ دیا۔ بیت
از کرامات شیخ ما یہ عجب ❊ گربہ شاشید گفت باران ست ❊ اعاذنا اللہ من ھذہ الغفلۃ
الا غنیۃ بمنہ وکرمہ (۲۸) مضمون صفحہ ۳ اجماع کیا ہی صحابہ نے اسپر جو شخص
فتوی پوچہے حضرت ابو بکر سے اور حضرت عمر سے اوسے درست ہی کہ پوچہے ابو ہریرہ او معاذ بن
جبل سے اقول وباللہ التوفیق بعد ثبوت اس اجماع کے جواز تقلید معین کا زمانہ صحابہ مین بہی
اسی اجماع سے ثابت ہوتا ہی کیونکہ لفظ درست کا دال ہی او پر درست ہونے تقلید معین کے بلکہ
ابو موسی اشعری سے امام بخاری نے یون نقل کیا ہی لا تسئلونی مادام ھذا الحبر فیکم یعنے
نہ پوچہو مجہسے جبتک یہ عالم یعنی عبد اللہ بن مسعود تمہارے مین ہین اور فرمایا آنحضرت نے اصحابی
کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم یعنی اصحاب میرے مثل ستارون کے ہین جسکی تقلید کروگے ہدایت پاؤ
اور حضرت عمر نے منع کر دیا تہا حضرت ابو ہریرہ کو فتوی دینے سے اخیر عمر مین بیان کیا اسکو علی
قاری نے واما ابو ھریرۃ فانہ لم یکن من اھل الفتوی بل یکان من الرواۃ کان لا یعرف
الناسخ من المنسوخ ولا یتامل فی المعنے ولاجل ذلک حجر علیہ عمر عن الفتوی فی آخر عمرہ انتہی عبارتہ
پس نقل کرنا اجماع صحابہ کا بیچ حق ابو ہریرہ کے بالکل غلط ہوا علاوہ برین جو تقلید معین کا بعد دو سو برس
کے ہوا ہی جیسا کہ کہا ہی شاہ ولی اللہ نے بعد المأتین ظہر فیہم التمذھب باعیانہم وکان فی ذلک
ھو الواجب فی ذلک الزمان پس بیان کرنا معترض کا اون حالات کو جو قبل استقرار وجوب کے
تہے بیفایدہ ہی الحمد للہ الذی ھدانا الصراط المستقیم (۲۹) مضمون صفحہ ۳۶ کہنا
مقلدہ کا تقلید کے معنے امام اعظم کی جو مفتی بہ مسائل ونکے ہین او نہین جانتا صحیح ہین اون کو سنکے

نہیں ہے حقیقت میں تقلید بلکہ وعدہ ہے تقلید کا یہ قول ابن ہمام حنفی کا ہے **اقول وباللہ التوفیق**
پس بموجب اس قول ابن ہمام کے جو شخص صورتیں مسائل کی جانتا ہو اور بوقت حاجت کے عمل
کرتا ہے مقلد حقیقی ہوا اور جس شخص نے وعدہ تقلید مذہب حنفی کا صدق دل سے کیا اور الفاظ بند
کر کے بسم ہی وہ بھی زمرۂ مقلدین میں داخل ہی کیونکہ وعدہ کا خلاف کرنا علامات نفاق سے ہی
اس زمانہ کے لوگ غیر مقلد مبتلا ہیں سو نعمہ سے دعوی حنفیت کا روبرو عوام کے کرتے ہیں
اور شب و روز مخالفت امام کی پر بستہ کمر ہیں قال اللہ تعالی کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا
ما لا تفعلون (۳۰) **مضمون** صفحہ ۳۷ امام صاحب نے فرمایا ہی کہ جب ثابت ہو حدیث وہی ہے
مذہب میرا **اقول وباللہ التوفیق** مراد اس کلام سے یہ ہی کہ جو حدیث امام کو قطعاً نہ ملی ہو
اور مقابل اوسکے امام نے اپنے قول یعنی قیاس ظنی پر فتوی دیا ہو اور مراد اس سے ایسی حدیث نہیں
کہ جسکا پہونچنا امام کو ثابت ہوا اور امام نے اوس حدیث کو لائق عمل نہ سمجھکر متروک کیا جیسے حدیث
آمین بالجہر اور ترک قراۃ فاتحہ خلف الامام وغیرہ کے کیونکہ کوئی ادنی سے ادنی صاحب عقل یہ بات
اپنی متبعین کو نہیں کہہ سکتا کہ میرے نزدیک یہ دلیل لائق عمل کے نہیں لیکن تمکو ضرور چاہیے
کہ اس دلیل کو معتبر سمجھکر عمل کرنا علاوہ بریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ کلام میرا
کلام الہی کو منسوخ نہیں کر سکتے تو پھر تم آمین خفیا ور ترک قراۃ خلف الامام جو آیت ادعوا ربکم
الآیہ اور آیت اذا قرئ القرآن الآیہ سے ثابت ہی کیوں انکار کرتے ہو فما ہو جوابکم فہو
جوابنا ہذا الفضل اللہ یعطیہ لمن یشاء بعد ذلک امرا (۳۱) **مضمون** صفحہ ۳ عبد الوہاب شعرانی نے
لکہا ہی میزان میں کہ جو منقول ہی بعض اولیا کا حنفی اور بعض کا شافعی ہونا یہ قبل تکمیل رتبہ کا ہی اقول
وباللہ التوفیق یعنے بعد ولی کامل ہونیکے تقلید مذہب معین کے ضرور نہیں اور قبل اس
رتبہ کے تقلید واجب ہی جیسا کہ نقل کیا ہی شعرانی نے میزان میں اپنے شیخ علی الخواص سے
بار بار قال الشعرانی فی المیزان وسمعت سیدی علیا الخواص رحمہ اللہ تعالی فیقول انما
امر علماء الشریعۃ الطالب بالتزام مذہب معین تقربا للطریق انتہی اور لکہا ہی امام شعرانی
نے میزان میں وقد ذکرنا فی کتاب الاجوبۃ ان ائمۃ الفقہاء والصوفیۃ کلہم یشفعون فی مقلدیہم

عند سوال منکر ونکیر وعند النشر والحشر والحساب والمیزان والصراط ولما مات
الشیخ ناصر الدین اللقانی رأٰہ بعض الصالحین فی المنام فقال لہ ما فعل اللہ بک فقال
لما اجلسنی الملکان فی القبر اتاھما الامام مالک فقال مثل ھذا یحتاج الی سوال فی
ایمانہ باللہ ورسولہ تنحیا عنہ فتنحیا عنی انتہی ملخصا تحقیق علما او مشائخ شفاعت
کرینگے مقلدون اپنون کو وقت سوال منکر نکیر کے اور وقت حشر اور حساب ور وزن اعمال اور پل صراط
کے اور جب مر شیخ ناصر الدین لقانی خواب مین دیکہا اسکو بعض صالحین نے پس پوچھا کہ کیا کیا اللہ جل شانہ
نے تیری ساتہہ پس فرمایا انہون نے جب بٹہایا مجکو فرشتون نے بیچ قبر کے آیا انکو امام مالک
پس کہا ایسا شخص محتاج ہو طرف سوال ایمان کے کنارہ کرو اس سے پس کنارہ کیا انہون نے میرے
اور یہ بہی لکہا ہی کہ مذہب امام اعظم کا موافق تر ہو ساتہ کلام اللہ اور حدیث کے اب بیچ مدت غیر مقلدین
کے یہ عرض ہی کہ تمکو بموجب قول امام شعرانی کے مقلد ہونا ضرور ہوا ورنہ گمراہ ہو کر شفاعت اماماں
دین سے محروم ہو کر خوار اور ذلیل ہو گے کیونکہ تمہارے مین کوئی شخص کمال ولایت کو نہین پہونچا
اگر بموجب زعم تمہارے کے ہوگا تو کوئی فرد خاص ہوگا واللہ اعلم وعلمہ اتم (۴۲) **مضمون صفحہ**
۴۳ — کہا ابو محمد ظاہری نے نہین جانتے ہم کسیکو ان تینون قرنون مین سے جو بہتر تہے کہ کسی نے
کسیکی تقلید کی ہوا **اقول وباللہ التوفیق** یہ بات بالکل غلط ہی کیونکہ امام ابو یوسف نے
رواج دیا مذہب حنفی کو اور ابو یوسف تبع تابعین ہین کیونکہ یہ شاگرد ہین امام اعظم کے اور انکا
تابعین ہونا اتفاقی ہے جیسا کہ لکہا ہی ملا علی قاری نے شرح موطا امام محمد مین وعبارت اسکی
یہ ہی وقیل الروی الامام مالک عن عایشہ بنت ابی وقاص وصحبتہا ثابتۃ فیکون
تابعیا کابی حنیفۃ الا انہ تابعی بلا خلاف انتہی یعنی امام مالک کے تابعی ہونے مین اختلاف
ہی اور امام اعظم کی تابعی ہونے مین کسیکو کلام نہین جب تبع تابعین ہونا امام ابو یوسف کا ثابت
ہوا پس تقلید مذہب حنفی کے قرن ثالث مین پائے گئے اور رواج دینا امام ابو یوسف کا
مذہب حنفی کو ابن حزم سے شاہ عبد العزیز صاحب نے بستان المحدثین مین نقل کیا ہی ابن حزم
در جائے نوشتہ است کہ این دو مذہب مذہب حنفی ومالکی در عالم از راہ ریاست رواج گرفتند

زیراکہ قاضی ابو یوسف قضائی کل ممالیک بدست آوردہ از طرف و قضاۃ میر فتند و ہر قاضی
را حکم میکرد کہ عمل و حکم بمذہب ابو حنیفہ نماید انتہی ملخصا والایراد بان الرواج بطریق الکرہ
یوھو النقص مردود کالایراد النصاری علی دین الاسلام بان رواج ھذا الدین
فی العالم شاع بالسیف فافہم اور فرقہ ظاہریہ سنت جماعت سے خارج ہی جیساکہ ذکر کیا ہے
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین اور کہا شاہ ولی اللہ نے قول جمیل مین کہ ظاہری تو کی مجلس
مین بیٹھنا درست نہین پس معلوم ہونا ابو محمد ظاہری کو مثل نہ معلوم ہونے آفتاب کے ہی
شپرک کو (بیت) گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمہ آفتاب را چہ گناہ ٭ واللہ یہدی من یشاء
الی صراط مستقیم (۴۴) **مضمون** صفحہ ۳۸ ـ ذکر کیا ہی محیط مین امام محمد نے کہ جو شخص
مبتلا ہوا ایک عورت کے مقدمہ مین کسی فقیہ سے پوچھکر عمل کیا بعد اوسکے مبتلا ہوا دوسری عورت کے مقدمہ مین
کسی اور فقیہ سے یا اوسی سے پوچھا اوس فقیہ نے برخلاف پہلے مقدمہ کے حکم دیا حالانکہ صورتین دونون
ایک تہی درست ہی اوس شخص کو عمل کرنا بموجب اس روایت کے جو مخالف ہی پہلی روایت معمولہ کے
اور کہا امام محمد نے یہ سب قول امام اعظم اور ابو یوسف کا ہے اور اسیطرح بعض مجتہدین نے
وقت ضرورت کے اپنے مذہب کے خلاف عمل کیا باوجودیکہ مجتہد کو اپنی رای کے موافق
عمل واجب ہی پس مقلد اولی ہے اس بات مین جب دیکھے مصلحت غیر کی قول مین اقول
وباللہ التوفیق عمل کرنا مجتہد کا مخالف مذہب اپنے کے بسبب کسی ضرورت کے قطعی ثابت
ہے جیساکہ لکھا ہی صحیح مسلم وغیرہ مین کہ حضرت نے بسبب مصلحت وقت کے موقوف کیا بنا
کعبہ کا حالانکہ بسبب غلطی بناکے دوبارہ لازم تھا بنانا اوسکا اور عوام کو اوس وقت مین تقلید
مذہب معین کی واجب نہتی جیساکہ لکھا ہی شاہ ولی اللہ نے انصاف مین بعد المائتین ظہر
فیہم التمذہب باعیانہم وکان ذلک واجبا انتہی یعنی بعد دوسو برس کے ایک مذہب پر چلنا
واجب ہوا اور وفات امام اعظم رح کی بعد ایکسو پچاس برس کے ہوئی ہی پس روایات ناموجود
موہم عدم وجوب تقلید معین کے ہین مضر نہونگین مثلا اطاعت ابوبکر صدیق رض کی بوقت
موجودگی آنحضرت صلعم کے لازم کیا بلکہ گناہ تہی اور بعد وفات آنحضرت صلعم کے اطاعت ابوبکر صدیق

یعنی اعتراض کرنا کہ بوقت … رواج پانا اسلام کا مذہب کا نقصان پر دلالت کرتا ہے مردود ہے مثل اعتراض نصاری کے کہ اسلام کا رواج اسلام کا بشمشیر ہوا ہے ۱۲

کی بسبب اجماع کے لازم ہوئی اسیطرح اطاعت ہر خلیفہ و سلطان کی اپنے اپنے وقت مین بموجب
اجماع اہل اسلام کے واجب و لازم ہے اور اسیطرح کلام اللہ آنحضرتؐ کی حیات مین جمع
نہین کیا گیا تھا حضرت عمرؓ نے ابوبکر صدیقؓ کو جمع کرنے کلام اللہ کا مشورہ دیا حضرت
ابابکر صدیقؓ نے گھبرا کر فرمایا کہ کرونگا مین وہ کام جو آنحضرت نے نکیا ہو پھر تکرار کرتے رہے
حضرت عمرؓ یہان تک کہ سمجھگئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کہ رائے حضرت عمرؓ کی درست ہے پھر جمع کرایا
کلام اللہ کو یہ سب مذکور ہے بخاری شریف مین شارح قسطلانی نے لکھا ہے کہ اگر کوئی اعتراض کرے
کہ اگر کلام اللہ کا جمع کرنا بہتر ہوتا تو حضرتؐ نے کسواسطے جمع نکیا جواب دیا جا سکتا ہے کہ حضرتؐ کے وقت
مین جمع کرنا کلام اللہ کا ضروریات سے نہ تھا اور بعد وفات آنحضرتؐ کے جمع نکرنے مین خوف ضایع ہونیکا
تھا اسیواسطے خداے تعالی نے صحابہ کو دلمین ڈالدیا کہ جب صحابہ حامل قرآن انتقال کر جاوینگے
تو کلام اللہ کی حفاظت کس طرح ہو سکیگی اسیطرح قرون ثلثہ مین حاجت وجوب تقلید معین کی نتھی
کیونکہ اکثر علما و فقہا اوس وقت کے مجتہد تھے اور وہ زمانہ بسبب قرب مشعل محمدی کے لہو و لعب
سے خالی تھا اور بعد گذرنے دوسو برس کے زمانہ فساد کا پیدا ہوا تب علماے وقت نے اجماع
اوپر وجوب تقلید معین کے کیا سند اس اجماع کی وہ آیات اور احادیث ہین جو واسطے اثبات
تقلید کے مذکور ہو چکے ہین اور ہر ثقت کے علماء دیندارون کا مقلد ہونا جو کتب تواریخ سے
ثابت ہے سند کامل ہے واسطے نقل اس اجماع کے اور نقض وارد کرنا غیر مقلدین کا اجماع مذکور پر
مثل نقض رفاض کے ہے اوپر امامت ابوبکر صدیق رضہ کے یعنی جیسا رفاض اجماع صحابہ کو جو اوپر
امامت حضرت ابوبکر صدیق رضہ پر ہوا تھا کمیٹی وغیرہ سے تعبیر کرتے ہین اسیطرح غیر مقلدین
اجماع علما کو نہین مانتے قال اللہ تعالی یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَاللّٰہُ
اعلم و علمه اتم (۴۳) **مضمون** صفحہ ۴۲ بخاری مین ہے کہ پوچھا عبداللہ بن قیس نے
عایشہ رضہ سے حال غسل آنحضرتؐ کا کہ غسل کرکے سویا کرتے تھے یا آرام فرما کر غسل کیا کرتے
فرمایا حضرت عایشہؓ نے کہ دونون طرح پر عمل تھا آنحضرتؐ کا اسیطرح کلام اللہ کو کبھی آہستہ
اور کبھی بلند پڑھتے اور وتر کبھی اول شب اور کبھی آخر شب کی ادا کرتے اور کھانے سے

پہلے کبھی ہاتھ دہوتے اور کبھی دہوتے اسی قاعدے پر بعض اصحاب نے عمل اپنی روایت کے مخالف کیا ہے جیسا کہ نکاح کردیا عائشہ رضہ نے اپنے بھائی عبد الرحمن کے بیٹے کا اور حالانکہ روایت کیا ہی حضرت عائشہ رضہ نے کہ بغیر ولی کے نکاح درست نہین اور اسیطرح عبد اللہ بن عمر راوی ہین حدیث رفع یدین کے اور حالانکہ ثابت ہی نکرنا رفع یدین کا اونسے دس برس تک اور اسیطرح درست ہے روایات مختلفہ مین کہ جو جاہے سو کرے **اقول وباللہ التوفیق** جو فعل آنحضرت نے کبھی کیا اور کبھی نہین کیا اسیطرح اخیر عمر تک آنحضرت کا عمل رہا ایسے فعل کو علما سنت زائدہ سے تعبیر کرتے ہین جیسا کہ غسل جنابت کا قبل سونیکے اور ہاتہونکا دہونا قبل کہانے کے اسی قبیل سے ہی اور جو کام آنحضرت کے زمانہ مین یکلخت ترک کیا گیا ہو سنیت اوسکی باقی نہین رہتی اور نہ متعہ اور شراب وغیرہ کا جو ابتدا اسلام مین رائج تہی سنت ہونا لازم آویگا اور رفع یدین کو بہی جو ثبوت اوسکا بموجب روایت عبد اللہ بن عمر کے ہی اسی پر قیاس کرنا چاہیے ورنہ یہ امر ممکن نہین کہ ایسے صحابی جلیل القدر ہو کر جس سنت کو آپ روایت کرین اور اوسپر دس برس برابر عمل نکرین اور جس امر کو راوی نے تاکیدًا آنحضرت سے روایت کیا ہو پہر راوی نے مخالف اوسکے عمل کرنا دال ہی اوپر متروک العمل ہونے اوس حدیث کے ورنہ لازم آئیگا کونہ عاصیا لقولہ تعالی وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ [a] اور عمل حضرت عائشہ کا مخالف روایت اپنی کو باب نکاح مین اسی قبیل سے ہی کیونکہ حدیث حضرت عائشہ رضہ کی دال ہی اوپر باطل ہونے نکاح کے جو بغیر اذن ولی کے ہوا ہو اور وہ حدیث یہ ہی عن عائشة رضہ ان رسول اللّٰہ صلعم قال ايما امرأة نكحت بغير اذن وليها فنكاحها باطل فنكاحها باطل الحديث رواہ الترمذی یعنی فرمایا آنحضرت نے جس عورت نے نکاح کیا بغیر اذن ولی اپنے کے پس نکاح اوسکا روا نہین پس نکاح اوسکا باطل ہی **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو نکاح بغیر ولی کے ہو ہرگز درست نہین پس ایسی کو جسے بموجب اس حدیث کے وطی کرنی حرام ہوئی پس اگر یہ حدیث حضرت عائشہ رضہ کے نزدیک محکم اور قوی ہوتی تو ہرگز حضرت عائشہ رضہ مخالف اوسکے عمل نکرتین ورنہ جب ایسی مقتدا کے نزدیک تاکیدی احادیث پر عمل کرنا اور نکرنا برابر ہو تو کسی فرد بشر کو اوپر ترک نماز روزہ کے افسوس نا

[a] ورنہ لازم آویگا گنہگار ہونا اونکا بموجب آیت وما کان الآیۃ یعنی نہین اختیار کرنے عمل کا کسی ایماندار کو جبوقت کہ حکم کردی اللہ اور رسول کسی چیز کا ۱۲

اور چوری کے کرنے پر سرزنش نہ کیجاوے کیونکہ وہ لوگ حدیث ابوذر کے پیش کر کے جواب
دیسکتے ہین عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلعم ما من عبد قال لا الہ الا اللہ ثم مات
علی ذلک الا دخل الجنۃ قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قلت وان
زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق علی رغم
انف ابی ذر رواہ الشیخان یعنی کہا ابوذر نے کہ فرمایا آنحضرت نے نہین کوئی بندہ جو کہو لا الہ الا اللہ
پہر مر گیا اسی پر مگر جاویگا وہ بہشت مین کہا مینے اگرچہ زنا کیا اوسنے اور چوری فرمایا آنحضرت نے
اگرچہ زنا کیا ہو اوسنے اور چوری کہا مین نے اگرچہ زنا کیا ہو اوسنے اور چوری فرمایا آنحضرت نے
اگرچہ زنا کیا ہو اوسنے اور چوری کہا مینے اگرچہ زنا کیا ہو اوسنے اور چوری فرمایا آنحضرت نے اگرچہ
زنا کیا ہو اوسنے اور چوری اوپر خاک آلودہ ہونے ناک ابوذر کے **فائدہ** یعنے اگرچہ ابوذر کو بہشتی ہونا
زانی اور چور کا اچھا نہین معلوم ہوتا لیکن اللہ تعالے اوسکو بہشت مین داخل کریگا اسیطرح ہر ملحد موافق مطلب
اپنے کے احادیث پیش کر سکتا ہے الغرض بمقتضاے قاعدہ آپکے یعنی عمل کرنا اور نکرنا برابر ہے استیصال
احکام شریعت محمدی کا لازم آتا ہے اعاذنا اللہ منہ وکرمہ ایسے قاعدہ کو نسبت کرنا طرف صحابہ کرام
محمدیت سے بعید ہے بلکہ صحابہ اکثر ایسے مخالفت سنت کو برا جانتے تہے نقل ہے ایک صحابی کی جو حضرت عمرؓ
کی طرف سے حاکم تہا بہیجا اونہوں نے ایک قاصد کو طرف حضرت عمرؓ کے واسطے کسی کام کے جب ہنکار آیا قاصد پوچہا اون
کے خلیفہ رسول اللہ کا کوئی عمل مخالف سنت کے تیری نظر مین آیا ہے یا نہین اوسنے کہا کہ میری نظر مین کوئی
حرکت خلاف سنت کے نظر نہین آئی مگر دو انڈے حضرت عمرؓ نے میرے روبرو کہائے اور دو بستر خلیفہ
کے نیچے مجکو نظر آئے اور یہ دونون عمل سنت کے خلاف ہین کہا اوس صحابی نے کہ حکومت
نکرونگا جبتک کہ دریافت نکرون خلیفہ سے اس امر کو پہر چل پڑے راہ دور دراز سے مدینہ منورہ
کو جب پہونچے حضرت عمرؓ کے پاس قبل سلام کے یہ کلام زبان پر لائے کہ آیا نازل ہوا ہے بعد پیغمبرؐ کے
وحی آیا شریعت بدل گئی ہے فرمایا حضرت عمرؓ نے کہ اے بہائی کیا کہتا ہے تو کہا اونہون نے
کہ کیون کہائے دو انڈے تو نے اور حالانکہ حضرت نے نہین کہائے اور کیون بچہائے
تو نے دو بستر مخالف سنت کے فرمایا حضرت عمرؓ نے کہ یہ غلطی قاصد کی ہے مین نے بسبب

خشونت حلق کے زردی انڈے کی جدا کھائی اور سفیدی جدی اور بسبب معلول ہونے طبیعت کے ایک ہی بستر دو پہر کر لیا تھا پھر جمعہ کے دن حضرت عمر رض خطبہ پڑھنے لگے اور فرمایا کہ سنو گو میری بات اور قبول کرو کہا اوس اصحابی نے کھڑے ہو کر کہ نہ سنینگے تیری بات اور نہ قبول کرینگے کیونکہ قبول ازجمعہ کے اوڑھتا تھا اور اب دو رہی اور حالانکہ آنحضرت نے دو کوڑے تقسیم فرمایا حضرت عمر نے کہ یہ کپڑا ہے اپنے بیٹے سے مانگ کر واسطے جمعہ کے لیا ہی اپنے بیٹے سے حضرت عمر نے اوسیوقت گواہی دلوائی پھر کہا اوس اصحابی نے کہ اب سنینگے ہم تیری بات اور قبول کرینگے واذا وعیت هذا فلا تحمل علی الصحابة الا علی محمل صحیح کما ان عبد الله بن عمر یحمل علی انه اطلع علی نقص حدیثه بوجه من الوجوه وکذلک عائشة عملت بقوله تعالی حتی تنکح زوجا غیره لانه اسند فی الآیة النکاح الی المرأة وحدها ولهذا لم تعمل بروایتها فاحفظ فانه ینفعک فی کثیر من المواضع والله اعلم وعلمه اتم (۳۵) **مضمون** اختلاف فقہا کو مثل آیت کفارہ کے جاننا چاہیے اطعام عشرة مساکین من اوسط ما تطعمون اهلیکم او کسوتهم او تحریر رقبة یعنی کھانا کھلا دو دس مسکینونکو یا کپڑے پہنا دو دس کو یا ایک غلام کو آزاد کر دو جیسا کہ خدا تعالی نے ان تین امور مین اختیار دیدیا ہے جسکو چاہے کرلے اسیطرح چار ائمہ مین سے کسیکا مسئلہ برت لیا اور کبھی کسی اور کا ورنہ چارونکے حق ہونیکے کیا معنے ہین اور جیسا روافض وغیرہ کے مسئلہ پر عمل کرنا درست نہین اگر انکے مسئلہ پر بھی عمل درست ہوتا تو کس وجہ سے خارجیونکو دوزخی سمجھا جاوے اور شافعیونکو جنتی **اقول و بالله التوفیق** اہل سنت جماعت کا یہی مذہب ہی کہ جیسے آیت کفارہ مذکورہ مین یہ حکم ہی کہ تین چیزونمین سے ایک کو ضرور ادا کرے ورنہ گنہگار ہوگا اسیطرح چار مذاہب مین سے ایک کو اختیار کرلے ورنہ گمراہ ہو جاویگا اور جیسا تینون امور مین سے کچھ ادا کرے جیسے بایں طریق کہ دو آدمی کو کھانا کھلا دیا اور تین آدمیونکو کپڑے پہنا دیے اور نصف غلام آزاد کر دیا کفارہ ساقط نہین ہوتا اسیطرح بلا ضرورت ہر مذہب سے کچھ کچھ لیکر عمل کرنے والا گنہگار ہوگا اور چارون کے برحق ہونیکے یہی معنے ہین کہ چارونمین سے ایک پر عمل کرنے والا فرقہ ناجیہ مین

داخل ہے یہی ہیں معنی حدیث اختلاف امتی رحمت کے اور لکہا ہے شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفہ
اثنا عشریہ مین در غیر منصوصات حکم معین نیست از جانب خدا بلکہ حکم آلہی در حق ہر کس ہمانست
کہ در اجتہاد اوست یا در اجتہاد متبوع اوست ہمین ست معنی اختلاف امتی رحمۃ انتہی واللہ اعلم و علمہ
اتم (۳۶) **مضمون** صفحہ ۴۴ - واسطے منع الحمد کے کوئی حدیث صحیح منقول نہین اور صحاح
مین اسکے منع کا ذکر بہی نہین ہے حدیث مین **اقول و باللہ التوفیق** یہ بالکل غلط ہی بلکہ آیت
دلالت کرتی ہی کہ پڑہنا سورہ فاتحہ کا پیچہے امام کے درست نہین قال اللہ تعالی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ
فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ فرمایا اللہ جل شانہ نے پس جس وقت پڑہا جاوے قرآن پس سنو تم
اسکو اور چپکے رہو تاکہ رحم کیے جاؤ تم اور کہا امام احمد نے اجمع الناس علی ان ہذہ الآیۃ نزلت
فی الصلوۃ یعنی نزول اس آیت کا نماز کے بارے مین ہوا ہی اور حدیث انما جعل الامام لیؤتم[ف ل] فاذا
کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا تفسیر اور بیان ہی آیت کا روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ اور نسائی
اور ابو داؤد اور مسلم نے اور کہا مسلم نے کہ یہ حدیث صحیح ہی پس جب مقتدی کو بموجب آیت مذکورہ چپکے رہنا
ضرور ہوا تو الحمد کا پڑہنا کب درست ہوگا اور احادیث اس باب مین بہت ہین کچہہ بطور اختصار کے
بیان کیے جاتے ہین کہا امام محمد نے موطا مین عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ ص
من صلی خلف الامام فان قراءۃ الامام لہ قراءۃ یعنی مقتدی کو قرأت امام کی کفایت کرتی ہی
اور کہا امام محمد نے عن عبد اللہ بن شداد بن الہاد ام رسول اللہ صلعم الناس فی العصر قال فقرأ
رجل خلفہ فغمزہ الذی یلیہ فلما ان صلی قال لم غمزتنی قال کان رسول اللہ قدامک
فکرہت ان تقرأ خلفہ فسمعہ النبی صلعم قال من کان لہ امام فان قراءۃ الامام لہ قراءۃ[ف ل]
امامت کی جناب رسولخدا نے وقت عصر کے پس پڑہا ایک شخص نے پیچہے آپکے پس ٹہوکا دیا اسکو پاس والے
نے پہر بعد نماز کے پوچہا کہ کیون ٹہوکا تو نے مجکو کہا اوس شخص نے کہ برا معلوم ہوا مجکو پڑہنا تیرا
پیچہے رسولخدا کے حضرت نے یہ ماجرا سنکر فرمایا جسکے لیے ہو امام پس قرأۃ امام کی مقتدی کو واسطے قرأت ہی
روایت کیا اسکو حاکم اور طحاوی اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابو حنیفہ نے ساتہہ اسناد صحیح کے و عن عبد اللہ
بن عمر ان النبی ص قال من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ روایت کیا اسکو طحاوی نے و قال

[ف ل] یعنی فرمایا آنحضرت نے سوائے اس کے نہیں کہ امام کیا گیا ہی واسطے اتباع کے پس جب اللہ اکبر کہے تم بہی اللہ اکبر کہو اور جب قرآن پڑہے تو چپ رہو تم ۱۲

[ف ل] یعنی فرمایا آنحضرت نے امام کا پڑہنا مقتدی کا پڑہنا ہی ۱۲

عمر بن الخطاب لیت فی فم الذی یقرأ خلف الامام حجرا کہا عمر بن خطاب نے کاش کہ پتھر ہوں
اوسکے مونہہ مین کہ جو شخص پڑہے پیچہے امام کے روایت کیا اسکو امام محمد نے وقال علی بن ابی طالب
من قرأ خلف الامام فقد اخطأ الفطرة اور فرمایا حضرت علی نے جس شخص نے پڑہا پیچہے امام کے
پس تحقیق مخالفت کی اوسنے دین کی روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے فاذا ثبت مع الحدیثین
المذکورین الی الخلیفتین مع کونہما مخالفین للقیاس کان کرفعہما الی النبی ص لقوله
علیه السلام علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین الحدیث اور روایت ہے عبید الله
بن مقسم سے انه سأل عبد الله بن عمر و زید بن ثابت و جابر بن عبد الله فقالوا لا تقرأ
خلف الامام فی شیٔ من الصلوة یعنی کہا عبد الله اور زید اور جابر نے نہ پڑہو پیچہے امام کے کسی نماز مین
روایت کیا اسکو طحاوی نے قال جابر من صلی رکعة لم یقرأ بام القرآن فلم یصل الا ان یکون
وراء الامام جسنے پڑہی کوئی رکعت نہ پڑہا اوسمین سورہ فاتحہ پس نہ ہوئی نماز اوسکی مگر اگر ہو پیچہے امام
کے روایت کیا اسکو ترمذی وغیرہ نے اور کہا ترمذی نے هذا حدیث حسن صحیح عن عطاء انه
سأل زید بن ثابت عن القرأة فقال لا قرأة مع الامام فی شیٔ یعنی نہین قرأۃ ساتہ امام کے
کہین روایت کیا اسکو مسلم و نسائی اور ابن ابی شیبہ نے وعن نافع ان عبد الله بن عمر کان
اذا سئل هل یقرأ احد خلف الامام یقول فحسبه قرأة الامام واذا صلی وحده فلیقرأ
قال وکان عبد الله بن عمر لا یقرأ خلف الامام جب کوئی پوچہتا عبد الله بن عمر سے قرأۃ خلف
امام کو فرماتے کافی ہی اوسکو پڑہنا امام کا اور جب پڑہے تنہا پس چاہیے کہ پڑہے قرأۃ کو ضرور روایت
کیا اسکو امام مالک اور امام محمد اور طحاوی وغیرہ نے وعن ابراهیم ان عبد الله بن مسعود لم
یقرأ خلف الامام لا فی الرکعتین ولا فی غیرهما نہین پڑہتے تھے ابن مسعود پیچہے امام کے کسی رکعت مین
روایت کیا اسکو امام اعظم نے وعنه انه لم یقرأ علقمة خلف الامام حرفا لا فیما یجهر فیه
ولا فیما لا یجهر فیه ولا بام الکتاب ولا بغیرها ولا اصحاب عبد الله بن مسعود جمیعا نہین پڑہا
علقمہ نے پیچہے امام کے سورہ فاتحہ اور نہ غیر اوسکا کسی نماز مین یہی عمل تہا عبد الله بن مسعود
کے یاروں کا روایت کیا اسکو امام اعظم نے قال ابو حمزة قلت لابن عباس اقرأ والامام

بین یدیہ فقال لا کہا ابو حمزہ نے کہ کہا مینے ابن عباس سے کہ کیا پڑھون مین پیچھے امام کے لیس
کہا ابن عباس نے کہ نہ روایت کیا اسکو طحاوی نے قال ابو درداء اری ان الامام
اذا ام القوم فقد کفاھم کہا ابو درداء نے کہ میرے اعتقاد مین یہ ہے کہ امام کفایت کرتا ہے
مقتدیون کو یعنی اونکو حاجت قراءۃ کی نہین روایت کیا اسکو طحاوی اور نسائی نے قال
سعد وددت ان الذی یقرأ خلف الامام فی فیہ جمرۃ کہا سعد نے جو صحابہ عشرہ مبشرہ سے
ہین دوست رکھتا ہون مین تحقیق کہ انگارون سے بھرا جاوے مونہہ پڑھنے والا کا پیچھے امام کے
وقال علقمۃ لان اعض علی جمرۃ احب الی من ان اقرأ خلف الامام روایت کیا
ان دونون حدیثون کو امام محمد نے قال عبد اللہ بن مسعود لیت الذی یقرأ خلف الامام
ملیٔ فوہ ترابا کہا ابن مسعود نے کاشکے بھرا جاوے خاک سے مونہہ پڑھنیوالیکا پیچھے امام کے روایت
کیا اسکو طحاوی نے قال ثابت من قرأ خلف الامام فلا صلوۃ لہ جسنے پڑھا پیچھے امام کے
نہین ہوتی نماز اوسکی روایت کیا اسکو امام محمد نے قال الشعبی ادرکت سبعین بدریا
کلھم علی انہ لا یقرأ خلف الامام ذکر کیا اسکو کرمانی شارح بخاری نے اور کہا سرخسی نے اجمع الصحابۃ
علی منع القراءۃ خلف الامام اجماع کیا صحابہ نے اوپر منع ہونے قراءۃ خلف امام کے ذکر کیا اسکو
ابن ہمام نے فتح القدیر مین یہ سب آثار بسبب مخالف ہونے قیاس کے حکم مرفوع مین ہین قال الشیخ عبد الحق
فی بعض تصانیفہ والرفع الحکمی فی الاخبار الصحابی عن ترتب ثواب او عقاب علی فعل او ترک
مما لا مجال فیہ للاجتہاد او یخبر انہ من السنۃ الی غیر ذلک من الصور التی لا مجال فیہ للاجتہاد
انتہی ملخصا واذا قرعت سمعک ہذہ الادلۃ من الکتاب والسنۃ واقوال الصحابۃ واجماعہم
فلا اظنک شاکا فی کون القراءۃ خلف الامام غیر مشروع ولذا قال ابراہیم النخعی اول من
یقرأ خلف الامام فاسق رواہ ابن ابی شیبۃ الذی ہو من اساتذۃ الشیخین باسناد
صحیح واللہ اعلم وعلمہ اتم (۳۷) **مضمون** صفحہ ۴۴ کوئی حدیث آمین آہستہ کی صحاح
مین نہین ہے **اقول وباللہ التحقیق** یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ آیت اور احادیث صحیحہ سے علماء حنفیہ
نے آمین آہستہ کو ثابت کیا ہے قال اللہ تعالی ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ فرمایا خدا تعالی نے دعا مانگو

ربا اپنے سے گڑگڑا کر اور چپکے آمین کا دعا ہونا آیت قد اجیبت دعوتکما سے ثابت ہی پس آمین کو آہستہ کہنے والا کا عمل موافق کلام اللہ کے ہوا عن وائل بن حجر قال سمعت النبی صلعم اذا قرأ ولا الضالین فقال آمین خفض بہا صوتہ روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اور یہ حدیث صحیح ہی اوپر شرط بخاری اور مسلم کے وعنہ انہ صلی مع النبی صلعم فلما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال آمین واخفی بہا صوتہ خلاصہ ترجمہ ان دونون حدیثون کا یہ ہی کہ حضرت نے نماز مین ولا الضالین کے بعد آمین آہستہ کہی روایت کیا اسکو امام احمد اور ابو داؤد طیالسی وغیرہ نے اپنے مسانید مین اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا حاکم نے ہذا حدیث صحیح ولم یخرجاہ یہ حدیث صحیح ہے اور نہ روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے یہ اعتراض ہی اوپر شیخین کے کہ باوجود صحیح ہونے اس حدیث کو کیون نہ داخل کیا اسکو صحیحین مین عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ اذا قال الامام ولا الضالین فقولوا آمین فان الملائکۃ تقول آمین وان الامام یقول آمین فمن وافق تامینہ تامین الملائکۃ غفر لہم ما تقدم من ذنبہ فرمایا حضرت نے جب کہے امام ولا الضالین پس کہو تم آمین کیونکہ فرشتے کہتے ہین آمین اور کہتا ہی امام آمین پس جو شخص کہ موافق ہوئے آمین اوسکے ساتھ آمین فرشتون کے بخشے جاتے ہین گناہ اوسکے پہلے **فائدہ** قول آنحضرت کا کہ کہتا ہی امام آمین صاف دلالت کرتا ہی اوپر آہستہ ہونے آمین کے ورنہ اس قول کا بیفائدہ ہونا لازم آویگا اور کہا ہی قاضی عیاض نے مراد موافقت سے موافقت فی الصفۃ ہی یعنی جیسے فرشتے آمین کو آہستہ کہتے ہین یہ بھی آہستہ کہو اور جیسے فرشتے خشوع اور اخلاص سے کہتے ہین اسیطرح مقتدیکو اخلاص اور خشوع چاہیے عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ قال اذا قال الامام ولا الضالین فقولوا آمین فانہ من وافق قولہ قول الملائکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ رواہ البخاری والنسائی وابو داؤد عن سمرۃ سکتتان حفظتہما عن رسول اللہ فانکر ذلک عمران فکتبنا الی ابی بن کعب فکتب ان قد حفظ سمرۃ قال قتادۃ ما ہاتان السکتتان قال اذا دخل فی صلاتہ واذا قال ولا الضالین رواہ ابو داؤد دو سکتے یاد رکہتا ہون مین رسول اللہ سے کہا ہمنے قتادہ سے کہ کونسے ہین دو سکتے کہا قتادہ نے کہ جب داخل ہوتے نماز مین یعنی سبحانک اللہم آہستہ پڑہنے کے لیے سکتہ کرتے اور جب فارغ ہوتے قراءۃ فاتحہ سے یعنی دوسرا سکتہ کرتے آمین کہنے کے لیے قال الطیبی والاظہر ان

ان السکتة الاولی للثناء والسکتة الثانیة للتامین قال ابو وائل لم یکن عمر و علی یجہران ببسم اللہ ولا بالتامین کہا ابو وائل نے نہین تہے عمرؓ اور علیؓ جہر کرتے ساتہہ بسم اللہ اور آمین کے روایت کیا اسکو طبرانی نے تہذیب الآثار مین وعنہ کان عمر و علی رضی اللہ عنہما لا یجہران بالبسملة ولا بالتعوذ ولا بالتامین ذکر کیا اسکو سیوطی نے جمع الجوامع مین پس جبکہ ثابت ہوا دونون خلیفون سے آہستہ کہنا آمین کا پس بموجب حدیث علیکم بسنتی وسنة الخلفاء کے ہمکو بہی آہستہ کہنا ضرور ہوا عن ابن مسعود اربع یخفیہن الامام وذکر منہا آمین کہا ابن مسعود نے چار چیز کو آہستہ کہے امام ذکر کیا اونمین آمین کو ہذا الاثر لکونہ مخالفا للقیاس ایضا فی حکم المرفوع لما مر من قبل فتذکر وایضا قال رسول اللہ صلعم ما حدثکم ابن مسعود فصدقوہ فرمایا آنحضرتؐ نے جو بیان کرے ابن مسعود پس سچا جانو تم اوسکو بموجب آیت اور احادیث اور آثار مذکورہ کے اخفاء آمین کو اختیار کیا علماء حنفیہ نے اور ایک قول امام مالکؒ و قول جدید امام شافعیؒ کا بہی یہی ہے کہا عینی نے شرح بخاری مین اور کوئی حدیث جہر کی اوپر شرط شیخین کے ثابت نہین ہوئی ورنہ بخاری او مسلم ضرور بیان کرتے اور تنویر الحق مین لکہا ہے کہ حدیث وائل کی جسمین ذکر جہر کا ہے معارض ہی ساتہہ اوس حدیث وائل کے جس مین ذکر اخفا کا ہے پس ساقط ہو جاوینگی یہ حدیثین اور باقی رہینگی ہمارے لیے حدیثین سکتہ کی اور آثار اور آیت شریفہ اور یہ کہنا ہمارا بعد تسلیم کے ورنہ حدیث جہر کی صحت کو نہین پہونچتی ہے غایت یہ کہ وہ حسن ہو سو بہی روایت مدلس کی ہے نہ روایت جہر کی اور حدیث اخفا کی صحیح ہے اور بر شرط صحیح بخاری او مسلم کے پس تعارض مین ساقط ہو گئی حدیث جہر کی باقی و سالم رہین ہمارے لیے حدیثین اخفا و سکتہ کی اور آثار اور آیت شریفہ واللہ اعلم وعلمہ اتم (۳۸) **مضمون** صفحہ ۴۴ سطر ۲ رفع الیدین کو بڑی بڑی حنفی سنت کہتے ہین **اقول و باللہ التوفیق** علماء حنفیہ کے نزدیک رفع الیدین کا سنت ہونا ثابت نہین بموجب ان احادیث کے عن جابر بن سمرة قال خرج علینا رسول اللہ و نحن رافعوا ایدینا فی الصلوة فقال ما بال رافعی ایدیہم فی الصلوة

کانہا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ کہا جابر نے کہ نکلے ہم پر رسول اللہ اس حال مین
کہ ہم اوٹھانے والے تھے ہاتھ اپنے نماز مین پس فرمایا کیا حال ہی ہاتھونکا اوٹھانے والون کا
نماز مین گویا کہ وہ دُمین ہین سرکش گھوڑون کے سکون کرو یعنی ہاتھ نہ اوٹھاؤ نماز مین
روایت کیا اسکو ابوبکر بن ابی شیبہ نے جو اوستاد ہین بخاری اور مسلم کے اپنی کتاب مصنف
مین عن جابر بن سمرۃ قال خرج علینا رسول اللہ فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم
کانہا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ روایت کیا اسکو مسلم نے عن البراء بن عازب
ان النبیؐ کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ ثم لم یرفعہما حتی یفرغ تحقیق رسول خدا تھے
اوٹھاتے دونون ہاتھونکو شروع نماز مین پھر نہ اوٹھاتے فارغ ہونے تک روایت کیا اسکو
دارقطنی اور ابوداؤد اور طحاوی وغیرہ نے عن علقمہ قال قال عبد اللہ بن مسعود الا اصلی
بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلعم فصلی فلم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ کہا عبد اللہ بن
مسعود نے کیا نہ پڑھاؤن نماز رسول اللہؐ جیسے پھر نماز پڑھی پس نہ اوٹھائے ہاتھ اپنے مگر
پہلی بار روایت کیا اسکو ابوداؤد اور طحاوی اور استاد بخاری اور مسلم کے نے وعنہ
قال الا اخبرکم بصلوٰۃ رسول اللہ فقام فرفع یدیہ اول مرۃ ثم لم یعد روایت کیا
اسکو نسائی نے وعنہ قال صلیت خلف النبیؐ وابی بکر وعمر فلم یرفعوا ایدیہم الا عند
افتتاح الصلوٰۃ کہا عبد اللہ ابن مسعود نے کہ نماز پڑھی مینے پیچھے آنحضرتؐ کے اور ابوبکر اور عمر کے
پس نہ اوٹھائے اونھون نے ہاتھ اپنے مگر وقت شروع کرنے نماز کے روایت کیا اسکو ابوبکر بن ابی شیبہ نے
جو اوستاد ہین بخاری اور مسلم کے اپنی کتاب مصنف مین عن عبد اللہ بن عباس قال قال النبی
صلعم لا ترفع الایدی فی شیٔ الا فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوٰۃ وفی العیدین وعند
استلام الحجر وعلی الصفا والمروۃ وعند عرفات وعند جمع وعند رمی الجمار فرمایا آنحضرتؐ
نے نہ اوٹھائے جادین ہاتھ کسی چیز مین مگر سات جگہون مین شروع نماز میں و عیدین اور وقت چومنے
حجر اسود کے اور صفا اور مروے پر اور نزدیک عرفات اور مزدلفہ اور رمی جمار کی روایت کیا اسکو
بیہقی نے اور رفع یدین دعا قنوت مین بموجب حدیث ہدایہ کے ہی قال رسول اللہ صلعم لا ترفع

لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن تکبیرة الافتتاح وتکبیرة القنوت الخ یعنی نہ اوٹھائے
جاوین ہاتھ مگر سات جگہہ ابتدا نماز کے اور تکبیر قنوت مین آخر حدیث تک بیان کیا اسکو بہ آ
مین قال فی الکبیری ورفع الیدین فی تکبیرة القنوت مروی عن عمر وعلی وابن
مسعود وابن عباس وابن عمر والبراء بن عازب یعنی رفع یدین کرنا قنوت مین روایت کیا گیا
ہے اصحاب مذکورین سے ذکر کیا اسکو اثرم نے اور بیہقی نے بیچ سنن کبیر کے قال الملا علی القاری
فی الرسالة التی الفہا التحقیق الاحادیث الموضوعة وقال السخاوی حدیث وکیع بسنده
عن ابن عمر قال قال رسول الله صلعم یرفع الایدی عند سبع مواطن عند افتتاح
الصلوة واستقبال القبلة والصفا والمروة والموقفین والجمرتین لا یصح رفعه فالصحیح
وقفه علی ابن عمر وابن عباس قلت وعلی تقدیر عدم صحة رفعه یکفینا صحة وقفه
لا سیما وهو فی حکم المرفوع اذ لا یقال مثل هذا من قبل الرای فکیف وقد روے
الطبرانی بسنده عن ابی لیلی عن الحکم عن المقسم عن ابن عباس عنه علیه الصلوة
والسلام لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن حین تفتتح الصلوة وحین یدخل
المسجد الحرام فینظر الی البیت وحین یقوم علی الصفا والمروة وحین یقف مع الناس
عشیة عرفة وبجمع والمقامین حین یرمی الجمرة وذکره البخاری معلقا فی کتابه
المفرد فی رفع الیدین فقال وقال وکیع ابن ابی لیلی عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس
عنه ع الا لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوة واستقبال الکعبة
وعلی الصفا والمروة وبعرفات وبجمع وفی المقامین عند الجمرتین انتہی حاصل ترجمہ کا
یہہ کہ حدیث لا ترفع الایدی آہ یعنی نہ اوٹھائے جاوین ہاتھ بجز سات مقام مذکورہ کے
ثابت ہی بموجب سند وکیع اور طبرانی اور ذکر کرنے امام بخاری کے اپنی کتاب مفرد مین بیچ بیان
رفع الیدین کے ہو **فائدہ** پس حدیث قولی واسطے عدم رفع کے پائی گئی اور واسطے رفع یدین کے
کوئی حدیث قولی صحاح ستہ مین نہین ہے پس عمل حنفیون کا موافق اس آیت کے ہوا
قال الله تعالی ما اتٰکم الرسول فخذوه وما نہٰکم عنه فانتہوا روایت کیا امام اعظم رح

نے حماد سے انہون نے ابراہیم سے انہون نے اسود سے ان عبد اللہ بن مسعود کان یرفع
یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود الی شئ من ذلک ویأثر ذلک عن رسول اللہ صلعم عبد اللہ بن
مسعود اوٹھاتے تھے ہاتھ اول تکبیر مین پھر عود کرتے تھے طرف کسی چیز کے اور نقل کرتے تھے اسکو
آنحضرت سے قال محمد بن ابی یحیی صلیت الی جنب عبد اللہ بن الزبیر فجعلت ارفع یدیہ
فی کل رفع وخفض قال یا ابن اخی رأیتک ترفع فی کل رفع وخفض وان رسول اللہ کان اذا
افتتح الصلوۃ رفع یدیہ ثم لا یرفع فی شئ حتے فرغ کہا محمد نے کہ نماز ادا کی مین نے طرف پہلو
عبد اللہ ابن الزبیر کے پس رفع یدین کیا مین نے ہر اوٹھنے اور جھکنے مین کہا عبد اللہ بن زبیر نے
اے بھتیجے دیکھا مینے تجکو ہاتھ اوٹھاتے ہر اوٹھنے اور جھکنے مین اور حالانکہ آنحضرت اوٹھاتے تھے ابتدا نماز
مین پھر نہ اوٹھاتے تھے کسی چیز مین فارغ ہونے تک روایت کیا اسکو بیہقی نے خلافیات مین عن جابر ان
رسول اللہ رفع یدیہ حین افتتح الصلوۃ ثم لا یرفعہما حتی انصرف فاخرجہ ابو داؤد دیکھا
مین نے حضرت کو اوٹھاتے دونون ہاتھ ابتدا نماز مین پھر اوٹھاتے سلام پھیرنے تک یہ حدیث
جامع الاصول و بحر الرائق وغیرہ مین موجود ہے عن عبد اللہ بن مسعود قال الا اصلی بکم
صلوۃ رسول اللہ قال فصلی فلم یرفع یدیہ الا مرۃ وفی روایۃ سفیان قال فرفع یدیہ
فی اول مرۃ وقال بعضہم مرۃ واحدۃ عن البراء ان رسول اللہ صلعم کان اذا افتتح الصلوۃ
رفع یدیہ الی قریب من اذنیہ ثم لا یعود وفی روایۃ قال رایت رسول اللہ صلعم رفع یدیہ
حین افتتح الصلوۃ ثم لم یرفعہما حتی انصرف روی ہذہ الاحادیث ابو داؤد حاصل
ترجمہ کا یہ ہے کہ نہین اوٹھائے ہاتھ آنحضرت نے سوائے تکبیر اولی کے روایت کیا ان احادیث کو ابو داؤد
نے قال الاسود رایت عمر بن الخطاب یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ الافتتاح ثم لا یعود
یعنی رفع یدین کیا حضرت عمر نے بیچ تکبیر اول کے پھر نہین کیا روایت کیا اسکو بیہقی نے اور ابن
ابی شیبہ اور طحاوی نے اسیطرح سے منقول ہے حضرت علی سے عن کلیب ان علیا
کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوۃ ثم لا یعود روایت کیا اسکو امام محمد طحاوی وغیرہ نے ساتھ
سند صحیح کے ذکر الزیلعی عن ابن مسعود انہ قال صلیت خلف النبی وابی بکر وعمر

وعثمان فلو یرفعوا ایدیہم الا عند افتتاح الصلوۃ نماز پڑھی مینے پیچھے آنحضرتؐ اور
خلفاء ثلثہ کے پس نہ رفع یدین کیا اونہون نے بدون تکبیر تحریمہ کے قال ابراھیم کان عبد اللہ
لا یرفع یدیہ فی شیء من الصلوۃ الا فی افتتاح الصلوۃ روایت کی یہ طحاوی نے ساتھ سند
صحیح کے قال عبد العزیز رایت ابن عمر یرفع یدیہ حذاء اذنیہ فی اول تکبیرۃ افتتاح
الصلوۃ ولم یرفعہما فیما سوی ذلک روایت کیا اسکو امام محمد نے قال مجاھد ما رایت ابن عمر
یرفع یدیہ الا فی اول ما یفتتح الصلوۃ روایت کیا اسکو ابی شیبہ نے جو استاد ہین بخاری
کے قال الزیلعی روی عن مجاھد خدمت ابن عمر عشر سنین فما رایتہ یرفع یدیہ فی
شیء من صلوتہ الا فی التکبیرۃ الاولی کہا مجاہد نے خدمت کی مینے ابن عمر کی دس برس
نہین رفع یدین کیا اونہون نے مگر تکبیر تحریمہ مین قال عمرو بن مرۃ دخلت مسجد حضر موت فاذا
علقمۃ بن وائل یحدث عن ابیہ ان رسول اللہ کان یرفع یدیہ عند الرکوع وبعدہ فذکرت
ذلک لابراھیم فغضب قال رآہ ھو ولم یرہ ابن مسعود ولا اصحابہ کہا عمرو بن مرہ نے داخل ہوا
مین بیچ مسجد حضرت موت کے پس ناگہان علقمہ بن وائل حدیث بیان کر رہے تھے باپ اپنے سے کہ
تحقیق آنحضرتؐ رفع یدین کرتے تھے رکوع مین اور بعد رکوع کے پس ذکر کیا مینے اسکا ابراہیم کے
پاس پس غصہ مین آگئے وہ اور کہا کہ دیکھا رفع یدین کرنا آنحضرتؐ کا وائل نے اور نہ دیکھا عبد اللہ
بن مسعود نے اور نہ اونکے یارون نے روایت کیا اسکو طحاوی نے وامام محمد وخلاف ذلک
فیحتمل النسخ کما تدل علیہ ھذہ الاخبار التی قد بلغ قدر المشترک منہا حد الشہرۃ منہا
ما سمعت الآثار الاربع التی رویٰ ابراھیم وعبد العزیز وابن ابی شیبۃ والزیلعی ان ابن عمر
لم یکن یرفع یدیہ مع کونہ راویا لحدیث الرفع فعدم عملہ علی حدیث الرفع ینادی علی ان
عدم الرفع الذی روی عنہ ترفع الایدی فی سبع مواطن صحیح عندہ ومنہا ما روی فی الآثار
المذکورۃ عمل الخلفاء بعد النبی علی عدم الرفع ومنہا ما روی عن ابن مسعود رفع النبی فرفعنا وترکہ
فترکناہ ذکرہ فی الکافی رفع یدین کیا حضرتؐ نے پس کیا ہمنے بھی اور چھوڑ دیا رسولؐ نے
چھوڑ دیا ہمنے بھی ومنہا ما روی عن احد من الرواۃ قال حین رای المسیء

یرفعون ایدیھم فی الصلوۃ عند الرکوع وعند رفع الراس من الرکوع فقال مالی اراکم
رافعی ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوۃ وفی روایۃ کفوا فی الصلوۃ ذکرہ
فی النھایۃ دیکھا حضرتؐ نے لوگونکو رفع یدین کرتے رکوع اور بعد رکوع کے پس فرمایا آنحضرتؐ نے
کیا ہی واسطے میرے کہ دیکھتا ہون تمکو رفع یدین کرتے گویا کہ وہ دمین ہین گھوڑون سرکشونکی
سکون کرو نماز مین منھا ماروی عن ابن عباسؓ ان العشرۃ المبشرۃ ماکان یرفعون ایدیھم
الا فی افتتاح الصلوۃ ذکرہ فی النھایۃ والکفایۃ عشرہ مبشرہ نہین تھے رفع یدین کرتے سوای
تکبیر تحریمہ کے منھا ماروی عن ابن الزبیر انہ رأی رجلا یصلی فی المسجد الحرام کان یرفع
یدیہ عند الرکوع ورفع الراس منہ فلما فرغ من صلوتہ قال لاتفعل فان ھذا شیٔ
فعلہ النبیؐ ثم ترک ذکرہ ابن ھمام فی فتح القدیر دیکھا ابن زبیر نے ایک نمازی کو خانہ کعبہ مین
رفع یدین کرتے کہا اوسکو بعد نماز کے کہ رفع یدین نکر اسکو کیونکہ اسکو حضرتؐ نے کر کے ترک کر دیا تھا
منھا ما قال ابن عباس ما رایت فقیھا قط یفعلہ یرفع یدیہ فی غیر تکبیرۃ الاولی نہین دیکھا
مینے کسی عالم کو کبھی رفع یدین کرتے سوا تکبیر تحریمہ کے روایت کیا اسکو طحاوی نے معانی آثار مین
پس جبکہ ہوئین حدیثین اور آثار دلالت کرنیوالے اوپر عدم رفع یدین کو جیسا کہ اوپر گذرا تو عمل کیا
اوپر امام اعظم اور صاحبین نے اور امام مالکؒ وغیرہ نے ذکر کیا اسکو عینی نے شرح بخاری مین واللہ
اعلم وعلمہ اتم (۳۹) **مضمون صفحہ ۵۴** - انتقال ایک مذہب سے طرف دوسرے مذہب کے
درست ہی جیسا کہ عبدالعزیز مقلاص پہلے مالکی تھے جب امام شافعی مصر مین آئے تو لازم پکڑا مذہب انکا
اسیطرح ابوجعفر ترمذی تھے حنفی فقہ امام شافعی کے پڑھ سکے شافعی ہوکر ۲۹۵ء ایکسو پچانوے مین
وفات پاگئے **اقول وباللہ التوفیق** یہ نقلین تقلید معین کو مؤید ہین کیونکہ حاصل
انکا یہ ہی کہ وہ دونون عالم پہلے ایک مذہب کے پابند تھے بعد اوسکے دوسرے مذہب کے اخیر
عمر تک پابند رہے اور انتقال اوسوقت مین خصوصاً ایسے ذی علمون کو منع نہین تھا کیونکہ
وہ زمانہ صلاح کا تھا اور وجوب تقلید معین پر اوس زمانہ مین اجماع ہی نہین ہوا تھا اور اس زمانہ مین
انتقال درست نہین قال ابن الھمام لا یکون مثل ذلک فی زماننا الا للمیل الی الھوی وباطل التجاء للمعز عن الحق

لیکون عذرا له عند الجهلة فی ترکه للصواب البین وهو فی الحقیقة طعن علی مجتهده فکیف
لا یعذر من بلغ هذا المبلغ انتہی حاصل اس کلام کا یہ ہے کہ آجکل انتقال واسطے لہو و بالطبع کے
ہے اور نام مذہب دوسرے کا صرف حیلہ ہے واسطے تسلی جاہلون کے پس ایسا شخص ضرور لائق تعذیر
کے ہے **فائدہ** پس غیر مقلد ہونا بدون انتقال کے بموجب نقول مندرجہ مضمون کے منع ہوا اور تعذیر
لگانے غیر مقلدین اس زمانہ مین بموجب قول ابن ہمام کے بطریق اولی جائز ہوئے کیونکہ عمل کرنا ان
لوگونکا اوپر اون مسائل کے جو مذاہب اربعہ کے خلاف ہین جیسے تراویح کا آٹھہ پڑھنا او تین طلاق بیکدم
حلال کرنیکے عورت کا نکاح شوہر اول سے کرا دینا اور بلا عذر نماز کو جمع کرنا علی ہذا القیاس شاہد عدل ہے
اس پر کہ یہ لوگ ماصدق علیہ اس آیت کے ہین أَفَمَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنْتَ تَكُونُ
عَلَيْهِ وَكِيلًا یعنے آیا پس جس شخص نے پکڑا معبود اپنا خواہش اپنی کو آیا پس تو ہی تو اوپر اوسکے
وکیل واللہ اعلم وعلمہ اتم (۴۰) **مضمون** صفحہ ۴۵ فقہ مین دلیل اپنی اور مخالف کی اکثر بیان
کرتے ہین اسلیے کہ جسکا مسئلہ مطابق دلیل کے ہو اوسے قبول کیجیے ورنہ اکیلا قول امام کا لکھنا کفایت کرتا
اقول وباللہ التوفیق بیان کرنا دلیل مخالف کا واسطے عمل کے نہین ورنہ رد الفقہاء
اور رد روافض وغیرہ مین دلائل مخالفین کی درج نکرتے بلکہ بیان دلائل مخالفین کا اسواسطے ہوتا ہے
کہ تا اونکی رد سمجھکر اپنے اعتقاد کو مضبوط کر لے دیکھو علم عقائد مین دلائل حکما کے جو اسلام سے کچھ علاقہ
نہین رکھتے تھے متکلمین نے محض واسطے رد کے درج کیے ہین غیر مقلدون کا مقتضی اس فہم اور اجتہاد کے
معاذ اللہ یہودی یا نصرانی ہو جانا بعید نہین ہے ع برین عقل و ہمت بباید گریست ۔ یضل به
کثیرا ویہدی به کثیرا (۴۱) **مضمون** صفحہ ۴۴ ہدایہ وغیرہ مین لکھا ہے کہ جس شخص نے
روزہ توڑ دیا بموجب اس حدیث کے کہ روزہ دور ہو جاتا ہے غیبت کرنے اور سینگی لگانے سے اور وہ
نہین جانتا منسوخ اور ماول کو تو کفارہ نہین اوسپر **اقول وباللہ التوفیق** اس سے ثابت ہوا
کہ جو شخص جان بوجھ کر ماول یا منسوخ پر عمل کرے اوسکا عذر شرعا قبول نہو گا جیسا کہ تاویل حدیث
جمع کرنے نماز بلا عذر کے جو صحیح مسلم مین موجود ہے اوس سے منع ہونا جمع کا ثابت ہوتا ہے پس جمع
کرنے والے بدون تاویل کے گنہگار ہوئے عن ابن عباس قال صلیت مع النبی ثمانیا

جميعا و سبعا جمعا قلت يا ابا الشعثاء اظنه اخر الظهر و عجل العصر و اخر المغرب و عجل العشاء قال وانا اظن ذلك کہا ابن عباس نے کہ نماز پڑہی مینے ساتہ حضرت ص کو آٹہہ رکعت اکٹھی اور سات اکٹھی کہا مین نے اے ابا شعثا ظن کرتا ہون مین کہ آخر وقت پڑہا ظہر کو اور اول وقت پڑہا عصر کو کہا میرے گمان مین بہی یہی ہے روایت کیا اسکو مسلم نے اور حدیث طبرانی کے صاف دال ہے اسی مضمون پر ان النبی صلعم کان یجمع بین المغرب و العشاء یؤخر هذه فی آخر وقتها و یعجل هذه فی اول وقتها جمع کرتے تہے آنحضرت ص مغرب و عشا مین اسطرح پر کہ دیر کر پڑہتے تہے پہلے کو یعنی ادا کرتے آخر وقت مین اور شتابی پڑہتے تہے دوسری نماز کو یعنی اول وقت مین ادا کرتے روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم کبیر مین اور منع کیا عمر بن خطاب نے جمع کرنے سے انه کتب فی الآفاق ینهاهم ان یجمعوا بین الصلوتین و یخبرهم ان الجمع بین الصلوتین فی وقت واحد کبیرة من الکبائر یعنی منع لکہہ بہیجا حضرت عمر رض نے ملکون مین جمع کرنے دو نمازون سے ایک وقت مین اور خبر دی اونکو کہ یہ گناہ کبیرہ ہے کبائر مین سے روایت کیا اسکو امام محمد نے موطا مین کان رسول الله ص اذا ارتحل قبل ان تزیغ الشمس اخر الظهر الی وقت العصر ثم نزل فجمع بینهما فان زاغت الشمس قبل ان یرتحل صلی الظهر ثم رکب تہے آنحضرت ص اگر کوچ کرتے قبل زوال کے تاخیر کرتے ظہر کو طرف وقت عصر کے پہر اوترکر جمع کرتے دونونکو یعنی ظہر کو اخیر وقت مین ادا کرکے عصر کو اول وقت مین ادا کرتے اور اگر کوچ کرتے بعد زوال کے فقط ظہر پڑہکر سوار ہوجاتے یعنی عصر کو نہ پڑہتے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم اور نسائی اور ابوداود وغیرہ نے یہ حدیث صاف دال ہے اوپر نہ جمع کرنے آنحضرت ص کے سفر مین قال الله تعالی اِنَّ الصَّلوٰةَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا یعنی تحقیق نماز ہے مومنون پر فرض کیگئی وقت مقرر پر قال الله تعالی حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰاتِ محافظت کرو نمازون پر یعنی وقت پر ادا کرو ہر نماز کو اور فرمایا آنحضرت ص نے ابوذر کو کیف انت اذا کانت علیك امراء یمیتون الصلوة او یؤخرون عن وقتها قلت فما تامرنی قال صل الصلوة لوقتها الحدیث کیا کریگا تو جبکہ ہونگی تجہپر حاکم فوت کرینگے نماز کو یا پیچہے پڑہینگے اوسکے وقت سے پس کہا مینے پس کیا فرماتے ہو

مجکو فرمایا پڑھ نماز کو وقت پر روایت کیا اسکو مسلم نے قال ابن مسعود کان رسول اللہ
صلعم یصلی الصلوٰۃ لوقتہا الا بجمع وعرفات پڑھتے تھے آنحضرتؐ نماز کو وقت پر مگر مزدلفہ
اور عرفات مین یعنی بغیر حج کے جمع نکرتے آنحضرتؐ نمازونکو ایک وقت مین **فائدہ**
یہ سنت کہنے والا جمع بلا عذر کو سخت گمراہ ہے الکونہ مخالفا للکتاب والسنۃ واقوال
الصحابۃ ولم یرو حدیث صحیح یدل علی الجمع الحقیقی ولذا قال ابوداؤد ولیس فی تقدیم
الوقت حدیث قائم واللہ اعلم وعلمہ اتم (۴۲) **مضمون** صفحہ ۴۶ ۔ آج ہندوستان کا
وہ اعتبار ہے کہ منکر انکے علم اور فضل کا شمار اہل علم سے باہر ہے **اقول وباللہ التوفیق** فضیلت
مذکورہ کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہین بلکہ بعض احادیث مین اشارہ ہے کہ فتنہ مشرق سے نکلیگا
اور فرمایا آنحضرتؐ نے راس الکفر نحو المشرق یعنی سر کفر کا طرف مشرق کے ہے اور یہ حدیث مشکوٰۃ کی ۵۸۲
صفحہ مین ہے چونکہ ہندوستان حرمین سے طرف مشرق کے ہے اور اس زمانہ مین حکومت اہل اسلام
کی بھی نہین ہے اور چار ناچار معاملات مین بجای آیت اور حدیث کے قوانین تعذیرات ہند وغیرہ
سے متمسک پڑا جاتا ہے پس جو شخص بلحاظ ان امور کے منکر انکے فضل کا ہوا وسکو شمار اہل علم سے
خارج کرنا اور منکر فضیلت اہل حرمین کو جو متمسک ونکا ساتھ آیت اور حدیث کے ہے اور فضیلت
اونکی بھی ادلہ شرعیہ سے ثابت ہے اکابر دین مین شمار کرنا ایمانداری سے بعید ہے بلکہ ہنود کا
بھی یہ اعتقاد ہے کہ اہل حرمین شریفین باقی مسلمانون پر فضیلت رکھتے ہین پس افسوس صد افسوس
ایسی محمدیت پر اور ہندوستان کے اعتبار سے بھی تقلید مذہب احد کی ثابت ہوتی ہے کیونکہ
ہزارہا علما ہندوستان کے مقلد ہین قال رسول اللہ صلعم ید اللہ فوق الجماعۃ اور بعضے عالمون کا
مخالف ہوکر غیر مقلد ہونا گمراہی پر دلالت کرتا ہے قال رسول اللہؐ من فارق الجماعۃ شبرا
فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ جو جدا ہوا جماعت سے ایک بالشت پس تحقیق نکل گئی
رسی اسلام کی گردن اوسکی سے واللہ اعلم وعلمہ اتم (۴۳) **مضمون** صفحہ ۴۸ اور مولانا
اسحاق صاحب رفع سبابہ ہمیشہ کرتے تھے اور حالانکہ آج تک کوئی روایت قوی یا ضعیف امام اعظم
اور شاگردون اونکے سے منقول نہین **اقول وباللہ التوفیق** ۔ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ

لکھا ہو امام محمد رحمہ اللہ نے موطا کے ۱۲ صفحہ مین کان رسول اللہ صلعم اذا جلس فی الصلوٰۃ وضع
کفہ الیمنی علی فخذہ الیمنی وقبض اصابعہ کلہا واشار باصبعہ التی تلی الابہام ووضع
کفہ الیسریٰ علی فخذہ الیسریٰ قال محمد وبصنیع رسول اللہ ناخذ وھو قول ابی حنیفۃ
یعنی تھے رسول اللہ صلعم جب بیٹھتے نماز مین رکھتے ہتیلی دہنی اپنی اوپر ران دہنی کے
اور قبض کرتے انگلیان ساری اور اشارہ کرتے ساتھ انگلی کے جو ملی ہوئی ہو انگوٹھے سے
اور رکھتے ہتیلی بائین اوپر ران بائین کے کہا امام محمد نے ساتھ فعل آنحضرت کے یعنی اشارہ
کرنیکو عمل کرتے ہین ہم اور یہی ہو قول امام اعظم رح کا اور اسیطرح امام ابو یوسف سے روایت ہو بیچ
کتاب امالی کے قال القاری بعد ذکر الاخبار الدالۃ علی الاشارۃ لم یعلم من الصحابۃ ولا من علماء
السلف خلاف فی ھذہ المسئلۃ بل قال بہ امامنا الاعظم وصاحباہ فعد الکیدانی
من المحرمات خطاء عظیم ولولا حسن الظن بہ لکان کفرہ صحیحا وارتدادہ صریحا انتہی ملخصا
یعنی متفق علیہ ہو یہ مسئلہ صحابہ اور علماء متقدمین مین یعنی امام اعظم وغیرہ کے نزدیک اور شمار کرنا
اشارہ کو کیدانی نے محرمات سے خطاء عظیم ہے اگر حسن ظن نہوتا ہمارا اوسپر تو کافر اور مرتد
کہا جاتا اوسکو واللہ اعلم وعلمہ اتم (۴۴) **مضمون** صفحہ ۴۔ جو شخص عربی سمجھ
سکتا ہی خود باعانت شروح قرآن اور حدیث اور اجماع دیکھکر اوسپر عمل کرے **اقول** و
باللہ التوفیق جب قرآن کو تم سہل اور آسان جانتے ہو جیسا کہ بیان کیا تم نے مضمون ۴
مین پس شروح اور تفاسیر کس امر کو معین ہونگی بلکہ اعانت غیر مقلدی کے استیصال مین
کرینگے کیونکہ مصنف تفاسیر اور شروح معتبرہ کے سب مقلد ہین جو آیت اور حدیث بظاہر مخالف
معلوم ہوتی ہی تطبیق دیکر موافق مذہب اپنے کے بیان کرتے ہین اور لکھا ہی تفسیر حسینی مین
بیچ تفسیر اس آیت کے یَوْمَ نَدْعُوا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ کہ پکارے جاوینگے اہل سنت جماعت
ساتھ ان ناموں کے یا حنفی یا مالکی یا شافعی یا حنبلی پس اگر یہ تفسیر آیت مذکورہ کی منظور
ہے تو ایمان لاؤ تقلید پر ورنہ نؤمن ببعض ونکفر ببعض کے مضمون مین
داخل ہونا پڑے گا اعاذنا اللہ منہ بمنہ وکرمہ (۴۵) **مضمون** صفحہ ۴۔ ایک فرقہ

رفاض کا یہ اعتقاد ہے کہ تمسک کرنا حدیث سے غیر مجتہد کو درست نہین اقول وباللہ التوفیق
اگر مراد قائل کی یہ ہے کہ بے علم کا تمسک پکڑنا بعض اوقات مین پہونچاتا ہے گمراہی کو تو
حق ہے جیسا کہ مولوی نذیر حسین صاحب نے آیت هل جزاء الاحسان الا الاحسان
کے ساتھ تمسک پکڑ کر سود کو جائز کر دیا قال فی شرح الدرر والغرض من لم یبلغ
درجة الاجتهاد یلزمه تقلید مجتهد یظنه اصوب ایا عالما کان او عامیا فانتقاله
الی مذهب آخر [illegible] الالحاد وهو مبتدع ضال اذ المقلد یکفیه قول مجتهد ہ ادلة
للاعمال ولا یحتاج الی النصوص لعدم کفایة اقتداره باسرار المعارضات ودقایقها
من النسخ والتقیید وغیرها فله العمل بقول المجتهد فاذا ترك مذهبه عذر علی الاطلاق
انتهی ملخصا یعنی غیر مجتہد عالم ہو یا جاہل ضرور ہے اوسکو تقلید مجتہد کے کہ گمان کرتا ہے اوسکو بہت
ٹھیک جاننے والا دین میں پھر نقل کرنا طرف اور مذہب کے بدعت اور گمراہی ہے الحاد جیسے کیونکہ مقلد کو
کفایت ہین اقوال امام کے واسطے عمل کرنیکے اور نہین حاجت اوسکو طرف آیت اور حدیث کے کیونکہ
نہین معلوم اوسکو طریقہ عمل کرنیکا اوپر آیات اور احادیث کے جو مخالف ہین آپس مین پس چاہیے اوسکو عمل کرنا
ساتھ قول امام کے پس اگر ترک کرے مذہب اپنے کو تعزیر لگائی جاوے اوسپر کسی مذہب کا ہو اور کہا ہے
بعض محققین نے کہ ایمان با آیت وحدیث باید وخست اما عمل بر فقه است زیرا کہ ہر ضال ومضل تمسک
با آیت ست یعنی ایمان آیات پر اگرچہ لایق عمل کے نہون جیسے سورۂ قل یا ایها الکافرون اور
احادیث نبویہ پر اگرچہ منسوخ ہون جیسے حدیث متعہ کی ضروریات سے ہے مگر عمل کرنا عوام کو اوپر
کتب فقہ کے چاہیے کیونکہ اگر تمسک پکڑنا آیت اور حدیث کا ہر شخص کے حق مین بہتر
ہوتا تو بہت فرقے آیت اور حدیث سے تمسک پکڑ کر گمراہ کیون ہوتے جیسا کہ بعضے آیت وما رمیت اذ
رمیت ولکن اللہ رمی سے تمسک پکڑ کر ہر چیز کو خدا کہنے لگے اور بعضے آیت وهو یدرك ولا
یدرکه الابصار سے دلیل پکڑ کر دیدار خدا سے منکر ہوئے اور بعضے آیت ان اللہ علی العرش استوی
اور آیت ید اللہ فوق ایدیکم سے تمسک پکڑ کر خدا تعالی کو ذی جسم سمجھکر گمراہ ہوے اسیطرح تین فرقیونکا
حال ہے اور اعتقاد کرنا بعض رفاض کا کہ ہر شخص کو تمسک پکڑنا حدیث سے درست نہین گویا تائب ہونا ہے

اوسکا بنیاد رفض کی ہے کیونکہ بہتر فرقونکی بنیاد اسی پر ہی کہ امام غیر مرۃ اور مذہب پر چلنے کو یہ معنی ہین جیسا کلام اللہ اور احادیث کو امام نے سمجھکر عمل کیا ہی ہم مقلدونکو بھی بموجب سمجھ امام کے عمل کرنا چاہیے کیونکہ جو علم اور سمجھ اللہ جلشانہ نے سلف کو عطا کی تہی ہمکو اوسکا عشر عشیر بھی نہین ہے پس آیات اور احادیث کو مخالف امام کے سمجھکر اعتراض کرنا ثمرہ جہالت کا ہے جیسا کہ نقل کیا گیا ہے عمر بن عبد العزیز سے ابو داؤد مین فارض لنفسك مارضی به القوم لانفسهم فانهم علی علم وقفوا وببصر نافذ کفوا ولهم علی کشف الامور کانوا اقوی وبفضل ما کانوا فیه اولی فان کان الهدی ما انتم علیه لقد سبقتموهم الیه مع انهم هم السابقون ولئن قلتم لم انزل الله آیة کذا اولم قال کذا یعنی اعتراضا علی السلف فنقول لقد قرؤا منه ما قرأتم وعلموا من تاویله ما جهلتم انتهی ملخصا یعنی خشنود ہو جس چیز پر خشنود ہوئے ہین مقدمین یعنی تقلید دین مین مقدمین کی کرنی چاہیے کیونکہ وہ صاحب علم اور بینائی کامل کے تہے اور قدرت زیادہ رکہتے تہے اوپر کشف امور کے اور بہتر تہے متاخرین سے اگر بالفرض ہدایت کی راہ تمہاری ہوتی تو تم بہتر ہوتے مقدمین سے اور حالانکہ فضل مقدمین کو ہی اتفاقا اور اگر کہو کیون نازل کیا اللہ جل جلالہ نے اس آیت کو ایسا اور کیون فرمایا اللہ تعالی نے ایسا یعنی بطور اعتراض کے بیان کرتے ہین کہ فلانی آیت اور حدیث مخالف سلف کی ہی پس کسطرح حق پر سمجہین ہم اونکو پس جواب دیتے ہین ہم کہ تحقیق پڑہا مقدمین نے اون آیات کو جو پڑہتے ہو تم اور عالم تہے وہ تاویل اون آیات کو سے اور جاہل ہو تم یعنی اگرچہ آیات اور احادیث وہی ہین جو مقدمین کے وقت مین تہین لیکن جو سمجھ اللہ تعالی نے مقدمین کو عطا کی تہی اس زمانہ مین وہ مفقود ہو اب حضرات غیر مقلدین کی خدمت مین عرض ہے کہ رو بکر بیان کرکے خیال کرین کہ متبع قرآن اور حدیث کے آپ ہین یا ہم واللہ اعلم وعلمہ اتم (۴۶) **مضمون** صفحہ ۸۴۔ امام ابو یوسف کے نزدیک جائز نہین عمل اوپر حدیث کے مگر جب کسی حدیث جاننے والے سے یا کسی کتاب مشہورہ مثل بخاری اور مسلم اور مشکوۃ مین دیکہی تو عامی کو عمل کرنے مین کچھ اندیشہ نہین **اقول و باللہ التوفیق** یہ مضمون ہماری تحقیق کو موید ہے کیونکہ یہ صاف دال ہو اس بات پر کہ عوام کو عمل کرنا حدیث پر

بدون شرط مذکورہ کے درست نہین اور لحاظ شرط کا بدون تقلید کے محال ہے اور مراد کتب
مشہورہ سے بخاری او مسلم اور مشکوۃ کا لینا خالی جہالت سے نہین کیونکہ یہ کتابین بہت سال
بعد انتقال کرنے امام ابو یوسف کے تصنیف ہوئے ہین علاوہ اسکے بخاری مین بعضی حدیث
بالکل لائق عمل کے نہین ہے کما مر غیر مرۃ اور بظاہر تصانیف امام محمد اور امام ابو یوسف وغیرہ کا
مراد ہونا معلوم ہوتا ہے نقل کیا ہے مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی نے نافع کبیر مین کہ تصنیف
کین امام محمد نے نو سے کتاب بنیات مین ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ اعلم
وعلمہ اتم (۴۷) مضمون صفحہ ۴۸ پس معلوم ہوا کہ منع کرنے والے عمل کے حدیث پر حقیقت
مین رافضی ہین چھپے ہوئے اقول و باللہ التوفیق جیسا کہ موافق ہونا بعض کفار کا وحدت مین
اہل اسلام کو مضر نہین بلکہ واسطے الزام اون مشرکین کے جو مدعی اسلام کے ہین دلیل کامل ہے ایسے
ہی موافق ہونا بعض رافض کا بیچ منع کرنے عوام کو تمسک حدیث سے کیونکہ یہ مسئلہ حق ہے ورنہ
حضرت عمر ابو ہریرہ کو فتوی دینے سے کیون منع کرتے جیسا کہ گذر چکا بیان اوسکا پیچھے لیکن غیر مقلدین
کو رافضی ہونے پر دلالت کرتا ہے مخالف ہونا غیر مقلدون کا حضرت عمر کے مسئلہ مذکورہ اور جمع قرآن
اور تراویح وغیرہ مین اور موافق ہونا اکثر رافض کے مسئلہ مذکورہ مین جیسا کہ دلالت کرتا ہے یہی
مضمون تنبیہ الشیعان کیونکہ حاصل اوسکا یہ ہے کہ ایک فرقہ رافض کے نزدیک تمسک مذکور درست
نہین اور باقی سب فرقے رافض کے تمسک مذکور کو مثل غیر مقلدین کے درست جانتے ہین واللہ
اعلم وعلمہ اتم (۴۸) مضمون صفحہ ۴۰ سلف سے آجتک کسی نے تقلید واجب نہین کہی اگر
نہ لا سکین دلیل ظاہر قرآن اور حدیث اور اجماع سے تو بیشک جھوٹے ہین اقول و باللہ التوفیق
خود نقل کر چکے ہو تم سلف سے بیچ مضمون ۳۹ کے لازم پکڑنا مذہب معین کو اور عبارت آپ کی
یہ ہے عبد العزیز مقلاص نے لازم پکڑا مذہب امام شافعی کا جب آئے امام شافعی مصر مین [illegible]
ہے کہ دروغگو را حافظہ نباشد اور تقلید کو واجب لکھا ہے شاہ ولی اللہ اور امام ربانی اور امام
شعرانی اور ملا علی قاری وغیرہ نے جیسا نقل کر چکے ہین ہم عبارتین اونکی پیچھے اور نقل
کر چکے ہین قرآن اور حدیث اور اجماع سے دلائل واسطے وجوب تقلید معین کے اگر کوئی

سوال کرے کہ کسی آیت یا حدیث مین یون نہین آیا کہ امام اعظم کی تقلید کرو پس کسطرح تقلید امام کی آیت اور حدیث سے ثابت ہوسکے گی تو جواب اوسکا یہ ہی جیساکہ نماز کے واسطے کوئی آیت یا حدیث ایسی وارد نہین ہوئی کہ جس مین سب اشخاص کو نام بنام حکم نماز کا دیا ہو حالانکہ نماز فرض ہی ہر مسلمان پر پس جبکہ ثبوت فرائض کا عموبات سے ہوا تو وجوب کا عمومات سے ثابت کرنا بطریق اولی درست ہوا واللہ اعلم وعلمہ اتم (۴۹) مضمون صفحہ ۴۹ - اور جو لوگ علم ہوتے اتباع کرتے ہین ظن کا یعنی آیت محکم والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین پر عمل نہین کرتے بلکہ عمل کرتے ہین اول آیتون پر وہ داخل ہین اس آیت مین مالھم بذلک من علم ان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون یعنی نہین اونکو علم اسکا نہین پیروی کرتے مگر گمان کی اور نہین ہین مگر اٹکل کرنے والے **اقول وباللہ التوفیق** یہ خاص طعن ہی اوپر امام اعظم رح کے یعنی آیت مذکورہ صریح دال ہی اوپر اس بات کے کہ مدت رضاعت کی دو برس سے زائد نہین اور امام اعظم رح نے اس آیت صریح کو ترک کرکے بموجب دوسری آیت ماول یعنی حملہ وفصالہ ثلثون شھرا کے دو برس اور چھہ مہینے کی مدت قرار دی جواب اس طعن کا یہ ہی کہ آیت حولین کاملین سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ بعد دو برس کے رضاعت درست نہین جیساکہ آگے آتی ہی تحقیق اسکی اور امام اعظم رح دو برس اور چھہ مہینے پر اس آیت کو دلیل پکڑتے ہین حملہ وفصالہ ثلثون شھرا یعنی مدت حمل اور دودہ کی تیس مہینے ہین یعنی تیس تیس مہینے ہر ایک کی مدت ہی مثلاً اگر کہا کسی شخص نے کہ مین دس روپیہ اور چار اشرفی بعد دو مہینے کے ادا کرونگا جیساکہ مدت ہونا دو مہینے کا ہر ایک دس روپیہ اور چار اشرفی کے واسطے ظاہر ہے اسیطرح تیس مہینے ہر ایک کے واسطے مدت مقرر ہوئی اور آیت والوالدات الآیہ مخالف نہین اس مضمون کے کیونکہ ذکر حولین کا اسمین صرف واسطے استحقاق مزدوری کے ہی یعنی اگر کسی شخص نے اپنی عورت کو طلاق دیدی اور اوسکی گود مین ایک لڑکا شیرخوارہ ہی اگر اوس شخص نے اوسی عورت کو بطور اجرت کے واسطے دودہ پلانے کے مقرر کیا تو اوس عورت کو دو برس تک کی مزدوری ضرور ملنی چاہیے اور اگر زیادہ دو برس سے دودہ پلاویگی تو مستحق مزدوری کی نہوگی اور اس

آیت میں یہ بیان نہیں کہ دو برس کے بعد رضاعت حرام ہی کیونکہ آخر اس آیت کا صاف دلالت
کرتا ہے اوپر درست ہونے رضاعت کے بعد دو برس کے اور وہ یہ ہی فان ارادا فصالا
عن تراض منهما و تشاور فلا جناح علیهما یعنی بعد دو برس کے اگر چاہیں ماں باپ دودھ
چھڑانا خوشی اور مشورہ انکے سے پس نہیں گناہ اونکو پس حمل امام اعظم رح کا احتیاط پر ہی کیونکہ موافق
ہی دونوں آیتوں کے پس افسوس صد افسوس ایسے علم پر کہ احتیاط امام کو موجب اتباع ظن بد
انکے داخل کیا بیچ آیت ما لهم بذلك من علم کے جو بیچ حق کفار کے وارد ہی پس مورد
اس آیت کا بیچ حق ایسے مرتدوں کے جو موجب اتباع ظن اپنے کے اماموں کو کفار سے نسبت دیتے ہیں بعینہ
معنے کے پورا پورا پایا جاتا ہی قال الله تعالی وان تطع اكثر من فی الارض یضلوك عن سبيل الله
ان يتبعون الا الظن وان هم الا يخرصون اور اگر کہا مانیگا تو اکثر اون لوگوں کا کہ بیچ زمین
کے ہیں گمراہ کر دینگے تجکو راہ اسکی سے نہیں پیروی کرتے مگر گمان کے اور نہیں وہ مگر اٹکل
کرتے **فائدہ** پس جو شخص ایسے مرتدوں کے جو اپنے گمان اور اٹکل سے اماموں کو کفر سے
نسبت دیتے ہیں پیروی کریگا ضرور بے دین ہو دیگا اور نزدیک حضرت عائشہ صدیقہ
کے واسطے رضاعت کی کوئی حد مقرر نہیں یعنی اگر کوئی عورت کسی اجنبی شخص کو جو بلوغت
کو پہونچا ہوا ہی دودھ پلاوے تو احکام رضاعت نافذ ہونگے نزدیک عائشہ صدیقہ رض کے
جیسا کہ بیان کیا ہی امام محمد نے بیچ حدیث طویل کے فلما انزل الله تعالی فی زید
ما انزل ادعوهم لآبائهم هو اقسط عند الله رد کل احد تبنى الى ابيه فان لم
يكن ابوه رد الى مواليه فجاءت سهلة بنت سهيل امراة ابی حذيفة الى
رسول الله صلعم فيما بلغنا فقالت كنا نری سالما ولدا وكان يدخل على وانا
فضل وليس لنا الا بيت واحد فما ترى فی شانه فقال لها رسول الله صلعم فيما بلغنا ارضعيه
خمس رضعات فيحرم بلبنك وكانت تراه ابنها من الرضاعة فاخذت بذلك عائشة
فيمن تحب ان يدخل عليها من الرجال فكانت تامر ام كلثوم وبنات اخيها يرضعن
من احبت ان يدخل عليها وابى سائر ازواج النبی صلعم ان يدخل عليهن بتلك الرضاعة

احد من الناس و قلن لعائشة والله ماتری الذی امر به رسول الله صلعم سهلة الا رخصة لها فی سالم وحده یعنی جب آیت نازل ہوئی بیچ حق زید کے جو متبنی تھا آنحضرت کا کہ بلاؤ تم اونکو واسطے باپون اونکے کے یعنی حقیقی باپ کا بیٹا کہو رد کیا ہر شخص نے متبنی اپنے کو طرف باپ اوسکے کے پھر آئی سہلہ بیٹی سہیل کیطرف آنحضرت ص کے پس کہا اونہی کہ تھے ہم جانتے سالم کو بیٹا اور آتا تھا گھر مین اور حال اوسکا یہ ہے کہ میں جنہ سر ہوتی اور نہین ہیں واسطے ہماری مگر گھر ایک پس کیا حکم دیتے ہو آپ سالم کے معاملہ مین پس فرمایا آنحضرت صلعم نے دودہ دیدے تو سالم کو بیچ دفعہ پس حرام ہوجاویگی تو بسبب دودہ کے پس عمل کرتی تہین حضرت عائشہ صدیقہ بیچ بیٹی کے بیچ حق اوس شخص کے جو خوش آتا حضرت عائشہ کو بلانا اوسکا اور بروانی پس حکم دیدیا کرتے تہین حضرت عائشہ ام کلثوم اور بھتیجیان اپنی کو اس بات کا کہ دودہ پلادیوین اوس شخص کو کہ خوش ہوں جسکے داخل ہونے اوپر حضرت عائشہ کے اور انکار کرتی تہین باقی بیویان آنحضرت کین ایسی رضاعت سے اور کہتی تہین عائشہ صدیقہ کو کہ قسم خدا کی کہ نہین حکم دیا آنحضرت صلعم نے سہلہ کو ہمارے انکے نزدیک مگر رخصت کا بیچ حق سالم اکیلی کے روایت کیا اسکو امام محمد نے موطا مین پس جب امام صاحب بسبب جمع مضمونون کے مورد آیات کفار کا بنایا تو حضرت عائشہ صدیقہ پر جو قائل تمام عمر کے ہین کیا اعتقاد ہوگا اعاذنا الله من هذا الاعتقاد وسوء الادب ادبفضله العميم ولطفه الكريم (۵۰) **مضمون** صفحہ ۹۴ — مثال غیر مقلدین کی ایسی ہے کہ ایک شخص اپنے لڑکونکو ہمیشہ کہتا رہا کہ بیماری کی حالت مین حکیم کے کہنے کے موجب پرہیز کرنے ضرور ہی لیکن آپ بعض وقت مین بخار کی حالت مین گوشت کسی مصلحت کے واسطے یا بھول کے سبب کہا تار ہا پس جو شخص سعادتمند ہو بیماری کی حالت مین بموجب کہنے طبیب کے گوشت سے پرہیز کریگا ورنہ گوشت کہا کر موافق خواہش اپنی کے نافرمان باپ و طبیب کا ہوکر خسر الدنیا والآخرۃ ہوگا **اقول وبالله التوفیق** مثال بیمار سعادتمند کی مطابق حال مقلدین کے ہی یعنی جیسا بیمار سعادتمند حال اپنے کو اوپر حالت صحت کے کہانے پینے مین قیاس نہین کرتا اسیطرح مقلدین اگر زمانہ فساد کو جو مصداق بالمرض ہی ملو ہو زمانہ صلاح یعنی قرون ثلاثہ پر قیاس

کرکے تقلید کو واجب نجانتے تو شل باقی بہتر فرقون کے گمراہ ہوجاتے جیساکہ استعمال ادویہ مجربہ
کا بدپرہیز کو نورانیت صحت کی نہین بخشتا اسیطرح غیر مقلدین کو عمل آیات اور احادیث پر
نورانیت ایمان کی نہین بخشتا مثل باقی فرقہ ہاے ضالہ اور باطلہ کے واللہ اعلم وعلمہ اتم وقد
تم الرد الی ہذا الکتاب ولنذکر فی الخاتمۃ مابقی من المسائل التی لم تذکر بعض مسائل

ایمان عوام اہل اسلام کا مشابہ ہونا ساتھ ایمان خواص کے باعتبار بعض صفات کے قرآن سے
ثابت ہے قال اللہ تعالی وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا کَمَا اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْا اَنُؤْمِنُ کَمَا اٰمَنَ السُّفَھَاءُ
یعنی جب کہا جاتا ہے واسطے انکے ایمان لاؤ جیسا ایمان لائے ہین لوگ یعنی حضرت رسولخدا اور
اصحاب کہا انہون نے کیا ایمان لاوین ہم جیسا ایمان لائے ہین بیوقوف قال فی البیضاوی
واللام للعہد والمراد بہ الرسول ومن معہ یعنی تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے کہ بموجب اس آیت
تاویل کے مراد کما آمن الناس سے پیغمبر اور اصحاب ہین اور تفسیر عزیزی مین شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ
نے عبد اللہ بن عباس سے یون نقل کیا ہے کما آمن ابوبکر وعمر وعثمان وعلی یعنی ایمان لاؤ جیسا کہ
ایمان لائے ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علیؓ **فائدہ** جبکہ ثابت ہوئی مشابہت ایمان اہل اسلام
کے آیت مذکورہ سے پس منکر اسکا ضرور گمراہ ہوگا بلکہ مومن ہین سب خواص اور عوام برابر ہین
جیسا اولیاء اللہ کو سب پیغمبرون اور کتابون وغیرہ پر ایمان لانا ضرور ہے اسیطرح عوام کو ان سب
چیزون پر ایمان لانے کا حکم ہے اسیواسطے فرمایا خدا تعالی نے قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَا
اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَا اُنْزِلَ اِلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَ
مَا اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَمَا اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ
وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِہٖ فَقَدِ اھْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا
ھُمْ فِیْ شِقَاقٍ یعنی کہو ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے اور جو کچھ اتارا گیا طرف ہمارے اور
جو کچھ اتارے گئے طرف ابراہیم کے اور اسمعیل کے اور اسحاق اور یعقوب کے اور اولاد کی
اور جو کچھ دیے گئے موسی اور عیسی اور جو کچھ دیے گئے پیغمبر انکو پروردگار انکے سے نہین جدائی ڈالتے
درمیان کسیکے انمین سے اور ہم واسطے اسکے مطیع ہین پس اگر ایمان لاوے اہل کتاب مثل

ایمان تمہارے ساتھ اللہ کے پس تحقیق راہ پا لیا اور اگر پھر جاوین پس بیشک وے بیچ خلاف کے

فائدہ لیکن برابر سمجھنا ایمان عوام الناس اور پیغمبرن کا سب طرح کل بوجوہ گمراہی ہے

جیسا کہ روایت کیا ہے ملا علی قاری نے امام اعظم سے بیچ شرح فقہ اکبر کے وروی عن ابی حنیفة

رح ایمانی کایمان جبرئیل ولا اقول مثل ایمان جبرئیل لان المثلیة تقتضی المساواة

فی کل الصفات والتشبیه لا تقتضیه بل یکفی لاطلاقه المساواة فی بعضه فلا احد

یساوی بین ایمان احاد الناس وایمان الملائکة والانبیاء علیهم السلام من کل وجه انتهی

کہا امام اعظم رح نے ایمان میرا مشابہ ہے ایمان جبرئیل ہے اور نہین کہتا میں ایمان میرا مثل ایمان جبرئیل

کے ہے کیونکہ مثلیت مقتضی ہے برابری کو ہر صفت مین اور مشابہت کو کافی ہے مساوی ہونا بعض

صفات مین یعنی مثلاً زید کالاسد کہنا بسبب برابر ہونے زید اور شیر کے بیچ صفت دلیری کے درست

ہے اور زید مثل الاسد کہنا ہرگز درست نہین اسی سبب سے نہین برابر کسی کے نزدیک ایمان عوام الناس

اور فرشتون اور پیغمبرون کا ہر وجہ سے فاذا سمعت هذا فلا اظنك شاكا ان ما　　مسئلہ

نسب الجاهلون الى الامام فرية بلا مرية والله علو وعلمه اتم **مسئلہ** پانی کا

قال انس فی الفارة اذا ماتت فی البیر واخرجت ساعتها ینزح عشرون دلوا کہا انس نے

بیچ چوہے کے جب مر جاوے کنوئین مین اور نکالا جاوے اسیوقت کھینچے جاوین بیس ڈول وقال ابو سعید　　مسئلہ

الخدری اذا ماتت الدجاجة فی البیر ینزح اربعون دلوا یعنی کہا ابو سعید نے جب جاوے مرغی　　مسئلہ

کنوئین مین نکالے جاوین چالیس ڈول روایت کیا ان دونون حدیثون کو امام طحاوی نے قال الشعبی فی الطیر

والسنور ونحوهما یقع فی البیر ینزح اربعون دلوا کہا شعبی نے پرندہ اور بلی اور مانند ان

دونون کے کنوئین مین گرنے سے نکالے جاوین چالیس ڈول روایت کیا اسکو طحاوی نے معانی　　مسئلہ

آثار مین وعن عطا ان حبشیا وقع فی زمزم فمات قال فامر ابن الزبیر ان ینزح ماء

زمزم قال فجعل الماء لا ینقطع قال فنظر فاذا هو عین تنبع من قبل الحجر الاسود قال ابن

الزبیر حسبکم یعنی تحقیق ایک حبشی زمزم کے کنوئین مین گر کر مر گیا پس حکم دیا ابن زبیر نے نکالنے

پانی زمزم کا پس جب نہ ٹوٹا پانی دیکھا ابن زبیر نے ناگہان ایک چشمہ جاری ہے زمزم مین حجر

حجر اسود کی طرف سے پس کہا ابن زبیر نے کفایت کرتا ہی تمکو یعنے اب وہ پانی نکالنے کی حاجت نہین
وعن ابن عباس ان زنجیا وقع فی زمزم فمات قال فانزل الیہ رجل فاخرجہ ثم قال
انزحوا ما فیہا من ماء زمزم ثم قال للذی فی البیر ضع دلوک من قبل العین التی تلی البیت
والرکن فانہا من عیون الجنۃ یعنی تحقیق گر کر مر گیا ایک حبشی زمزم مین پس اوتار ا گیا ایک
آدمی بموجب حکم ابن عباس کے پس نکالا اوس مردہ کو پھر حکم دیا ابن عباس نے نکالدو پانی زمزم کا
پھر کہا ابن عباس نے اوسکو جو کنوئین مین تہا رکھدے ڈول اپنا طرف چشمہ کے کہ نزدیک
خانہ کعبہ کے ہی یا حجر اسود کے روایت کیا ان دونون حدیثون کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے بیچ کتاب
مصنف کے اور ابوبکر اوستاد ہے امام بخاری اور مسلم اور باقی صحاح ستہ والونکا و دوی ان
زنجیا وقع فی بیر زمزم فمات فیہا فامر ابن عباس و ابن الزبیر ان اخرج وامر ان ینزح فما
غلبتہم عین جاءت من الرکن فامر بہا فدست بالقباطی والمطارف حتی نزحوہا
وکان ذلک الافتاء بمحضر الصحابۃ ولم ینکر منہم احد رضی اللہ عنہم یعنی حکم دیا ابن عباس
اور ابن زبیر نے نکالنے پانی کا بسبب گرنے حبشی کے پس نکالا گیا پانی اور تہا یہ فتوی دینا ابن عباس
اور ابن زبیر کا روبرو صحابہ کے اور نہ انکار کیا کسی صحابی نے روایت کیا اسکو طحاوی نے اور یہ
سب آثار بسبب مخالف ہونے قیاس کے بیچ حکم حدیث مرفوع کے ہین کہا مرغیر مرۃ اور نہین مخالف
ان احادیث کے حدیث بیر بضاعۃ کی کیونکہ وہ پانی جاری تہا اور وہ حدیث یہ ہی عن ابی سعید
الخدری قال قیل یا رسول اللہ م انتوضاء من بیر بضاعۃ وھی بیر یلقی فیہ الحیض ولحوم
الکلاب والنتن فقال رسول اللہ ص ان الماء طہور لا ینجسہ شئ رواہ احمد والترمذی
قال العلامۃ الحلبی ظاہرہ غیر مراد اجماعا لانہ اذا تغیر بالنجاسۃ تنجس بالاجماع فعلم ان
المراد بہ ہو بیر بضاعۃ خاصۃ لغزارۃ مائہا ولکونہ جاریا کما رواہ الطحاوی بسندہ
عن الواقدی قال کانت بیر بضاعۃ طریقا الی البساتین والصحیح فی الواقدی التوثیق کما
حقق ابو الفتح فی اول کتاب المغازی من السیر وذکر الاجوبۃ عما قیل فیہ انتہی ملخصا اور روایت
ہی ابی سعید خدری سے کہ کہا گیا یا رسول اللہ آیا وضو کرین ہم بیر بضاعۃ سے اور حالانکہ وہ ایک کواہی

ڈالے جاتے ہین اوسمین کپڑے حیض کے اور گوشت کتّونکا اور گندے فرمایا رسول اللہ نے کہ تحقیق
وہ پانی پاک ہی نہین ناپاک کرتی اوسکو کوئی شی کہا علامہ حلبی نے کبیری مین ظاہر اس حدیث کا
مراد نہین اتفاقاً کیونکہ ظاہر اس حدیث کا دلالت کرتا ہی اس بات پر کہ اگر مثلاً دو سیر پانی مین ایک سیر
پیشاب ڈالا جاوی تو بھی پانی ناپاک نہو اور حالانکہ ناپاک ہی پانی اجماعاً پس جانا گیا کہ نہین مراد
اس ہی مگر پانی بیر بضاعۃ کا واسطے وافر ہونے اوس پانی کے اور واسطے جاری ہونے اوس پانی کے
جیساکہ روایت کیا طحاوی نے ساتھ سند واقدی ہی کہ تھا بیر بضاعۃ رستہ پانی کا طرف باغونکی
اور واقدی کے معتبر ہونے مین اگرچہ بعض محدثین کو کلام ہی لیکن صحیح قول یہی ہی کہ واقدی
بڑا معتبر تھا جیساکہ ثابت کیا ہی ابو الفتح نے بیچ مقدمہ کتاب مغازی کے اور جواب دیے ہین
اون باتون کے جو واقدی کے ضعیف ہونے پر بعضے عالمونسے منقول ہین وانما ترک
الامام حدیث القلتین لکونہ ضعیفاً کما ضعفہ غیر واحد من المحدثین قال علی بن المدینی
حدیث القلتین غیر ثابت وھو من ائمۃ اھل الحدیث واستاد البخاری قال البخاری ما
استصغرت نفسی الا عندہ کذا فی التقریب وقال الحلبی بما حاصلہ تضعیف بالاضطراب متناً
لانہ روی تارۃ اذا بلغ الماء قلتین او ثلثا واخری اذا بلغ الماء اربعین قلۃ فانہ لا یحمل الخبث
ولکونہ مخالفا للآثار المذکورۃ الدالۃ بعضہا علی اجماع الصحابۃ رض ولحدیث الشیخین
قال رسول اللہ صلعم لا یبولن احدکم فی الماء الدائم ثم یغتسل فیہ وفی روایۃ لا یغتسل
احدکم فی الماء الدائم وھو جنب یعنی بیشک ترک کیا امام نے حدیث قلتین کو واسطے ضعیف ہونے
اوسکے کے نزدیک اکثر محدثین کے کہا علی بن مدینی نے یہ حدیث غیر ثابت ہی اور یہ شخص امام اہل حدیث
کا اور اوستاد ہی بخاری کا کہا امام بخاری نے کہ نہین چھوٹا جانا مینے نفس اپنے کو مگر نزدیک اسکے
اور کہا حلبی نے کبیری مین کہ حدیث قلتین کی ضعیف ہی بسبب مضطرب ہونے متن حدیث
کیونکہ روایت کی گئی ہی ایک دفعہ یون جب پہنچے پانی دو قلے یا تین قلے کو اور دوسری دفعہ
یون آیا ہی جب پہنچے پانی چالیس قلے کو نجس نہین ہوتا اور واسطے مخالف ہونے حدیث
قلتین کے آثار مذکورۃ الصدر کو اور مخالف ہے حدیث قلتین کی حدیث صحیحین کو فرمایا حضرت نے

نہ پیشاب کرے کوئی تمہارا بیچ پانی غیر جاری کے پھر غسل کرے اوس مین اور ایک روایت مین یون
آیا نہ غسل کرے کوئی بیچ پانی غیر جاری کے اور حالانکہ وہ جنبی ہو حدیث ابن ماجہ عن
ابی سعید الخدری ان النبی صلعم سئل عن الحیاض التی بین مکۃ والمدینۃ
تردها السباع والکلاب والحمر وعن الطهارة منها فقال لها ما حملت فی بطونها ولنا
ما غبر طهور وکذا حدیث جابر بن عبد الله وامثاله عمل علی الحیاض الکبیرة التی اخذت
ماؤها حکم الماء الجاری ولکن لما کانت احادیث الحیاض مجملة عن بیان ادنی حد الکثرة
اختلفت الروایات فی التحدید واما تحدید العشر فی العشر کما اختاره ابو سلیمان یمکن
استنباطه من اصل شرعی وهو انه کما قدر المهر ونصاب السرقة بالعشرة قال رسول الله
صلعم لا مهر اقل من عشرة دراهم رواه الدار قطنی قال رسول الله صلعم لا تقطع
ید السارق الا فی مجنة قومت یومئذ بعشرة دراهم اخرجه الطحاوی فی شرح
الآثار کذلک قدرنا جوانب الحوض قیاسا علیهما فلیتامل یعنی پوچھی گئی آنحضرتؐ
پاکی اون حوضون سے جو مابین مکہ اور مدینہ کے ہین اور دھوتے ہین ویسے درندے اور کتے اور گدہے و پاکی
اونکی لیی جو پی گئے اور ہمارے لیے جو بچا پاک ہے عمل کیجاویگی یہ حدیث اور جو ہم معنی اسکے ہے اوپر بڑے
حوضون کے جو بیچ حکم پانی جاری کے ہین لیکن چونکہ یہ احادیث مجمل تھین بیان ادنی حد کثرت سے
مختلف ہوئین روایات بیچ تعیین حد کے اور تعیین دہ دردہ کے جو اختیار کیا اوسکو ابو سلیمان نے
مستنبط ہوسکتی ہے اصل شرعی سے اور وہ یہ ہے کہ تحقیق جیسا کہ معین کی گئی حد مہر اور چوری کی ساتھ
دس درہم کے فرمایا آنحضرتؐ نے نہین مہر کم دس درہم سے روایت کیا اسکو دار قطنی نے اور فرمایا آنحضرتؐ
نہ کاٹا جاوے ہاتھ چور کا مگر بیچ سپر کے جو قیمت کی گئی تھی اوسوقت مین ساتھ دس درہم کے
روایت کیا اسکو امام طحاوی نے اسی پر قیاس کرکے کہا ہمنے کہ جوانب حوض کے کم نہون دس
دس گز سے اور یہ عمل بہت محتاط ہے کیونکہ جمیع روایات قلتین اور چالیس قلہ کی بھی مخالف
نہین اسکے والله اعلم وعلمہ اتم مسئلہ بول بیٹھ کے کرنا چاہیے نہ کھڑے ہوکر عن عایشۃ قالت
من حدثک ان رسول الله بال قائما فلا تصدقه انا رایته یبول قاعدا رواه ابن ماجہ

تنبیہ
دہ دردہ

فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ رضہ نے جو شخص بیان کرے تیرے پاس کہ حضرت کھڑے ہو کر پیشاب کیا
کرتے تھے پس نہ سچا جان تو اوسکو مینے دیکھا ہی آنحضرت کو بیٹھ کر پیشاب کرتے روایت کیا اسکو
ابن ماجہ نے وعن عمر قال رانی رسول اللہ ص وانا ابول قائما فقال یا عمر لا تبل قائما فما بلت قائما
یعنی کہا حضرت عمر رضہ نے کہ دیکھا مجکو آنحضرت نے اور حالانکہ مین پیشاب کر رہا تھا کھڑا ہو کر پس فرمایا
آنحضرت نے نہ پیشاب کر کھڑا ہو کر پھر بول نہین کیا مینے کھڑے ہو کر بعد اوسکے روایت کیا اسکو
ابن ماجہ نے وعن جابر بن عبد اللہ قال نہی رسول اللہ صلعم ان یبول قائما کہا جابر نے
منع کیا آنحضرت نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنیسے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے **فائدہ** جب ان
احادیث سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنیکی نہی ثابت ہوئی پس حمل کیجاویگی حدیث حذیفہ وغیرہ کے
جسمین حضرت کا کھڑے ہو کر پیشاب کرنا روایت کیا گیا ہی اوپر کسی عذر کے کذا قال الطیبی واللہ
اعلم وعلمہ اتم **مسئلہ** لڑکے کے پیشاب سے کپڑیکو دہونا چاہیے عن عائشۃ انہ علیہ السلام قال
صبوا علیہ الماء صبا کذا فی شرح الموطا للقاری یعنی فرمایا آنحضرت نے کہ بہادو پانی لڑکے کے پیشاب پر
فائدہ پس معلوم ہوا اس سے کہ لڑکا اور لڑکی اس امر مین برابر ہین مگر لڑکیون کے پیشاب
کو مبالغہ کے ساتھہ دہونا ضرور ہی اور لڑکونکے پیشاب کو تھوڑا کفایت کرتا ہی اور یہی مراد
ہے لفظ نضح سے بیچ حدیث صحیحین کے فدعا بماء فنضحہ اور ذکر کیا ہے سیوطی نے کہ نضح کے
معنی دہونے اور دور کرنے کے ہین اور کبھی مراد اس سے معنی چھینٹے دینے کے بھی لیے جاتے ہین
اور کہا امام طحاوی نے کہ اس حدیث مین نضح کے معنی غسل خفیف کے ضرور لینے چاہیین تاکہ مخالف
نہو ساتھہ حدیث استنزھوا عن البول فان عامۃ عذاب القبر منہ یعنی پاکی حاصل کرو
پیشاب سے اسلیے کہ اکثر عذاب قبر اسسے ہوتا ہی **فائدہ** یہ حدیث صاف دلالت کرتی ہی اوپر نجاست
بول کے علی الاطلاق یعنی بول ماکول اللحم وغیرہ برابر ہے اس حکم مین پس مذہب امام اعظم
کا موجب اس حدیث کے احتیاط پر ہے اور مراد نضح سے غسل کا ہونا احادیث سے ثابت ہی
قال علیہ السلام فی المذی فلینضح فرجہ فرمایا آنحضرت نے بیچ حکم مذی کے پس چاہیے کہ نضح
یعنی دہو ڈالے فرج اپنی کو روایت کیا اسکو ابوداؤد وغیرہ نے وعن اسماء قال علیہ السلام اذا

اصاب ثوب احدکن الدم من الحیضۃ فلتقرصہ ثم لتنضحہ بماء ثم لتصل فیہ روایت
ہو اسماسے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ جب پونہچے کپڑے ایک تمہارے کو خون حیض سے پس چاہیے
کہ ملے چٹکیوں سے پہر دہووے اوسکو ساتہ پانی کے پہر نماز پڑہے اوسمین روایت کیا اسکو
بخاری اور مسلم نے اگر کوئی سوال کرے کہ اگر مراد نضح سے غسل ہوتا تو حدیث مین لفظ لم یغسل کا وارد
نہوتا یعنی نہ دہویا آنحضرتؐ نے اول تو جواب سکا یہ ہی کہ یہ لفظ اصل حدیث کا نہین ہی بلکہ
یہ کلام ابن شہاب سے ہے کذا نقل القسطلانی فی شرح البخاری عن اصیلی اور دوسرا
جواب یہ ہی کہ یہان نفی اصل غسل کی نہین ہی بلکہ نفی کمال کی ہی جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلانا شخص
آدمی نہین مراد اس سے یہ ہوتی ہی کہ یہ شخص آدمیت مین کامل نہین اور یہ مراد نہین ہوتی
کہ یہ شخص بنی آدم سے نہین وقس علیہ ذلک واللہ اعلم وعلمہ اتم مسئلہ جوتے اوتارکر
نماز کا پڑہنا بہتر ہی قال اللہ تعالیٰ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى فرمایا
اللہ جل شانہ نے اوتار دے دونون جوتیون اپنی کو اے موسی تحقیق تو ہی پاک میدان طوی
مین اور لکہا ہے شاہ اہل اللہ نے بیچ تفسیر اس آیت کے کہ یہ حکم واسطے تعظیم وادی کے ہی پس معلوم ہوا کہ
یہ آیت صاف دلالت کرتی ہی اس بات پر کہ جو مکان اللہ کے نزدیک بہتر اور ذی عزت ہو
اوسکی تعظیم کے واسطے جوتیون کا اوتارنا لازم ہی تاکہ خانہ خدا باقی مکانات سے ممتاز ہو اور جوتیون کے
ساتہ نماز پڑہنا آنحضرت کا واسطے مخالفت یہود کے تہا یعنی یہودی جوتیون سے اگرچہ پاک
ہون نماز پڑہنا برا جانتے تہے اور ابتدا اسلام مین یہودی مدینہ منورہ مین بہت تہے اور نعلین
آنحضرت کی صرف ایک تلا اور تسمون کے تہے جیسا کہ اس ملک مین بعضے پہاڑیون کے پاس دیکہی
جاتے ہین پس اس ملک ہند مین بدون اون جوتیون کے اس ملک کے جوتے سے نماز پڑہنی کو
باوجودیکہ یہ شعار اس ملک مین نصاری کا ہی سنت جاننا بے سند ہی علاوہ اسکے جوتے کا
پاک ہونا ضرور ہی اسیواسطے حضرت نے جوتے اپنے بسبب خبر دینے وحی کے کہ جوتے کو پلیدی
لگی ہوئی ہے نماز مین نکال ڈالتے تہے پس جب حضرتؐ کو اپنے جوتے کی پلیدی بعض
اوقات مین بدون وحی کے معلوم نہوئی اس ملک کے لوگون کو کس طرح لپنے پاکی پر یقین ہے

مسئلہ جوتا اوتارکر نماز پڑہنا بہتر ہی

شاہد یہ لوگ اپنے آپ کو بہت محتاط سمجھتے ہونگے واللہ اعلم وعلمہ اتم **مسئلہ** عن رافع بن
خدیج قال سمعت النبی صلعم یقول اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر یعنی فرمایا آنحضرت
نے روشنی مین پڑہو فجر کو کیونکہ اسمین ثواب بہت ہی روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا
ترمذی نے اسپر عمل ہی بہت صحابہ اور تابعین کا اور یہ حدیث صحیح ہے عن عبد اللہ
بن مسعود قال ما رأیت رسول اللہ صلعم صلی صلوۃ الا لمیقاتہا الا صلوتین صلوۃ
المغرب والعشاء بجمع وصلی الفجر یومئذ قبل وقتہا بغلس رواہ مسلم یعنی نہین دیکہا
مینے رسول اللہ کو پڑہی ہو کوئی نماز بجز وقت اسکے کے مگر مغرب وعشا مزدلفہ مین اور پڑہی
فجر وقت مستحب سے پہلے یعنی اندہیرے مین دن حج کے روایت کیا اسکو مسلم نے کہا امام نووی
نے شرح مسلم مین یہ روایات دلیل ہین واسطے امام اعظم رح کے بیچ اس بات کے کہ پڑہنا بہتر ہی نماز
فجر کا بعد اندہیرا دور ہونیکے واللہ اعلم وعلمہ اتم **مسئلہ** عن ابی ذر قال کنا فی سفر مع النبی ص
فاراد المؤذن ان یؤذن فقال لہ ابرد ثم اراد ان یؤذن فقال لہ ابرد ثم اراد ان یؤذن فقال لہ
ابرد حتی ساوی الظل التلول فقال النبی ان شدۃ الحر من فیح جہنم رواہ البخاری یعنی ارادہ کیا مؤذن نے
اذان کا فرمایا آنحضرت نے ٹہر کر پہر کچہہ دیر بعد ارادہ کیا اذان کا پہر فرمایا ٹہر کر پہر تیسری دفعہ ارادہ کیا
اذان کا پہر فرمایا ٹہر کر یہانتک کہ برابر ہوگیا سایہ ٹیلوں کا ساتھ اون ٹیلوں کے پہر فرمایا کہ شدت گرمی کے
بہاپ دوزخ سے ہی روایت کیا اس حدیث کو امام بخاری نے **فائدہ** یہ حدیث صاف دلالت کرتی ہے
اس امر پر کہ ظہر پڑہی آنحضرت نے بعد ایک مثل کے عن عبد اللہ بن رافع انہ سأل ابا ہریرۃ
عن وقت الصلوۃ فقال ابو ہریرۃ انا اخبرک صل الظہر اذا کان ظلک مثلک
والعصر اذا کان ظلک مثلیک پوچہا عبد اللہ نے ابو ہریرہ سے وقت نماز کا پہر کہا
ابو ہریرہ نے مین خبر دیتا ہون تجہکو پڑہ ظہر کو جبکہ ہو جاے سایہ تیرا مثل تیرے اور پڑہ عصر کو
جبکہ ہو جاوے سایہ تیرا دو مثل روایت کیا اس حدیث کو امام محمد نے موطا مین اس حدیث
سے دو امر ثابت ہوتے اول وقت باقی رہنا ظہر کا بعد ایک مثل کے اور دوسرا شروع ہونا وقت
ظہر کا بعد دو مثل کے لیکن باقی رہا یہ امر کہ وقت ظہر دو مثل تک باقی رہتا ہی یا نہین سو ثابت ہی

باقی رہنا اوسکا قول آنحضرت صلعم سے جو ہی حدیث عبد اللہ بن عمرو کے ہے مالم یحضر العصر
یعنی فرمایا آنحضرت نے کہ وقت ظہر کا باقی رہتا ہی جبتک نہ آوے وقت عصر کا وعن عبد اللہ
بن عمر ان رسول اللہ صلعم قال انما مثلکم ومثل اہل الکتاب کرجل استاجر
اجراء فقال من یعمل لی من غدوة الی نصف النہار علی قیراط قیراط فعملت الیہود ثم
قال من یعمل لی من نصف النہار الی صلوة العصر علی قیراط قیراط فعملت النصاری
ثم قال من یعمل لی من صلوة العصر الی ان تغیب الشمس علی قیراطین فانتم ہم
فغضبت الیہود والنصاری مالنا اکثر عملا واقل عطاء فقال ہل نقصت
من حقکم شیئا فقالوا لا قال فذلک فضلی اوتیہ من اشاء رواہ البخاری یعنی فرمایا آنحضرت
نے بیشک مثال تمہاری اور اہل کتاب کی اسطرح پر ہے کہ مقرر کیا ایک شخص نے مزدوروںکو فجر سے
دوپہر تک ایک ایک قیراط پر پس کام کیا یہود نے پھر کہا اوس شخص نے کون ہی جو کام کرے میرا
دوپہر سے عصر تک ایک ایک قیراط پر پس عمل کیا نصاری نے پھر کہا کون ہی جو کام کرے عصر سے
تا غروب ہونے آفتاب کے دو دو قیراط پر سو وہ تم ہو پس غصہ ہو کر کہنے لگے یہود اور نصاری کہ
کیون کم ملے ہمکو مزدوری اور بہت کیا ہمنے کام پس فرمایا کیا کم کیا ہمنے تمہارے حق مین سو کچہ کہا
اہل کتاب نے کم نہین کیا فرمایا یہ فضل میرا ہی دیتا ہون جسکو چاہتا ہون روایت کیا اسکو بخاری
نے قال القاری فی شرح الموطا ولن یکون النصاری اکثر عملا الا اذا کان وقت العصر
من صیرورة ظل کل شیء مثلیہ کما قال بہ ابو حنیفة واما الایراد بان الوقت
من الزوال الی المثل ایضا اکثر مما بقی الی الغروب فمردود بان ہذہ الزیادة القلیلة
لا یعرفہا الا الحساب والمراد من الحدیث الزیادة الکثیرة التی یظہر لکل احد کالتفاوت
الظاہر ثم بین وقت الیہود والنصاری انتہی مع تلخیص وتوضیح یعنی نہین ہوتا کام نصاری
کا زائد مگر باعتبار ہونے وقت عصر کے بعد دو مثل کے اگر کوئی اعتراض کرے کہ زوال سے ایک
مثل تک بھی زیادہ ہی نزدیک اہل حساب کے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ یہ زیادتی بجز حساب دانان
کے معلوم نہین ہوتی اور مراد حدیث سے وہ زیادتی ہے جو ہر شخص بے تامل معلوم کر لے

جیساکہ زیادتی نصف دن عمل ہیوے کے اور بوقت ظہر کے واللہ اعلم وعلمہ اتم مسئلہ ڈہیلا کرنا
بعد بول کرنیکے ثابت ہی عمر بن خطاب سے کذا فی کشف الغمہ اور حدیث صحیح مین وارد ہی کہ لازم پکڑو
سنت میری اور سنت خلفاء راشدین کی پس ڈہیلا کرنا موجب حدیث مذکور کے سنت ٹہہرا انکار
اوسکا انکار حدیث کا ہی مسئلہ مسح کرنا گردن کا ثابت ہی احادیث سے قال القاری فی الموضوعات
وقد ثبت فی حدیث وائل انہ علیہ السلام مسح ظاہر رقبتہ رواہ الترمذی وعن
موسی بن طلحۃ قال من مسح قفاہ مع راسہ وقی من الغل والحدیث موقوف الا انہ
فی الحکم مرفوع لان مثلہ لایقال بالرای ویقویہ ما روی مرفوعا فی مسند الفردوس
من حدیث ابن عمر لکن بسند ضعیف والضعیف یعمل بہ فی فضائل الاعمال اتفاقا
ولذا قال ائمتنا ان مسح الرقبۃ مستحبۃ او سنۃ انتہی ملخصا یعنی کہا وائل نے مسح کیا
آنحضرت نے گردن کا روایت کیا اسکو ترمذی نے اور روایت ہی موسی بن طلحہ سے جسنے مسح کیا
گردن کا ساتہہ سر کے بچایا جاویگا طوق دوزخ کے سے اور یہ حدیث حکم مرفوع مین ہی اور حدیث
مرفوع بہی عبداللہ بن عمر سے مسند الفردوس مین ساتہہ سند ضعیف کے روایت کی گئی ہے اور فضائل
اعمال مین عمل کرنا ساتہہ حدیث ضعیف کے درست ہی سب محدثین کے نزدیک اسیواسطے علماء حنفیہ
نے مسح گردن کو مستحب کہا ہے قال الشعرانی فی المیزان ان مسح العنق یزیل الغم
والھم وھو مستحب عند ابی حنیفۃ واحمد وبعض الشافعیۃ لما رواہ الدیلمی ان مسح
صفحۃ العنق بالماء امان من الغل انتہی ملخصا کہا امام شعرانی نے تحقیق مسح گردن کا
دور کرتا ہی غم کو اور مستحب ہی نزدیک امام اعظم کے اور امام احمد اور بعض شافعیہ کے بوجہ روایت دیلمی
کے کہ تحقیق مسح گردن کا امان ہی طوق دوزخ کے سے عن وائل بن حجر انہ علیہ السلام مسح علی
راسہ ثلثا ومسح اذنیہ ثلثا وظاہر رقبتہ روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے عن کعب
بن حجر انہ علیہ السلام مسح الرقبۃ مع الراس روایت کیا اسکو ابوداؤد نے دونون حدیثین
مسح گردن کی شیخ عبدالحق نے مدارج النبوۃ مین نقل کی ہین ابن ہمام سے وعن کعب بن عمرو
الیامی انہ علیہ السلام مسح الرقبۃ مع الراس روایت کیا اسکو طبرانی نے نقل کیا اسکو ملا نظام الدین نے

کبیری مین ساتھ اسناد کے پس جو شخص باوجود دیکھنے ان احادیث کے مسح گردن کرنے پر طعن کرے ضرور ملعون ہے وماذا بعد الحق الا الضلال واللہ اعلم وعلمہ اتم **مسئلہ** مس ذکر عن طلق ان رجلا سال رسول اللہ صلعم عن رجل مس ذکرہ ایتوضأ قال ھل ھو الا بضعۃ من جسدک پوچھا حضرت کو ایک شخص نے کہ جو کوئی مس کرے ذکر اپنے کو آیا وضو کرلے فرمایا نہیں ہے وہ مگر ٹکڑا جسم تیرے کا روایت کیا اسکو امام محمد نے موطا مین ❊ **فائدہ** یعنی مس فرج کا اور مس انف وغیرہ کا ایک حکم ہے اور اس مضمون کی چندرہ حدیثین ابن عباس اور علی اور ابن مسعود اور عمار اور حذیفہ اور علقمہ اور سعد اور ابی الدرداء وغیرہ رضی اللہ عنہم سے امام محمد نے موطا مین روایت کی ہین واللہ اعلم وعلمہ اتم **مسئلہ** گوشت وغیرہ کھانے سے وضو نکرے حدیثین عن ابن عباس ان رسول اللہ صلعم اکل جنب شاۃ ثم صلی ولم یتوضأ کہا ابن عباس نے کہ تحقیق کہا یا رسول اللہ صلعم نے شانہ بکری کا پھر نماز پڑھی ورنہ وضو کیا روایت کیا اسکو امام محمد نے موطا مین **فائدہ** اسیطرح روایت کیا ہے امام محمد نے ابوبکر صدیق اور عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان اور عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہم سے اور کہا سوید نے کہ حضرت نے عام خیبر کے سفر مین ستو کہا کر مضمضہ کر کے نماز مغرب کی پڑھی اور وضو نکیا واللہ اعلم وعلمہ اتم **مسئلہ** اذان مین ترجیع نکرے حدیثین قال الحلبی فی الکبیری انہ لا ترجیع عندنا للاحادیث المشہورۃ یعنی تحقیق نہین درست اعادہ کرنا شہادتین کا اذان مین بدلیل احادیث مشہورہ کے مثل حدیث عبداللہ بن زید اور حدیث ابن عمر کے جو روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ابن خزیمہ اور ابو حبان نے اور حدیث ابی محذورہ کے ساتھ روایت مسلم کی اگرچہ دلالت کرتی ہے اوپر ترجیع کے لیکن معارض ہے اسکی روایت کرنا طبرانی کا بلا ترجیع اور بھی ابی محذورہ سے نہیں درست ہوا عمل اوپر ترجیع کے واللہ اعلم وعلمہ اتم **مسئلہ** اقامت مثل اذان کی ہے قال فی الکبیری الاقامۃ مثل الاذان الا انہ زید قد قامت الصلوۃ لحدیث ابی داؤد عن ابی لیلی وحدیث ابن ابی شیبہ عن عبد الرحمن ورجالہ رجال الصحیحین یعنی کہا حلبی نے دونون حدیثین ابی داؤد اور ابن ابی شیبہ کے دلالت کرتے ہین کہ اقامت مثل اذان کے ہے بجز قد قامت الصلوۃ کے

اور کہا طحاوی نے کہ تحقیق متواتر ہین آثار بلال سے کہ تھے دو دو کلمہ کہا کرتے اقامت کے
نہ ایک ایک نے تک واللہ اعلم وعلمہ اتم **مسئلہ** ناف کے نیچے ہاتھ باندہنے کا عن حجر قال رایت
النبی صلعم وضع یمینہ علی شمالہ فی الصلوۃ تحت السرۃ یعنی کہا حجر نے دیکھا مینے آنحضرت
کو کہ رکھا دہنا ہاتھ اوپر بائین کے نماز مین نیچے ناف کے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے
اور یہ حدیث صحیح ہو اوپر شرط مسلم کے عن ابی جحیفۃ قال علی من سنۃ الصلوۃ وضع الایدی
تحت السرۃ وفی روایۃ من السنۃ وضع الاکف علی الاکف تحت السرۃ روایت کیا اسکو
ابن ابی شیبہ نے یہ دونون روایتین بسبب مخالفت قیاس اور بمقتضی حدیث علیکم بسنتی وسنۃ
الخلفاء کے بیچ حکم حدیث مرفوع کے ہین کما مر غیر مرۃ قال ابوہریرۃ وضع الاکف علی الاکف
تحت السرۃ روایت کیا اسکو ابوداود نے قال ابو مجلز یجعلہما تحت السرۃ یعنی رکھے دونون
ہاتھون کو نیچے ناف کے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے واللہ اعلم وعلمہ اتم **مسئلہ** وتر کی
تحقیق مین عن ابن عمر انہ علیہ السلام قال اجعلوا اخر صلوتکم باللیل وترا متفق یعنی کرو
وتر آخر نماز اپنی کا رات کو قال علیہ السلام الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منی یعنی فرمایا کہ
وتر کا پڑھنا ضرور ہے پس جسنے نہ ادا کیا اسکو پس نہین وہ میرے لیے روایت کیا اسکو ابوداود
اور حاکم نے اور صحیح کہا حاکم نے اس حدیث کو وعن عبد اللہ عن النبی علیہ السلام الوتر واجب
علی کل مسلم روایت کیا اسکو بخاری نے وعن عایشۃ ثم یصلی ثلثا یعنی پھر پڑھتے حضرت تین وتر
روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم اور ترمذی نے وعنہا انہ علیہ السلام کان یوتر بثلث لا یفصل
فیہن وفی روایۃ کان لا یسلم فی رکعتی الوتر یعنی پڑھتے آنحضرت تین اور جدا نکرتے
دو رکعتون کو ساتھ سلام کے روایت کیا اسکو نسائی اور احمد نے وعن ابی ابن کعب انہ
علیہ السلام کان یقرأ فی الوتر بسبح اسم ربک الاعلی وفی الثانیۃ بقل یا ایہا الکافرون
وفی الثالثۃ بقل ہو اللہ احد ولا یسلم الا فی اخرہن یعنی تھے حضرت پڑھتے سبح اسم اور قل یا
اور قل ہو اللہ کو تین رکعت وتر مین اور نہین سلام پھیرتے تھے مگر بعد رکعت تیسری کے روایت
کیا اسکو ابوداود اور ترمذی اور ابن ماجہ اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے وعن ابن مسعود

مسعود ان النبی صلعم کان یوتر بثلث رکعات وعنه الوتر ثلث کثلث المغرب
روایت کیا اسکو امام محمد اور طحاوی نے وعن ابی بن کعب ان رسول الله صلعم یوتر فیقنت
قبل الرکوع یعنی قنوت پڑہتے تھے حضرت وتر مین قبل رکوع کے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے
اسطرح روایت کیا ہے خطیب نے عبدالله بن مسعود سے اور ابو نعیم نے ابن عباس سے اور طبرانی نے ابن عمر
سے اور روایت کیا ہے علقمہ نے کہ تحقیق عبدالله بن مسعود اور اصحاب حضرت کے قنوت پڑہتے تھے
وتر مین قبل رکوع کے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اور حدیث رفع یدین کر نیکی وتروں مین
گذر چکی ہیچ جواب مضمون بہ کے وعن عبد الله بن مسعود ان رسول الله لم یقنت فی الفجر
قط الا شہرا واحدا لم یر قبل ذلك ولا بعده یعنی نہین قنوت پڑہا حضرت نے بیچ نماز فجر کے
کبھی مگر ایک مہینا نہین دیکھے گئے پہلے اوسکے اور نہ بعد اوسکے روایت کیا اسکو امام اعظم نے
اور روایت کیا شبابہ نے انس بن مالک سے کہ دروغ گو ہین وہ لوگ جو کہتے ہین کہ حضرت ہمیشہ
فجر کی نماز مین قنوت پڑہا کرتے تھے نہین پڑہا حضرت نے قنوت مگر ایک مہینہ اور صحیحین مین ہے
کہ قنوت پڑہا حضرت نے ایک مہینہ پھر ترک کیا اور روایت کیا نسائی نے ابن مالک سے
کہ نماز پڑہی مینے پیچھے رسول الله اور عمر اور عثمان اور علی کے پس نہین قنوت پڑہا کسی نے
قال الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لا یقنت عندنا فی صلوة الفجر من غیر بلیة فان وقعت
فتنة او بلیة فلا بأس به یعنی نہین درست قنوت مذہب حنفیہ مین بیچ فجر کے بغیر مصیبت
کے او مصیبت کے وقت پڑہنا منع نہین یہ سب خلاصہ کبیری کا ہے والله اعلم وعلمه اتم مسئلہ
تراویح نزدیک جمہور کے بیس رکعت ہین اور نزدیک امام مالک کے چھتیس رکعت ہین اور دلیل جمہور
کی یہ حدیثین ہین عن السائب بن الیزید قال کانوا یقومون علی عہد عمر بعشرین
رکعة وعلی عہد عثمان وعلی مثله رواه البیہقی باسناد صحیح یعنی تھے لوگ پڑہتے
تراویح بیس رکعت حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی کے وقت مین روایت کیا
اسکو بیہقی نے ساتھ سند صحیح کے وعن یزید بن رومان قال کان الناس فی زمن عمر
یقومون فی رمضان بثلث وعشرین رکعة یعنی تھے لوگ حضرت عمر کے وقت مین پڑہتے

تراویح بیس رکعت اور تین وتر کو جماعت سے روایت کیا اسکو امام مالک نے وفی المغنی عن علی انہ
امر رجلا ان یصلی بہم فی رمضان بعشرین رکعۃ یعنی حکم کیا حضرت علی نے ایک آدمی کو
کہ پڑہاوے تراویح کو بیس رکعت اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت پڑہتے تہے
رمضان مین بیس رکعت سوا وتر کے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اور بغوی وغیرہ نے
اگرچہ یہ حدیث علمار کے نزدیک ضعیف ہے باعتبار سند کے لیکن عمل خلفاء راشدین نے دور کردیا
ضعف اسکے کو اور کہا عبد العزیز بن رفیع نے کہ تہے ابی بن کعب نماز پڑہتے ساتہہ آدمیوں کو مدینہ
مین بیچ رمضان کے بیس رکعتین اور اسیطرح ابو البختری اور حارث سے منقول ہے نقل کیا انکو
ابن ہمام نے فتح القدیر مین پس جبکہ ثابت ہوئی مواظبت خلفا کی اوپر بیس رکعت تراویح کے
تو سنت ہوئی ہمپر اتباع اونکی بموجب حدیث علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین کے اور
حدیث حضرت عائشہ صدیقہ کے باوجود مضطرب ہونے اوسکے نہین دلالت کرتی اوپر عدد رکعات
تراویح کے کیونکہ معنی اوس حدیث کے کہ نہین زیادہ کرتے تہے آنحضرت ۲ اوپر گیارہ رکعت کے رمضان
اور غیر رمضان مین صاف دلالت کرتے ہین اس بات پر کہ حضرت نماز تہجد کی پڑہا کرتے تہے
اور تراویح نہین پڑہتے تہے کیونکہ اگر ان رکعات کو تراویح قرار دیا جاوے تو لازم آتی ہے مواظبت
آنحضرت کی اوپر تراویح کے اور حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ نہین پڑہی نماز تراویح
کی آنحضرت نے مگر دو رات یا تین رات جیسا کہ حدیث اسکی بخاری مین موجود ہے اور
لازم آتا ہے پڑہنا تراویح کا بدون رمضان کے کیونکہ حضرت گیارہ رکعتین تمام سال مین
بلا خصوصیت رمضان کے ادا کرتے رہے جیسا کہ دلالت کرتی اوپر اسکے حدیث مذکورہ
اور حالانکہ یہ بدیہی البطلان ہے اتفاقا فاحفظہ لعلک لا تجد من غیرنا واللہ اعلم وعلمہ اتم

مسئلہ عن انس ان النبی وابابکر وعمر کانوا یفتتحون الصلوۃ بالحمد للہ رب العلمین
اخرجہ مسلم انس نے کہا مقرر نبی اور ابوبکر اور عمر شروع کرتے تہے نماز الحمد سے روایت
کیا اسکو مسلم نے وروی بن مسعود ما جہر رسول اللہ ۲ بالتسمیۃ فی صلوۃ مکتوبۃ
اور روایت کیا ابن مسعود نے نہین پکار کر کہا رسول اللہ نے بسم اللہ کو فرض کی نماز مین

مین وفی روایۃ فلم اسمع احدا منہم یجہر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور ایک روایت مین ہی
نہین سنا مینے اونمین سے کسیکو کہ پکار کر پڑہتے بسم اللہ کو اور روایت کیا اسکو نسائی اور
دارقطنی اور احمد اور ابن حبان نے فکانوا لا یجہرون بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ نہین پڑہتے تہے
پکار کر بسم اللہ کو مسئلہ عن عایشۃ رض قالت کان رسول اللہ صلعم یفرش رجلہ الیسرے وینصب
رجلہ الیمنی رواہ مسلم یعنی بچھاتے تہے رسول اللہ بایان پانو اپنا اور کہڑا رکہتے تہے دہنا پانو
اپنا روایت کیا اسکو مسلم نے تیسیر الوصول مین ہی عن ابن عمر انما سنۃ الصلوۃ ان تنصب رجلک
الیمنی وتثنی الیسرے اخرجہ البخاری ومالک والنسائی یعنی سنت نماز مین یہی ہی کہ کہڑا
رکہے تو اپنا دہنا پانو اور بچھاوے بایان روایت کیا اسکو بخاری اور مالک اور نسائی نے اور
عورت کو سرین پر بیٹہنا چاہیے اور حدیث اسکی مسند امام مین موجود ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم
مسئلہ عن وائل بن حجر رض قال کان النبی صلعم اذا سجد وضع رکبتیہ قبل یدیہ واذا
نہض رفع یدیہ قبل رکبتیہ اخرجہ اصحاب السنن یعنی تہے نبی جب سجدہ کرتے رکہتے اپنے
گہٹنون کو پہلے اپنے ہاتہونکو اور جب کہڑے ہوتے اوٹہاتے اپنے ہاتہ پہلے گہٹنون سے
روایت کیا اسکو ترمذی اور نسائی اور ابوداؤد نے مسئلہ عن ابن عمر رض نہی رسول اللہ
ان یعتمد الرجل علی یدیہ اذا نہض من الصلوۃ یعنی منع فرمایا رسول اللہ نے کہ بوجہ دے
آدمی اپنے ہاتہونکو کہڑے ہونیکے وقت نماز مین یہ دونون حدیثین تیسیر الوصول مین ہین مسئلہ
عن ابی ہریرۃ رض قال کان رسول اللہ ینہض فی الصلوۃ علی صدور قدمیہ
یعنی پیغمبر خدا اوٹہتے تہے نماز مین اپنے پیرونکے سرون پر یعنی اونگلیون کے جڑ پر عن ابن مسعود
انہ کان ینہض فی الصلوۃ علی صدور قدمیہ ولم یجلس واخرج نحوہ عن علی
وکذا عن ابن عمر وابن زبیر وعن عمر رض روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود رض
سے تحقیق اوٹہتے تہے نماز مین اپنے پیرونکی اونگلیون کے جڑ پر اور نہ بیٹہتے تہے اور ایسا ہی
روایت کیا گیا ہی علی اور ابن عمر اور ابن زبیر اور عمر رض سے مسئلہ عن شریح قال اتیت عایشۃ
اسألہا عن مسح الخفین فقالت علیک بابن ابی طالب فانہ کان یسافر مع رسول اللہ

فسألناه فقال جعل رسول الله صلعم ثلثة ايام ولياليهن للمسافر ويوما وليلة للمقيم
رواه مسلم یعنی کہا حضرتؐ نے مدت مسافر کے واسطے مسح کے تین دن اور مقیم کے ایک دن
ہے روایت کیا اسکو مسلم نے **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کوئی مسافر شرعًا
بغیر تین روز کے مسافت کے نہیں ہوتا ورنہ قید تین دن کے واسطے مسح کرنے کی حدیث مین
معاذ اللہ بیفائدہ ہوتی اور یہی ہے مذہب عثمان اور ابن مسعود اور سوید اور حذیفہ وغیرہ صحابہ کا
کذا فی الکبیری **مسئلہ** روی ابو داؤد والبیہقی باسناد صحیح انہ قام بتبوک عشرین
یوما یقصر ونقل عن اکثر الصحابۃ مکثہم غزاۃ تسعۃ اشہر یقصرون الصلوۃ کذا فی الکبیری
روایت کیا ابو داود اور بیہقی نے ساتھ اسناد صحیح کے تحقیق صلعم اقامت کو تبوک مین بیس دن
قصر کرتے رہے اور منقول ہے اکثر صحابہ سے اقامت اونکی غزا مین نو ماہ تک اور دو رکعت نماز
پڑھتے رہے اور اگر مسافر قصد پندرہ روز کی اقامت کا کرے تو اوسپر اقامت کی نماز لازم
آتی ہے وھو ماثور عن ابن عباسؓ وابن عمرؓ والاثر فی مثلہ کالخبر کذا فی الھدایہ
یعنی یہ مسئلہ منقول ہے ابن عباس اور ابن عمرؓ سے اور قول صحابی کا ایسے مقام مین مثل
حدیث کے ہے کیونکہ ایسا مسئلہ قیاس سے نہیں کہا جاتا پس ضرور حضرت سے سنکر بیان کیا ہوگا
روایت کیا ان دونون اثرونکو طحاوی نے **مسئلہ** عن ابن مسعودؓ انہ دخل المسجد
واقیمت الصلوۃ فصلی رکعتی الفجر فی المسجد الی اسطوانۃ وذلک بمحضر حذیفہ و
ابی موسی داخل ہوئے عبد اللہ بن مسعودؓ مسجد مین اور اقامت کہی گئی واسطے جماعت کے پس
عبد اللہ بن مسعود نے دو رکعت سنت کو طرف ایک ستون کے روبرو حذیفہ اور ابو موسی کے
روایت کیا اسکو طحاوی نے وروی مثلہ عن عمر بن الخطاب و ابی الدرداء وابن عباس
ذکرہ ابن بطال فی شرح البخاری اور اسیطرح روایت کیا گیا ہے عمر اور ابو درداء اور ابن عباسؓ
سے بیان کیا اسکو ابن بطال نے صحیح بخاری کی شرح مین کذا فی کنز العمال اس سے صاف
معلوم ہوتا ہے کہ بعد فرضون کے سنت کا پڑھنا درست نہیں جیسا کہ احادیث اس مضمون کی صحاح
موجود ہین عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ لا صلوۃ بعد الصبح حتی ترتفع

ترتفع الشمس فرمایا آنحضرتؐ نے نہین نماز پیچھے صبح کے یہانتک کہ بلند ہو آفتاب روایت
کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور حدیث محمد بن ابراہیم کی کہ پڑہی ایک شخص نے دو رکعت سنت
کے بعد نماز صبح کی اور منع نہ کیا آنحضرتؐ نے اوس شخص کو ضعیف ہے یعنی یہ حدیث قابل
سند کے نہین قال الترمذی اسناد ہذا الحدیث لیس متصل کہا ترمذی نے اسناد
اس حدیث کے متصل نہین **مسئلہ** قال محمد فی الموطا لا یصلی علی جنازۃ فی المسجد وکذلک
بلغنا عن ابی ہریرۃ وموضع الجنازۃ بالمدینۃ خارج من المسجد وہو الموضع الذی
کان النبی یصلی علی الجنازۃ فیہ یعنی جس مکان مین حضرت جنازہ پڑہا کرتے تھے وہ خارج مسجد سے تھا
کان ابوبکر وعمر رض اذا تضایق بہم المصلی انصرفوا ولم یصلوا علیہا فی المسجد وقال ابن عمر
من صلی علی جنازۃ فی المسجد فلا شئ لہ کذا فی کشف الغمہ یعنی تھے ابوبکر اور عمر جب تنگ ہوتا
مکان جنازے کا ہٹ آتے اور نہ پڑہتے نماز جنازہ کی مسجد مین اور کہا ابن عمر نے جس شخص نے
پڑہی نماز جنازے کی مسجد مین نہ ویگا ثواب کو **مسئلہ** عن النبی عن آخر صلوۃ صلاہا علی النجاشی
کبر اربعا وثبت علیہ حتی توفی وان ابابکر الصدیق صلی علی النبی علیہ السلام فکبر اربعا
وصلی عمر علی ابی بکر فکبر اربعا وصلی صہیب علی عمر فکبر اربعا قال ابو عمر بن عبد البر انعقد
الاجماع علی الاربع وما روی عن خمسہ منسوخ کذا فی الکبیری یعنی آخر عمل آنحضرتؐ کا چار تکبیرین
تہا اور اسی پر حضرتؐ نے وفات پائی اور ابوبکر نے جب نماز جنازہ پڑہی آنحضرتؐ کی چار تکبیرین
کہین اور اسیطرح پڑہا یا عمرؓ نے جنازہ ابوبکر صدیقؓ اور صہیبؓ نے عمرؓ کا اور کہا ابو عمر نے اسی پر
اجماع منعقد ہوا اور روایت پانچ تکبیرون کی منسوخ ہے عن ابی امامۃ فی آخر حدیث
طویل قال فخرج رسول اللہ حتی صف بالناس علی قبرہا فصلی علی قبرہا فکبر اربع
تکبیرات رواہ محمد فی الموطا یعنی نکل گئے حضرتؐ قبرستان مین پس صف باندھکر نماز پڑہی قبر پر
اور کہین چار تکبیرین **فائدہ** اس سے ثابت ہوا کہ نماز جنازہ کی بدون روبرو ہونے
درست نہین ورنہ حضرت کا قبر پر جانا ضرور نہ تھا اور جنازے کی نماز مین چار تکبیرین ضرور
کہی چاہین وما روی من صلوتہ علیہ السلام علی النجاشی وزید وجعفر وغیرہم فمحمول علی

الخصوصیۃ لانہ صرح فیما عدا النجاشی بانہ رفع لہ مع انہ قد توفی خلق کثیر منہم غیبا
من اعز الناس علیہ کالقراء ولم یوثر قط انہ علیہ السلام صلی علیہم کذا فی الکبیری اور جنازہ
پڑہنا آنحضرت کا نجاشی وغیرہ پر بسبب روبرو ہو جانے جنازہ کے تھا بطور معجزہ کے جیسا کہ تصریح
اسکے بعض روایات مین ہے قال الواقدی جلس رسول اللہ علی المنبر وکشف لہ فہو ینظر
الی معرکتہم فقال اخذ الرایۃ زید بن حارثۃ فمضی حتی استشہد وصلی علیہ ودعا
لہ ثم اخذ الرایۃ جعفر بن ابی طالب حتی استشہد وصلی علیہ رسول اللہ کذا فی الکبیری
یعنی نقل کیا ہے واقدی نے کہ بیٹھے حضرت منبر پر اور کہل گیا واسطہ حضرت کے پردہ پس دیکہ رہے تہے
حضرت لڑائی کی جگہہ کو پس فرمایا آنحضرت نے کہ اب پکڑا نشان زید نے یہانتک کہ
شہید ہو گیا پس جنازہ پڑہا آنحضرت نے پہر فرمایا کہ اب نشان پکڑا جعفر نے یہانتک کہ شہید
ہوا پس جنازہ پڑہا اوسکا اگر غائب پر جنازہ پڑہنا درست ہوتا تو غازیون اور قراء صحابہ
جنکو کفار نے فریب دیکر قتل کیا ضرور پڑہتے اور حالانکہ خبر قتل ہونے اونکی اور سلام اونکا
حضرت کو جبرئیل کی زبانی معلوم ہوا مسئلہ فی الموطا عن سعید المقبری عن ابیہ انہ سال
ابا ہریرۃ کیف یصلی علی الجنازۃ فقال انا لعمر اللہ اخبرک اتبعہا من اہلہا فاذا وضعت
کبرت وحمدت اللہ وصلیت علی نبیہ ثم قلت اللہم عبدک وابن عبدک وابن امتک
کان یشہد ان لا الہ الا انت وان محمدا عبدک ورسولک وانت اعلم بہ ان کان
محسنا فزد فی احسانہ وان کان مسیئا فتجاوز عنہ اللہم لا تحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ
قال محمد وبہذا ناخذ لا قرأۃ علی الجنازۃ وہو قول ابی حنیفۃ رح موطا مین ہے کہ پوچہا
ابوہریرہ سے کیفیت نماز جنازے کی پس قسم کہا کر بیان کیا ابوہریرہ نے کہ بعد تکبیر کہنے کے
حمد کیے اللہ کی اور درود بہیجے اوپر آنحضرت کے بعدہ دعا کرے واسطے میت کے کہا امام محمد
اسی پر عمل ہمارا یعنی جسطرح ابوہریرہ نے بیان کیا اور نہین ثابت آنحضرت سے قرآن
پڑہنا جنازے کی نماز مین قال العینی شارح البخاری نقل عن ابی ہریرۃ وابن عمر لیس
فیہا قرأۃ ہو قال ابن بطال وممن کان لا یقرء وینکر عمر بن الخطاب وعلی بن ابی طالب

وابو هريرة ومن التابعين عطاء وطاؤس وسعيد وابن سيرين والشعبی والحكم وقال مالك قراءة الفاتحة ليست معمولا بها في بلدنا في الجنازة

کہا عینی شارح بخاری نے کہ ابو ہریرہ اور ابن عمر سے منقول ہے کہ نہیں قراءۃ جنازے کی نماز مین اور کہا ابن بطال نے کہ نہین پڑہتے تہے اور روکتے تہے لوگونکو فاتحہ پڑہنے سے حضرت عمر اور حضرت علی اور ابو ہریرہ رض اور تابعین سے عطا اور طاؤس اور سعید اور ابن سیرین اور سعید اور شعبی اور حکم اور کہا امام مالک نے کہ عمل نہین ہمارے شہر یعنی مدینہ منورہ مین سورۂ فاتحہ پڑہنے کا جنازے پر

مسئلہ وعن ابن عباس وابی هريرة كان رسول الله ص اذا صلى على جنازة رفع يديه في اول تكبيرة ثم لا يعود رواه الدار قطني قال ابن حزم لم يات عن النبي صلى انه رفع في شيء من تكبيرات الجنازة الا في الاولى قال السروجی والعجب من الثوری انه يدعی ان الرفع فی كل تكبيرة سنة ويستدل بفعل ابن عمر مع ان الرواية عنه مضطربة

کہا ابو ہریرہ اور ابن عباس نے کہ تہے حضرت ص کہ جب نماز پڑہتے جنازہ پر رفع یدین کرتے پہلی تکبیر مین پہر نہ اوٹہاتے باقی تکبیر مین یہ روایت کیا اسکو دار قطنی نے کہا ابن حزم نے نہین ثابت حضرت سے رفع یدین کرنا جنازے کی نماز مین سوے تکبیر تحریمہ کے کہا سروجی نے تعجب ہے ثوری کا سنت قرار دینا رفع یدین ہر تکبیر جنازے مین اور سند پکڑنا فعل ابن عمر کو باوجودیکہ مضطرب ہے اوس سے روایت

شرائط جمعہ کی ادا کرنیکے جمعہ مین شرط پہلی شہر ہو یا میدان اوسکا یعنی جمعہ بغیر شہر یا میدان شہر کے ادا نہین ہوتا

وهو مذهب علي بن ابي طالب وحذيفة وعطاء والحسن والنخعي ومجاهد وابن سيرين والثوری وسحنون لما روى ابن ابي شيبة عن علي رض انه قال لا جمعة ولا تشريق ولا صلوة فطر ولا اضحى الا في مصر جامع او مدينة عظيمة وصححه ابن حزم في المحلى والموقوف في هذا كالمرفوع لانه من شروط العبادة وهي من احكام الوضع لا مدخل للرای فيها كذا في الكبيری

یعنی یہی مذہب ہے علی اور حذیفہ اور عطا اور حسن اور نخعی اور مجاہد اور ابن سیرین اور ثوری اور سحنون کا اور فرمایا حضرت علی رض

نہین ادا ہوتا جمعہ اور نہ عید مگر بیچ شہر بڑے کے اور یہ حدیث صحیح ہو تو فساد ظاہر ہے کیونکہ اگر
کیونکہ بیان شرائط کا عقل سے نہین ہو سکتا یعنی اگر حضرت سے علی رضہ نے نہ سنا ہوتا
تو ہرگز اپنی عقل سے کبھی بیان نکرتے وما روی ابن عباس انہا جمعت بجواثا قریۃ
فی البحرین لا یضر لان اطلاق القریۃ علی المصر شایع فی القرآن فلو لا یجوز ان یکون
اطلاق القریۃ علی جواثا من ہذا القبیل بل الحمل علی ہذا المعنی ہو الاولی والانسب
لیطابق کلامہ تعالی اور روایت ابن عباس رض کی کہ جمعہ پڑہا گیا جواثا مین جو قریہ ہی بحرین
مین نہین مخالف ہمارے کیونکہ اطلاق لفظ قریہ کا شایع ہے کلام اللہ مین اوپر شہر کے قال
اللہ تعالی ولو لا نزل ہذا القرآن علی رجل من القریتین یعنی مکۃ والطائف وقال اللہ
تعالی واسئل القریۃ التی کنا فیہا ای المصر پہلی آیت مین لفظ قریتین کو شہر مکہ اور شہر طائف
پر اطلاق کیا گیا اور دوسری آیت مین قریہ سے مراد شہر مصر ہو اسیطرح جواثا قریہ کہا گیا وحکی
ابن الطین عن الشیخ ابی الحسن انہا مدینۃ وقال ابو عبید البکری ہی مدینۃ
یعنی بیان کیا ابن تین اور ابو عبید نے کہ جواثا شہر ہو قال فی الکبیری و فی الصحاح
جواثا حصن بالبحرین فیکون مصرا علی ما نقل تفسیر المصر عن امامنا الہمام اعنی الامام
محمد رح ان کل موضع مقرۃ الامام فہو مصر حتی انہ لو بعث الی قریۃ نائبا لاقامۃ الحدود
والقصاص تصیر مصرا فاذا عزلہ تلحق بالقری یعنی تحقیق جو مکان مسکن امام کا ہو یا
وہی شہر ہے یہانتک کہ اگر بھیجے طرف کسی گانو کے نائب اسواسطے قائم کرنے حدود اور قصاص
کے ہو جاویگا وہ شہر اور بعد معزول ہونے نائب کے ملجاویگا قریون سے واللہ اعلم وعلمہ اتم شرط
دوسری یہ کہ ہو امام جمعہ کا سلطان یا جس شخص کو سلطان نے اذن دیا ہو قال فمن
ترکہا ولہ امام عادل او جائر فلا جمع اللہ شملہ ولا بارک لہ فی امرہ رواہ ابن ماجہ
یعنی بددعا کی حضرت نے اوس شخص پر کہ جو باوجود ہونے سلطان کے جمعہ کو ترک کرے
اگرچہ یہ حدیث باعتبار سند کے ضعیف ہے لیکن قول حسن بصری وغیرہ کا دور کرتا ہے ضعف
اسکے کو کما لا یخفی وقال الحسن بن ابی الحسن البصری اربع الی السلطان فذکر منہا الجمعۃ

یعنی کہا حسن بصری نے چار چیزیں طرف سلطان کے ہیں پس ذکر کیا انمیں سے جمعہ کو وقال
حبیب بن ابی ثابت لا تکون الجمعۃ الا بامیر وہو قول الاوزاعی ایضا اور کہا حبیب نے
نہیں ہوتا جمعہ بدون امیر کے اور یہی قول اوزاعی کا ہے وقال ابن المنذر مضت السنۃ
الذی یقیم الجمعۃ السلطان او من بہا امرہ فاذا لم یکن ذلک صلوا الظہر اور کہا ابن منذر
نے گذری ہے سنت اس پر کہ قایم کرے جمعہ کو بادشاہ یا نائب اوسکا ورنہ پڑھا جاوے ظہر کو
وعلی ہذا کان السلف من الصحابۃ ومن بعدہم حتی ان علیا رض انما جمع ایام محاصرۃ
عثمان باذنہ اور اوپر اسی کے تھے سلف یعنی صحابہ اور تابعین حتی کہ نہ پڑھایا جمعہ حضرت علی رض
نے ایام محاصرہ حضرت عثمان رض میں مگر ساتھ اذن اونکے کذا فی الکبیری وذکر فی المسایرۃ
التی الفت بعد البخاری بعد ذکر محاصرۃ عثمان وشاجروا فی ذلک باجہتہ متوبتہ وافردوا جمعیۃ
مذہب علی رض وترکوا الجمعات الی ان اطفی اللہ نائرۃ فتنتہم یعنی بعد مناظرہ کرنیکے
اوپر حق ہونے مذہب علی رض کے اور ترک کردیا جمعونکو تا فرو ہونے آگ فتنہ کے **شرط تیسری**
وقت جمعہ کا وقت ظہر کا ہے عن انس کان علیہ السلام یصلی الجمعۃ حین تمیل الشمس رواہ البخاری
وفی مسلم عن سلمۃ کنا نجمع مع رسول اللہ صلعم اذا زالت الشمس یعنی تھے آنحضرت پڑھتے جمعہ کو
بعد ڈھلنے کے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے وفی الکبیری وہو المتوارث من لدن
النبی صلعم الی یومنا ہذا وہو قول الجمہور من الصحابۃ والتابعین فمن بعدہم یعنی یہی ہے طریق
عمل ہے اہل اسلام کا حضرت صلعم کے زمانہ سے ابتک اور یہی ہے قول جمہور صحابہ اور تابعین
وغیرہ کا **شرط چوتھی** خطبہ ہے قال فی الکبیری وعلیہ الجمہور خلافا للامامیۃ فانہ لم یرو
انہ علیہ السلام او احد من الخلفاء الراشدین فمن بعدہم صلاہا بدونہا وہی
من المخصوصیات التی لم یرو اسقاط الرکعتین الا مع مراعاتہا فکانت شرطا یعنی خطبہ کا
شرط ہونا مسلم ہے سب علمای اہلسنت والجماعۃ کو اور شیعوں کے نزدیک شرط نہیں اور دلیل
ہماری یہ ہے کہ نہیں روایت کیا گیا آنحضرت سے اور نہ خلفاء راشدین اور تابعین سے پڑھنا
جمعہ کا بدون خطبہ کے **شرط پانچویں** جماعت ہے یعنی بدون جماعت کے جمعہ درست

نہین ہوتا قال اللہ تعالیٰ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا
اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ای لوگو جو ایمان لائے ہو
جسوقت کہ پکارا جاوی واسطے نماز کے جمعہ کے دن پس شتابی کرو طرف یاد خدا کے اور چھوڑ دو
سودا کرنا یہ بہتر ہی واسطے تمہارے اگر ہو تم جانتے اور اس آیت سے سمجھا جاتا ہے ہونا تین آدمیونکا
بغیر امام کے کیونکہ مطلب اس آیت کا یہ ہی کہ بعد اذان کے لوگونکو جانا چاہیے طرف ذکر خدا کے
پس مقتضی جمعیت فاسعوا کے چاہیے کہ سعی کرنے والے کم نہون تین سے پس جب کم سے کم تین شخص
بعد اذان کے سعی کرنی لازم ہوئی پس ہو گئی مؤذن سے ملکر چار شخص پس موجب آیت کے
جمعہ درست نہین ہوتا بدون چار شخصون کے یہی ہے مذہب امام اعظم رح کا قال فی الکبیری
بما حاصلہ ان الجماعۃ مدلول صیغۃ الجمع لقولہ تعٰ فاسعوا فانہ طلب الحضور متعلقا
بلفظ الجمع الی ذکر یستلزم ذاکرا فلزم ان الشرط ان یکون مع الامام جمع **شرط چھٹی**
اذن عام یعنی جمعہ ایسے مقام پر پڑھنا درست ہی کہ جہان کسیکو روک نہو قال فی الکبیری
لانہا شرعت بخصوصیات لا تجوز بدونہا والاذن العام والاداء علی سبیل الشہرۃ من جملۃ
تلک الخصوصیات فلا تجوز بدونہ یعنی جمعہ نہین پڑھا حضرت نے اور صحابہ اور تابعین وغیرہ
نے بغیر اذن عام کے واللہ اعلم وعلمہ اتم **مسئلہ** قربانی مین مسنہ کو ذبح کرنا چاہیے عن جابر رض
قال قال رسول اللہ صلعم لا تذبحوا الا مسنۃ الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعۃ من الضان
رواہ مسلم یعنی فرمایا آنحضرت صلعم نے نہ ذبح کرو مگر مسنہ کو مگر یہ کہ نپاؤ تم پس ذبح کرو جذعہ
دنبہ یا بھیڑ سے روایت کیا اسکو مسلم نے **فائدہ** لکھا ہے ملا علی قاری نے ثنی اونٹون
مین سے پانچ سال کا ہوتا ہی اور گائے مین سے دو سال اور بکری مین سے ایک سال کا اور یہ
معنی موافق تجربہ کے معلوم ہوتے ہین کیونکہ اونٹ بعد پانچ برس کے دو دانت نکالتا ہی
اور گائے بعد دو سال کے دانت نکالتی ہے اور بکری بعد ایک سال کے دو دانت ہوتی ہی
اور ترمذی مین لکھا ہی کہ کہا وکیع نے کہ جذعہ بھیڑ مین سے وہ ہی جو کہ سات مہینے یا چھ کا ہو
مسئلہ درست نہین ہوتی قربانی بکری کی مگر اکیلے سے جیسا کہ دلالت کرتا ہے

مسئلہ

مسئلہ [illegible]

مسئلہ وجوب قربانی

مسئلہ اعتکاف

بیان کرنا آنحضرتؐ کا گائے اور اونٹ مین شرکت سات شخص کو اور قول ابو ایوب رضہ کا کہ قربانی کیا کرتے تھے ہم ساتھ ایک بکری کے اور تمام قربانی کرتا ساتھ ایک بکری کے اپنی طرف سے اور اپنے گہر کے لوگونکی طرف سے سو مراد اوس سے قربانی نفلی ہوگی جیسا کہ حدیث مین ذکر قربانی کرنا آنحضرت کا جمیع امت سے اسی قبیل سے ہے ورنہ کسی پر قربانی کرنی لازم بلکہ سنت بہی نہوتی وہو کما ترے عن ابی ہریرہ رضہ قال رسول اللّٰہ من کان لہ سعۃ ولم یضح فلا یقربن مصلانا یعنی فرمایا آنحضرتؐ نے جس شخص کو وسعت ہو اور قربانی نکرے پس نزدیک آوے ہمارے عیدگاہ کے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے وعن مخنف بن سلیم قال کنا وقوفا عند النبی بعرفات فسمعتہ یقول یا ایہا الناس علی کل اہل بیت فی کل عام اضحیۃ رواہ ابو داؤد والنسائی یعنی فرمایا آنحضرتؐ نے ای لوگو اوپر ہر گہر والے کے بیچ ہر سال کے قربانی ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی وغیرہ نے مسئلہ اعتکاف اگر عشرہ اخیرہ رمضان کا موافق سنت کرنا ہو تو چاہیے کہ اکیسوین شب سے اعتکاف بیٹہے جیسا کہ دلالت کرتی ہے اسپر حدیث بخاری کی عن عایشہ فی آخر حدیث طویل فلما اصبح النبی راے الاخبیۃ فترک الاعتکاف ذلک الشہر ثم اعتکف عشرا من شوال رواہ البخاری یعنی جب فجر کو دیکہا آنحضرتؐ نے کئی حجرے بوریون کے جو ازواج مطہرات نے واسطے اعتکاف کے مسجد مین بنائے تھے ترک کیا آنحضرت نے اعتکاف کو پھر اعتکاف کیا ایک عشرہ کا شوال مین **فائدہ** اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ اعتکاف رات سے شروع کر چکے تھے لیکن بسبب بکثرت حجرات مطہرات کے اعتکاف کو ترک کر دیا اور عوض اوسکے شوال مین اعتکاف کیا واللہ اعلم وعلمہ اتم **تنبیہ** جن احادیث کو امام اعظم رح نے سند پکڑا ہے وہ سب صحیح ہین کیونکہ روات مابین امام اعظم اور رسول اللہ کے صحابہ اور تابعین ہین جنکے افضل ہونے پر یہ حدیث دال ہے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم یعنی فرمایا رسول اللہ نے بہتر زمانون کا زمانہ میرا ہے پھر اون لوگونکا زمانہ بہتر ہے جو صحابہ کے بعد ہونگے یعنی تابعین اور اونکے بعد زمانہ تبع تابعین کا بہتر ہے قال الشعرانی فی المیزان [illegible]

فان قیل اذا قلتم بان ادلة مذهب امام ابی حنیفة رض لیس فیها شئ ضعیف لسلامة الرواة بینه وبین رسول الله صلعم من الصحابة والتابعین من الجرح فما جوابکم عن قول بعض الحفاظ عن شئ من ادلة الامام ابی حنیفة بانه ضعیف فالجواب یجب علینا حمل ذلك جزما علی الرواة النازلین عن الامام فی السند بعد موته رض اذا رووا ذلك الحدیث من طریق غیر طریق الامام اذ کل حدیث وجدناه فی مسانید الامام فهو صحیح لانه لولا صح عنده ما استدل به ولا یقدح فیه وجود کذاب ومتهم بکذب مثلا فی سنده النازل عن الامام وکفانا صحة الحدیث استدلال مجتهد به ثم یجب علینا العمل ولو لم یروه غیره فتامل هذه الدقیقة التی بنهتك علیها فلعلك لا تجدها فی کلام احد من المحدثین وایاك ان تبادر الی تضعیف شئ من ادلة مذهب الامام ابی حنیفة الا بعد ان تطالع مسانیدها الثلاثة ولم تجد ذلك الحدیث فیها انتهی مع بعض اختصار

خلاصہ مطلب امام شعرانی کے کلام کا یہ ہی کہ جن احادیث کو امام اعظم رح نے سند پکڑا ہو ان میں کوئی حدیث ضعیف نہین کیونکہ روات امام اعظم رح کے صحابہ اور تابعین ہین جو بچے ہوئے ہین جرح سے اور ضعیف ہونا حدیث کا بعد امام کے باعتبار کسی اور سند کے امام کی سند کو ضرر نہین دیتا **فائدہ** چونکہ اس زمانہ مین کوئی حدیث بسبب زیادہ ہو جانے شروط کے روات کے قابل استدلال نہین پس پایا جانا مجتہد مستقل کا اسوقت مین محال ہی اگر کوئی کہے اس زمانہ مین مجتہد کو سند پہونچانی حدیث کی رسول اللہ تک بلا اتفاق شروط کے شروط نہین بخلاف ائمہ اربعہ کے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ اس امر کو کسی آیت یا حدیث سے ثابت کرو ورنہ اس عقیدے سے باز آؤ اور نظام الاسلام مین لکھا ہے کہ یہ چہ کتابین جنہین صحاح ستہ کہتے ہین انکے سوا اور بہت سی کتابین حدیث کی معتبر ہین جیسے مسند امام ابو حنیفہ اور موطا امام محمد اور حجت امام محمد اور آثار امام محمد اور رزین اور طحاوی اور طبرانی وغیرہ اور اسقدر جاننا بہت ضرور ہے کہ صحاح ستہ کی سب حدیثین صحیح نہین ہین بلکہ انمین حدیثین ضعیف اور معلول بھی ہین جیسا کہ شیخ عبد الحق شرح مشکوۃ فارسی

کے مقدمہ مین اور ابن ہمام نے فتح القدیر مین لکہا ہی اور دعوی مقدم ہونا حدیث بخاری
اور مسلم کا اوپر باقی احادیث کے باطل ہے جیسا کہ بیان کیا اسکو ابن ہمام نے فتح القدیر
مین اور غیر مقلد جو مدعی اس امر کے ہین جب بخاری اور مسلم کی حدیث مخالف انکے مطلب کے
پاتے ہین شتر مرغ کی طرح طرح دیجاتے ہین جیسا کہ حدیث مسلم کی اذا قرأ فانصتوا کو جو
دال ہے اوپر منع ہونے قرأۃ خلف امام کے نہین مانتے اور عمل کرتے ہین حدیث عبادہ بن
صامت پر جو مکحول سے مروی ہی اور صحیحین مین نہین ہی اور مخالف ہی مسلم کے بلکہ حدیث
عبادہ بن صامت کی ساتھ روایت زہری کی رد کرتی ہی روایت مکحول کو کیونکہ روایت
زہری مین نہین ہے لفظ لا تفعلوا الا بام القرآن کا اور روایت زہری کو ترمذی نے اصح
لکہا ہے مکحول کی روایت سے کیونکہ محمد بن اسحق جو راوی ہی مکحول سے اور اسکو بعضون نے
شیعہ کہا ہی قال فی تقریب التہذیب محمد بن اسحاق رمی بالتشیع والقدر اور کہا
سفیان نے جو روایت کرتا ہی زہری کی حدیث کو کہ حدیث لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب کے
اوس شخص کے حق مین ہی جو اکیلا نماز ادا کرے ذکرہ ابوداؤد بعد ہذا الحدیث قال سفیان لمن
یصلی وحدہ یعنی ذکر کیا ابوداؤد نے بعد روایت حدیث سفیان کے کہ کہا سفیان نے کہ یہ حدیث
اوس شخص کے حق مین وارد ہی کہ جو اکیلا نماز ادا کرتا ہو یعنی پیچہے امام کے نہو پس عمل کرنا
غیر مقلد کا باوجود دعوی مذکور کے ایسی حدیث ضعیف پر کہ جسکا راوی مطعون ساتھ
رفض کے ہو اور مخالف ہو آیت قرآنی کے قال اللہ تعالی اذا قرئ القرآن الآیۃ اور حدیث
مسلم وغیرہ کی جہالت سے خالی نہین اسپر قیاس کرنا چاہیے باقی تمسکات انکے کا واللہ اعلم وعلمہ
فلما فرغت من تسوید ہذہ الاوراق القی الی الکتاب الکریم بفضلہ العمیم اعنی الرسالۃ
المفیدۃ والعجالۃ العجیبۃ المسماۃ بالدلیل القوی علی ترک القراءۃ للمقتدی للفاضل
النحریر الذی ہو اشہر المشاہیر وافضل من الجماہیر رأس العلماء العاملین و
الفقہاء والمحدثین مولانا الحافظ الحاج الشہیر بالمولوی احمد علی السہارنپوری خلدت
فضمنا نبذا من تحقیقاتہا مترجما بالہندیۃ تسہیلا مع کمال الاختصار وزیادۃ

فاقول و باللہ التوفیق لکہا ہے مولوی احمد علی صاحب سلمہ اللہ نے بیچ رسالہ
اپنے کے کہ حدیث عبادہ بن صامت کے قال رسول اللہ لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب یعنی
فرمایا آنحضرت نے نہ پڑہا کرو تم پیچہے میرے مگر سورہ فاتحہ صحیح نہین کیونکہ سند اس حدیث
مین محمد بن اسحاق واقع ہے اور اوسکو تقریب التہذیب مین مدلس و رمی بالتشیع والقدر
لکہا ہے یعنی مدلس اور مطعون ساتہہ رافضی اور قدریہ ہونیکے تہا اور ایک روایت مین نافع
بن محمود واقع ہے اور وہ مستور الحال ہے یعنی اوسکے نیک اور بد ہونیکا کچہہ علم نہین اور کہا
یحیی بن معین نے جو نقاد حدیث سے ہے کہ لفظ الا بام القران کا سند معتبر سے ثابت نہین اسیواسطے
ترمذی مین اس حدیث پر دوسری حدیث کو جو بغیر اس لفظ کے ہے ترجیح دیکر اصح لکہا ہے
اور بخاری مین بہی یہ حدیث بسبب ضعف کے نہین داخل کی گئی اور تصریح کی ہے زیلعی نے کہ ضعیف
کہا ہے حدیث عبادہ کو امام احمد اور بہت محدثین نے پس قول دارقطنی اور خطابی کا کہ اسناد
اس حدیث کی جید ہے دعوی بلا دلیل ہے کیونکہ حدیث صحیح نزدیک محدثین کے وہ ہے ما اتصل
اسنادہ بنقل العدل الضابط عن مثلہ وسلم عن شذوذ وعلۃ یعنی جس حدیث
کی روات حضرت تک نیک بخت اور ضابط ہون اور سالم ہو وہ شذوذ اور علت سے
چونکہ راوی اس حدیث کا محمد بن اسحاق بموجب تحقیق صدر کے مطعون تہا ساتہہ رفض
وغیرہ کے پس صحیح اور جید الاسناد ہونا محالات سے ہے اور دوسری حدیث عبادہ بن صامت
کے لاصلوۃ لمن یقرء بفاتحۃ الکتاب یعنی نہین ہوتی نماز اوس شخص کی کہ نہ پڑہے
سورہ فاتحہ کو اگرچہ صحیح ہے لیکن مراد اس سے اکیلا ہے یعنی جو پیچہے امام کے نہو قال
سفیان لمن یصلی وحدہ کہا سفیان نے کہ یہ واسطے اوس شخص کے ہے کہ پڑہے اکیلا
روایت کیا اسکو ابو داود نے قال الامام احمد معنی قول النبی لاصلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ
الکتاب اذا کان وحدہ یعنی کہا امام احمد رح نے کہ مراد حدیث لاصلوۃ سے یہ ہے کہ جو شخص
اکیلا ہو یعنی پیچہے امام کے نہو اوسکو سورہ فاتحہ کا پڑہنا ضرور ہے **فائدہ**
یہی مراد ہے جابر رض کی قول سے جو ترمذی مین مروی ہے اور یہ تاویل اسواسطے کی

[illegible]

کی گئی ہے کہ تا مخالف نہو یہ حدیث قرآن اور باقی احادیث کے قال اللہ تعالی اذا قری
القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون یعنی جب پڑھا جاوے قرآن سنو تم اور سکوت
چپکے رہو شاید کہ رحم کیے جاؤ تم قال رسول اللہ صلعم اذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا یعنی
جب تکبیر کہے امام تکبیر کہو تم اور جب پڑھنے لگے چپ ہو جاؤ روایت کیا اسکو مسلم نے قال
احمد بن منیع اخبرنا اسحاق الازرق حدثنا سفیان وشریک عن موسی بن ابی عائشة
عن عبد اللہ بن شداد عن جابر رض قال قال رسول اللہ صلعم من کان لہ امام فقرأة الامام
لہ قرأة یعنی فرمایا آنحضرت نے کہ پڑھنا امام کا پڑھنا مقتدی کا ہے اسناد اس حدیث کی صحیح
ہے اوپر شرط بخاری اور مسلم کے قال رسول اللہ صلعم احقہم بالامامة اقرأہم یعنی فرمایا
آنحضرت نے حقدار زیادہ امامت کا اچھا پڑھنے والا ہے روایت کیا اسکو مسلم نے **فائدہ**
یہ حدیث صاف دال ہے اسپر کہ بغیر امام کے اور کو منصب قرأة کا نہیں جیسا کہ دلالت کرتا ہے اسپر
لفظ اقرأہم کا قال رسول اللہ اذا کبر فکبروا واذا قال غیر المغضوب علیہم ولا الضالین
فقولوا امین رواہ مسلم یعنی فرمایا آنحضرت نے جب تکبیر کہے امام تکبیر کہو تم اور جب کہے امام
غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہو تم آمین روایت کیا اسکو مسلم نے فائدہ اس حدیث سے صاف
ہے معلوم ہوتا ہے کہ قرأة بلکہ سورہ فاتحہ بغیر امام کے کسی مقتدی کو پڑھنا درست نہیں ورنہ حضرت
یوں فرماتے جبکہ کہے امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین بس کہو تم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین
اور مراد آیت فاقرؤا ما تیسر من القرآن سے عام ہے یعنی پڑھنا کلام اللہ کا ضرور ہے حقیقةً
جیسا کہ امام اور منفرد کا یا حکماً جیسا کہ مقتدی کا حال ہے کیونکہ پڑھنا امام کا گویا پڑھنا
مقتدی کا ہے والتیسیر یؤیدہ ہذا قال ابن الہمام فی فتح القدیر فلو قرأ المقتدی مع
ہذا لکان لہ قرأة ثانیة فی صلوة واحدة وہو غیر مشروع یعنی اگر پڑھے مقتدی بھی
امام کے ایک نماز میں دو قرأت پائی جاوینگی اور یہ امر شرعاً درست نہیں وفی المغنی ذکر الشیخ
الامام عبد اللہ بن یعقوب عن عبد اللہ بن زید بن اسلم عن ابیہ قال کان عشرة من اصحاب النبی
ینہون عن القرأة خلف الامام اشد النہی ابوبکر الصدیق وعمر الفاروق وعثمان بن عفان

و علی بن ابی طالب عبدالرحمن بن عوف وسعد بن ابی وقاص وعبداللہ بن مسعود وزید
بن ثابت وعبداللہ بن عمر وعبداللہ بن عباس رض قال الشیخ العابد المسند ھو المھاجر
فی شرح المسند لما ثبت نھی العشرۃ المذکورۃ ولم یثبت واحد علیھم عند تواتر
الصحابۃ کان اجماعا سکوتیا یعنی جب ثابت ہوا سخت منع کرنا صحابہ کبار کا قراۃ خلف امام سے
اور نہ رد کیا باقی صحابہ نے قول اونکا تو ہوا اجماع اوپر منع قراۃ کے وعن موسی بن عقبۃ
ان رسول اللہ وابابکر وعمر وعثمان کانوا ینھون عن القراءۃ خلف الامام یعنی تھے آنحضرت
اور تینون خلفا منع کرتے تھے مقتدی کو قراۃ سے روایت کیا اس حدیث کو عبدالرزاق نے بیچ کتاب
اپنی کے وعن علی من قرأ خلف الامام فلیس علی الفطرۃ یعنی کہا حضرت علی رض نے جس نے پڑھا
پیچھے امام کے پس نہین ہے وہ شخص اوپر دین کے وعن ابراہیم قال الذی یقرأ خلف الامام
فاسق یعنی کہا ابراہیم نے کہ جو شخص پڑھے پیچھے امام کے فاسق ہے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے
بیچ کتاب اپنی کے جو نام اوسکا مصنف ہے قال محمد لا علم القراۃ خلف الامام من السنۃ
یعنی نہین ہے قراۃ خلف امام سنت سے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اگر بالفرض حدیث
عبادہ بن صامت رض کو صحیح قرار دیکر معارضہ کیا جاوے ساتھ حدیث من کان لہ امام کے
تو بھی حدیث منع قراۃ کو ترجیح ہے کیونکہ حکم ایسے معارضہ کا یہ ہے حکم المعارضۃ بین السنتین
المصیر الی اقوال الصحابۃ یعنی جو معارضہ درمیان دو حدیثون کے واقع ہو حکم اوسکا یہ ہے کہ
رجوع کیا جاوے طرف اقوال صحابہ کے یعنی جس حدیث کو اقوال صحابہ کے مؤید ہون اوس
حدیث کو ترجیح دیجاویگی پس اقوال خلفاء راشدین و عبادلہ ثلثۃ و زید بن ثابت وغیرہ
مذکورۃ الصدر حجت قوی اور آئینہ ہین واسطے مراد شارع کے ورنہ یہ بات ممکن نہین کہ اصحاب
کبار رسول مقبول ع کے حدیث سے منحرف ہو کر عمل درآمد کرتے رہے ہون پس جب قرآن
اور احادیث اور اقوال صحابہ سے ثابت ہوا کہ قراۃ خلف الامام درست نہین پس اب اہل حق کو
تو بجز تسلیم اور انقیاد کے محل دم مارنے کا نہین ہے فظہر الحق یعلو ولا یعلی

واللہ تعالے اعلم

تلک عشرۃ جواب اشتہار غیر مقلدین کاملۃ

اگرچہ جواب مسائل مشتہرہ کا علی وجہ التضمن بخوبی ذکر ہو چکا ہے چونکہ جواب علی وجہ التخصیص متضمن چند فوائد کے
تھا لہذا صراحتاً اوسکا جواب لکھا جاتا ہے حسبی اللہ نعم المولی و نعم النصیر قال اللاہوری
مین محمد حسین مولوی عبد العزیز صاحب مولوی محمد صاحب مولوی اسمٰعیل صاحب ساکنان بلدۂ ال وغیرہ
علماء عرب و عجم کو بطور اشتہار کے وعدہ دیتا ہون کہ اگر کوئی صاحب مسائل ذیل مین کوئی آیت یا حدیث
صحیح جسکی صحت مین کسیکو کلام نہو اور واسطے اوس مسئلہ کے نص صریح قطعی الدلالۃ ہو پیش کرین تو فی آیت
اور حدیث کے بدلے دس دس روپیہ بطور انعام دونگا انتہی ملخصاً اقول و باللہ التوفیق اگرچہ قائل
بظاہر مستفتی اور سائل از روی لغت معلوم ہوتا ہے لیکن بعد تعمیق نظر کے مبرہن ہوتا ہے کہ وہ درپردہ
مدعی ہے امور مفصلہ ذیل کا پہلا مسائل مفصلہ ذیل مین قیاس اور اجماع سے دلیل پکڑی جاوے
دوسرا حدیث مختلف الصحت سے بھی دلیل پکڑنی مفید نہین تیسرا خبر قطعی الدلالۃ سے بھی قابل استدلال
نہین چونکہ یہ دعاوی مخالف علماء اہل السنۃ والجماعۃ کے ہین لہذا اولاً قائل کو چاہیے کہ بیان کرے
کہ امور مذکورہ مین ناقل ہے یا مدعی قال فی الرشیدیۃ الواجب علی السائل ان یطلب اولاً لو
امکنہ من تعریف مفردات المدعی و تعیین البحث و تمییزہ عن سائر الاحوال اذا ادعی
احد النیۃ لیست بشرط فی الوضوء فللسائل ان یقول عدم شرطیۃ النیۃ بای مذہب
وای قول انتہی ملخصاً اگر سوال کرے کہ مین مدعی نہین ہون بلکہ مین سائل ہون تو جواب اسکا
یہ ہے کہ سائل باعتبار اصطلاح نظار کے وہ شخص ہے کہ جو مدعی کے مقابلہ پر کمربستہ ہو قال فی الرشیدیۃ
والسائل من نصب نفسہ لنفی الحکم یعنی سائل علم مناظرہ مین اوسکو کہتے ہین جو قائم کرے اپنے تئین
واسطے نفی اوس حکم کے جو مدعی نے بیان کیا ہو جیسا کہ قائل کا مدعی ہونا باعتبار امور ثلثہ مذکورہ کے
ثابت ہو چکا پس سائل اصطلاحی وہ ہوگا کہ جو امور مذکورہ کی نفی پر کمر ہمت باندھکر میدان گفتگو مین قدم رکھے
لیکن قائل نے باوجود دعاوی مذکورہ کے بعد ورود اعتراضات کے سائل کہلانا اس غرض سے کہ شتر مرغی اور
حیلہ وہی باطل ہے اگر قائل کہے کہ اگرچہ کلام میرا متضمن دعاوی مذکورہ کو ہے لیکن صراحۃً مین کسی کا مدعی نہین ہون

تو جواب اوسکا یہ ہے کہ دعاوی ضمنیہ کی اعتبار سے مدعی قرار دیا جاتا ہے قال فی الرشیدیۃ التعریف الحقیقی لاشتمالہ علی دعاوی ضمنیۃ وھی ان ھذا المذکور حد والجزء الاول جنس والثانی فصل لہ یمنع بان یقال لا نسلم انہ حد وینقض ببیان الاختلال فی طردہ انتہی ملخصا اور بعد تعیین مدعی کے طلب کیجاویگی مدعی سے دلیل قال فی الرشیدیۃ یلتزم الخصم البیان بعد الاستفسار ویواخذ بتصحیح النقل ان نقل شیئا وبالتنبیہ او الدلیل ان ادعی بدیہیا خفیا او نظریا مجہولا انتہی اور بعد قائم کرنے دلائل کے لازم ہوگا جواب اعتراضات کا جو اوسکو دلائل پر وارد کیے جاوین قال فی الرشیدیۃ فاذا اقام المدعی الدلیل تمنع مقدمتہ مع السند وبمجرد اعنہ فیجاب بابطال السند وباثبات المقدمۃ الممنوعۃ انتہی ملخصا فاذا تحقق ھذا فلا بد للقائل ان یسلک ھذا المسلک الذی ھو من شان العلماء والا فھو من آثار الجہال الذین قال اللہ تعالی فی شانہم واذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما یعنی اگر قائل کو بموجب علم مناظرہ کے عالمانہ گفتگو منظور ہو تو بدون دستور العمل بنائے طریق مذکور کے میدان تقریر یا تحریر مین قدم زن نہو ورنہ جاہلانہ گفتگو شان علماء سے بعید ہے لہذا قائل کو فہمایش کیجاتی ہے کہ اول امور مذکورہ کو موافق قیود مندرجہ اشتہار اپنے کے طے کرے لان المرء یوخذ باقرارہ بعدہ جوابات مسائل مندرجہ اشتہار کے بلا خرچ مبالغ پاویگا کیونکہ جمیع انبیاء ابلاغ دین کا واسطے اجر اخروی کے کرتے رہے ہین نہ واسطے لینے دنیوی روپیہ کے قال اللہ تعالی حکایۃ عن نوح علیہ السلام ویقوم لا اسئلکم علیہ مالا ان اجری الا علی اللہ یعنی ای قوم میری نہین مانگتا مین تم سے اوپر اوسکے کچھ مال نہین ہے اجر میرا مگر اوپر اللہ کے **فائدہ** بموجب اسی آیت کے علماء حقانی و فضلاء ربانی جو نیابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہین عمل کرتے ہین لیکن قائل کو اگر ہم واسطے تالیف قلوب کے وعدہ مبالغ کا دیکر تحقیق دین مین مصروف کرین تو شرعا منع نہین کیونکہ قائل اور اکثر بانی مبانی فرقہ جدیدہ کے قدیمی مسلمان نہین ہین داخل ہوئے یہ لوگ مولفۃ القلوب ہین **قال اللہ تعالی** انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیہا والمؤلفۃ قلوبہم الآیۃ

یعنی سوم اسکے نہین کہ خیرات واسطے فقیرون کے اور محتاجون کے اور کام کرنے والے دیہ
تحصیل اسکے کے اور جنکو کہ الفت دل لائے جاتے ہین دل انکے واللہ اعلم وعلمہ اتم کوئی صاحب اس تحریر کو
پہلو تہی کرنا ہمارا جوابات مسائل مفصلہ اشتہار سے وہم نکرے کیونکہ اگر مستفتی دعویٰ اجتہاد کا
کا نہ کرتا اور استفتا صرف واسطے طلب دلائل مسائل کے پیش کرتا تو ہم فوراً اسکی جواب بین تحریر
کرتے **سوال** آنحضرت یا باریتعالیٰ نے کسی شخص پر کسی امام کے ائمہ اربعہ سے تقلید کو واجب کرنا
جواب اقول وباللہ التوفیق جیسا کہ فرضیت نماز روزہ وغیرہ کی آیات اور احادیث سے ہر فرد
مکلف پر ثابت ہے حالانکہ کوئی آیت یا حدیث ایسی وارد نہین کہ جس مین مولوی نذیر حسین صاحب اور
مولوی محمد حسین صاحب وغیرہ کو نام بنام ایمان اور نماز روزہ وغیرہ کا حکم کیا ہو اسیطرح تقلید ایک امام
کی ائمہ اربعہ سے آیات اور احادیث سے ثابت ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا
الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ فرمانبرداری کرو اسکی اور فرمانبرداری
کرو رسول خدا کی اور اولی الامر کی **فائدہ** مراد اولی الامر سے اگر بموجب قول غیر مقلدین کے
حکام اہل اسلام کے لیے جاوین تو بھی یہ آیت اوپر فرضیت تقلید کے دلیل قاطع ہے کیونکہ حکم حکام اہل اسلام
کا قدیم الزمان سے واسطے تقلید مذہب معین کے نافذ اور منکرین تقلید پر تعزیر جاری ہے قال علیہ السلام
اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِہِمْ
رَوَاہُ مُسْلِمٌ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ تمام دین خیرخواہی ہے عرض کیا ہمنے کسکی فرمایا آنحضرت نے
خیرخواہی اللہ کی یعنی خداتعالیٰ پر ایمان لانا اور خیرخواہی قرآن کی یعنی قرآن شریف کی کلام الٰہی
ہونے پر ایمان لانا اور تعظیم کرنی قرآن کی اسیواسطے باریک خط کا کلام اللہ دیکھکر حضرت عمر رضی
نے اور فرمایا عَظِّمُوْا کِتَابَ اللّٰہِ اور جب دیکھتے حضرت عمر رضی بڑا قرآن تو بہت خوش ہوتے روایت کیا
اسکو ابو عبید نے واخرج عن الضحاک قال لا تتخذوا للحدیث کراسی ککراسی المصحف یعنے
ضحاک سے روایت کیا گیا ہے کہ نہ بکڑو واسطے حدیث کو جلدین مثل قرآن کو یہ سب تفسیر اتقان مین امام سیوطی
نے لکہا ہے اور خیرخواہی رسول خدا کی یعنی ایمان لانا رسول خدا پر اور فرمانبرداری آنکی اور خیرخواہی
ائمہ مسلمین کی یعنی انکی اطاعت کرنی اور خیرخواہی عام اہل اسلام کی یعنی جس مین عام اہل اسلام

کا فائدہ متصور ہو اسکو اختیار کرنا **فائدہ** اب حضرات غیر مقلدین کی خدمت مین عرض رسا ہون
کہ جب تقلید مذہب معین مین اطاعت خدای تعالی اور قرآن مجید اور رسول مقبول صلعم اور
آئمہ اہل اسلام مع خیر خواہی عامہ اہل اسلام کے موجود ہو تو پہر تقلید پر طعن کرنا گویا اس جمیع عظیم
الشان کا منکر ہونا ہی گذر چکی باقی تحقیق اسکی بیچ صفحہ ۲۶ کے واللہ اعلم وعلمہ اتم
سوال عام مسلمانون کا ایمان اور پیغمبرون اور جبرئیل کا مساوی ہونا **جواب** برابر ہونا ایمان
عوام اہل اسلام اور انبیا اور ملائکہ کا من کل الوجوہ کسی اہل اسلام سے ثابت نہین البتہ
مشارکت باعتبار بعض وجوہ کے قرآن سے ثابت ہی قال اللہ تعالی وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا
كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ یعنی ایمان لاؤ جیسا کہ ایمان لائے ہین لوگ یعنی جیسا رسول مقبول اور
اصحاب ایمان لائے ہین **قال** فی البیضاوی او للعھد والمراد الرسول ومن معہ
یعنی تفسیر بیضاوی مین لکہا ہی کہ بموجب ایک تاویل کے كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ سے رسول مقبول
اور اصحاب مراد ہین **فائدہ** پس منکر مشابہت مذکورہ کا مخالف ہی قرآن کے اسیواسطے
فرمایا امام اعظم رح نے ایمانی کایمان جبرئیل ولا اقول مثل ایمان جبرئیل لان المثلیۃ
تقتضی المساوات فی کل الصفات والتشبیہ لا تقتضی بل یکفی لاطلاقہ المساوات
فی بعضہ فلا احد یساوی بین ایمان احاد الناس وایمان الملائکۃ والانبیاء
علیھم السلام من کل وجہ ھکذا وجدت فی شرح فقہ الاکبر للقاری یعنی
ایمان میرا مشابہ ہی ایمان جبرئیل کے اور نہین کہتا ہون مین کہ ایمان میرا مثل ایمان جبرئیل
کے ہی کیونکہ مثلیت مقتضی ہی مساوات کو ہر صفت مین اور مشابہت کو کافی ہے مساوات بعض
صفات کے مثلا زید کالاسد کہنا یعنی زید شیر جیسا ہی بسبب صفت شجاعت مشترکہ کے
درست ہی اور زید مثل الاسد کہنا ہرگز درست نہین اسیواسطے نہین برابر ایمان عوام الناس
اور فرشتون اور پیغمبرون کا کسیکے نزدیک تنبیہ اور ایک ہونا اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ
وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ
الْمَوْتِ کا واسطے جمیع اہل اسلام کے دال ہی اوپر مشارکت مذکورہ کے اور آیت کما اٰمنوا مثل

مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا یعنی اگر ایمان لاویں وہ مثل ایمان لانے تمہارے کے ساتھ اللہ کے
پس تحقیق ہدایت پائی اونہون نے دلیل قاطع ہی اس مضمون پر فَمَا ظَنُّ الْجَاهِلُونَ عَلَی
الْاِمَامِ فِيهِ بِلَا مِرْيَةٍ گذر چکی باقی تحقیق اسکی صفحہ ۹۶ مین واللہ اعلم وعلمہ اتم سوال
آن حضرت کا زیر ناف ہاتھ باندھنا جواب عن حجر قال رایت النبی صلعم وضع یمینہ علی
شمالہ فی الصلوۃ تحت السرۃ یعنی دیکھا رسول مقبول صلعم نے دھنا ہاتھ اوپر بائیں کے نماز
مین نیچے ناف کے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے جو استاد ہین امام بخاری اور مسلم کے اور یہ
حدیث صحیح ہی اوپر شرط مسلم کے وعن ابی جحیفۃ قال علیؓ من سنۃ الصلوۃ وضع الایدی علی
تحت السرۃ یعنی کہا علیؓ نے سنت ہی نماز مین رکھنا ہاتہون کا نیچے ناف کے روایت کیا اسکو
ابن ابی شیبہ نے اور ارباب بصیرت پر ظاہر ہی کہ اس فعل کا لگاؤ طرف خشوع کے زیادہ ہی نسبت
رکھنے ہاتہون کے اوپر سینہ کی بایں طریق کہ پہونچایا جاوی ہاتہہ دہنا بائین کے نیچے تک اور بائین نیچے کہ
جو اسوقت غیر مقلدین مین مروج ہی کیونکہ اس فعل کا لگاؤ طرف مصارعت یعنی کشتی گیروں کے زیادہ ہی
پس ثابت ہوئی اسکو بھی آیت وَهُمْ خَاشِعُونَ کے گذر چکی باقی حدیثین صفحہ ۹۰ مین جہگڑا
ہوا یہ مسئلہ حدیث مرفوع اور قول حضرت علیؓ کے ہی جو بہ حکم مرفوع کے ہی عن سعد بن ابی
وقاص قال قال رسول اللہ صلعم لعلی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی
متفق علیہ یعنی فرمایا رسول مقبول صلعم حضرت علیؓ کو کہ تیری نسبت میرے سے ایسی ہی کہ جیسا ہارون
کے موسیٰ سے مگر یہ کہ نہین پیغمبری بعد میرے کسی کو روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے پس طعن
کرنے والے اس عمل پر بعد اس تحقیق کے سخت گمراہ ہین واللہ اعلم وعلمہ اتم سوال آنحضرت کا مقتدیون
سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع کرنا جواب قال اللہ تعالیٰ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ فرمایا اللہ جل جلالہ نے جسوقت پڑھا جاوے قرآن پس سنو تم اسکو اور چپ رہو
تاکہ رحم کیے جاؤ تم اور کہا امام احمد نے اجمع الناس علی ان ہذہ الایۃ نزلت فی الصلوۃ
یعنی اجماع کیا لوگوں نے اوپر اس بات کے کہ نزول اس آیت کا نماز کے بارہ مین ہوا ہی جیسا کہ فرمایا
آنحضرت نے انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرء فانصتوا یعنی بیشک

کیا گیا ہے امام تاکہ تابعداری کیجاوے اسکی پس جب تکبیر کہی امام تکبیر کہو تم اور جب پڑھے قرآن چپ رہو تم روایت کیا اسکو مسلم نے اور کہا حضرت عمرؓ نے لیت فی فم الذی یقرأ خلف الامام حجرا یعنی کاشکے پتھر ہووین اس شخص کے منہ مین جو پڑھے پیچھے امام کے روایت کیا اسکو امام محمدؒ نے موطا مین وفی المغنی کان عشرة من اصحاب النبی صلعم ینہون عن القرأة خلف الامام اشد النہی ابو بکر الصدیق وعمر الفاروق وعثمان بن عفان وعلی بن ابی طالب وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن ابی وقاص وعبد اللہ بن مسعود وزید بن ثابت وعبد اللہ بن عمر وعبد اللہ بن عباسؓ ولم یثبت رد احد علیہم فکان اجماعا انتہی ملخصا یعنی یہ دس اصحاب کبار سخت منع کرتے تھے پڑھنے سے پیچھے امام کے اور کسی صحابی نے انکا قول رد نہین کیا پس ہوا اجماع صحابہ کا منع قرأت خلف امام پر اور حدیث عبادہ بن صامت جو کہ نص صریح ہے واسطے پڑھنے سورۂ فاتحہ کے پیچھے امام کے باوجود مخالفت آیات و احادیث قویہ کے ضعیف ہے اکثر محدثین کے نزدیک کیونکہ راوی اسکا محمد بن اسحاق ہے کیا گیا ہے ساتھ رفض اور قدریہ ہونیکے قال فی التقریب محمد بن اسحاق رمی بالتشیع والقدر پس طعن کرنے والے امام پر در پردہ منکر ہین قرآن اور حدیث اور اقوال صحابہ کے قال اللہ تعالی ما آتٰکم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتہوا اور گذر چکی باقی تحقیق اسکے صفحہ ۴۹ اور ۹۳ مین واللہ اعلم وعلمہ اتم سوال ظہر کا وقت دو مثل کے اخیر تک باقی رہتا جواب عن ابی ہریرة قال صل الظہر اذا کان ظلک مثلک والعصر اذا کان ظلک مثلیک یعنی پڑھ ظہر کو جبکہ ہو جاوے سایہ تیرا ایک مثل اور پڑھ عصر کو جبکہ ہو جاوے سایہ دو مثل روایت کیا اسکو امام محمدؒ نے موطا مین حدیث اگرچہ موقوف ہے لیکن بحکم مرفوع مین ہے کیونکہ ایسا حکم صحابی اپنی عقل سے ہرگز نہین بیان کرتے **فائدہ** اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ ظہر کا وقت بعد ایک مثل کے باقی رہتا ہے اور عصر کا وقت دو مثل سے شروع ہوتا ہے اور دو مثل تک باقی رہنے کی دلیل حدیث عبد اللہ بن عمر کی ہے قال رسول اللہ صلعم الی تحضر العصر یعنی وقت ظہر کا باقی رہتا ہے جبتک کہ نہ آوے وقت عصر کا **فائدہ** چونکہ وقت عصر کا

بموجب حدیث ابوہریرہ کے بعد دو مثل کے شروع ہوتا ہے پس وقت ظہر کا
بموجب حدیث عبد اللہ بن عمرو کے دو مثل تک ثابت ہوا وہو المدعی جہان تک ہو سکے
باقی احادیث صفحہ ۷۶ میں واللہ اعلم وعلمہ اتم سوال آنحضرت کا نماز میں خفیہ آمین کہنا ثابت ہے جواب
قال اللہ تعالی ادعوا ربکم تضرعا وخفیة فرمایا اللہ جل شانہ نے دعا مانگو پروردگار اپنے سے عاجزی
اور آہستگی سے چونکہ آمین دعا ہے پس آہستہ کہنا اوسکا موجب اس آیت کے ثابت ہوا اور ایک
جب ثبوت مسئلہ شرعیہ کا قرآن سے ہو سکے تو پھر حدیث کی حاجت نہیں لیکن ایک دو حدیثیں واسطے
تفہیم عوام کے بھی درج کیجاتی ہیں عن وائل بن حجر قال سمعت النبی صلعم اذا قرأ ولا الضالین
قال آمین خفض بہا صوتہ یعنی سنا مین نے کہ حضرت نے بعد پڑھنے ولا الضالین کے
آمین کو آہستہ کہا روایت کیا اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے جو استاد ہین بخاری اور مسلم کے اور
سند اس حدیث کی صحیح ہے اوپر شرط بخاری اور مسلم کے قال ابو وائل لم یکن عمر و علی
یجہران بہ بسم اللہ ولا بالتامین یعنی حضرت عمر رض اور حضرت علی رض بلند نہیں پڑھتے تھے
بسم اللہ کو اور آمین کو روایت کیا اسکو طبرانی نے اور اسیطرح روایت کیا گیا ہے عبد اللہ
بن مسعود سے اور آیت وہم فی صلوتہم خاشعون بھی تائید دیتی ہے کما لا یخفی علی
غیر المتعصب گذرچکین باقی حدیثیں اسکی صفحہ ۱۵ میں جبکہ ثابت ہوا آہستہ ہونا آمین کا
آیت اور حدیث مرفوع اور اقوال اور افعال صحابہ کبار سے خصوصاً حضرت عمر رض سے جو فرمایا رسول اللہ
صلعم نے بیچ حق اونکے عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ جعل الحق علی لسان
عمر وقلبہ رواہ الترمذی فرمایا آنحضرت نے تحقیق کردیا اللہ تعالی نے حق کو اوپر زبان عمر کے اور
دل عمر کے وعن عقبة بن عامر قال قال رسول اللہ صلعم لو کان بعدی نبی لکان
عمر بن الخطاب یعنی فرمایا آنحضرت نے اگر ہوتا پیغمبر بعد میرے البتہ ہوتا عمر بن الخطاب روایت
کیا ان دونوں حدیثوں کو ترمذی نے لکھا عینی نے شرح بخاری میں اور کمال الدین نے فتح القدیر
میں کہ حدیث آمین خفیہ کی صحیح ہے اوپر شرط شیخین کے اور رہا ابو العنبس کنیت ہے حجر بن عنبس
کی جیسا کہ نقل کیا اسکو عینی نے اہل حدیث سے اور ہونا کنیت کا اوسکے لیے ابو السکن بھی منع نہیں

اسلیے کہ ایکآدمی کے لیے دو کنیتین ہوتی ہین جیساکہ بیان کیا گیا ہو اصول حدیث مین پس
نہ وارد ہوا وہ اعتراض جو نقل کیا ہے ترمذی مین امام بخاری سے اور راوی آمین بالجہر
یعنی سفیان نے شعبہ کو جو راوی اخفا کا ہو سردار علم حدیث کا کہا ہو قال فی تقریب التہذیب
قال سفیان الشعبۃ امیر المومنین فی علم الحدیث پس جو شخص باوجود ہونے آیات و احادیث
قویہ کے امام اعظم رح کو بے سند جانے سخت گمراہ ہو واللہ اعلم و علمہ اتم سوال قضا کا
ظاہر اور باطن نافذ ہونا مثلاً کوئی شخص کسی کی جورو پر دعوی کرکے جھوٹے گواہ گذار کر
عورت پر قابض ہوجاوے تو اوس عورت کے ساتھ مدعی کو صحبت کرنے مین اللہ کے
نزدیک پکڑ نہین انتہی ملخصاً جواب کسی اہل اسلام کے نزدیک مدعی کو عورت مذکورہ سے
صحبت کرنی درست نہین ذکر فی الدر المختار و الشامی کما حاصلہ ان کان سببا لا یمکن
انشاؤہ لا ینفذ اتفاقا کما لو کانت المرأۃ محرمۃ فاذا ادعی انہا زوجتہ و اثبت ذلک
بشہادۃ الزور و ہو یعلم انہا محرمۃ علیہ بکونہا منکوحۃ الغیر و معتدتہ فانہ لا ینفذ
باطنا اتفاقا انتہی یعنی درمختار اور شامی مین لکھا ہو کہ غیر کی جورو پر دعوی کرکے جیت جانیسے
وہ عورت اوسپر کسی اہل اسلام کے نزدیک حلال نہین ہوتی پس یہ شان قائل کی صاف
افترا اور بہتان ہو ائمہ عظام پر قال رسول اللہ صلعم لعن اخر ہذہ الامۃ اولہا
و قال رسول اللہ صلعم شرار کم شرار العلماء یعنی فرمایا رسول مقبول نے علامت
قیامت ہو کہ لعنت کریگے آخر امت کا مقدمین پر اور فرمایا کہ عالم شرارت انگیز
سب شریرون کا سرگروہ ہو اور مذہب حنفی مین سوا املاک مرسلہ کے باعتبار روایت
غیر مفتی بہ کے باطن مین نافذ ہونا قضا کا وارد ہو مگر مقلدین پر یہ اعتراض وارد نہین ہوتا
کیونکہ مذہب حنفی عبارت ہو روایات مفتی بہ سے قال فی الدر المختار و الشامی بما حاصلہ
ینفذ القضاء بشہادۃ الزور ظاہرا و باطنا فی العقود و الفسوخ لما رواہ محمد رح فی الاصل
حیث قال بلغنا عن علی کرم اللہ وجہہ ان رجلا اقام عندہ بینۃ علی امرأۃ انہ تزوجہا
فانکرت فقضی لہ بالمرأۃ فقالت لہ انہ لم یتزوجنی فاما اذا قضیت علی فجدد

نکاحی فقال لا اجدد نکاحک الشاھدان زوجاک فلو لم ینعقد النکاح بینھما باطنا
بالقضاء لما امتنع من تجدید العقد وقد کان فی ذلک تحصینھا من الزنا وصیانتہ
مائہ وقالا وزفر والثلثۃ ظاھرا فقط وعلیہ الفتوی بخلاف الاملاک المرسلۃ ای المطلقۃ
عن ذکر سبب الملک فظاھرا فقط اجماعا لتزاحم الاسباب حتی لو ذکرا سببا معینا فعلی
الخلاف ان کان سببا یمکن انشاؤہ والا لا ینفذ اتفاقا یعنی نافذ ہونا قضا کا بعض
صورمین باعتبار روایت غیر مفتی بہ کے آیا ہی بموجب نقل کرنے امام محمد رح کے حضرت علی
کرم اللہ وجہہ سے کہ قائم کیے گواہ ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حضور مین اوپر
نکاح ایک عورت بیوہ کے اور انکار کیا اوس عورت نے نکاح کا پس جب حکم لگا دیا حضرت علی
کرم اللہ وجہہ نے بموجب گواہی کے کہا اوس عورت نے امیر المومنین کرم اللہ وجہہ کو کہ ہرگز
دراصل اس شخص کا میرے سے نکاح نہین ہوا ہی لیکن چونکہ بموجب حکم جناب کے مجکو ساتھ اسکے
جانا پڑا نکاح کردو میرا اس سے فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہ نکاح کردیا تیرا گواہوں نے
پس اگر حکم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا عند اللہ نافذ نہوتا تو ضرور نکاح کردیتے کیونکہ بدون
نکاح کے بچنا اوس عورت کا زنا سے برتقدیر مذکور محال ہی اور اس تکلیف مالا یطاق کو آیت رد
کرتی ہی قال اللہ تعالی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا یعنی نہین تکلیف دیتا اللہ تعالی کسیکو
بدون طاقت کسی کے **فائدہ** پس طعن کرنیوالی بموجب اس روایت کو جو موافق حدیث
متواتر کے ہی قال رسول اللہ البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر یعنی گواہ قائم کرنے
مدعی پر لازم ہین ورنہ مدعی علیہ اپنے انکار پر قسم کرے دربردہ دشمن ہین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے
قال رسول اللہ انا دار الحکمۃ وعلی بابھا رواہ الترمذی فرمایا رسول مقبول نے
مین گھر حکمت کا ہون اور علی دروازہ اوسکا قال رسول اللہ لا یحب علیا منافق ولا
یبغضہ مومن رواہ الترمذی یعنی فرمایا رسول مقبول نے نہین دوست رکھتا حضرت
علی کو منافق اور نہین بغض رکھتا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مومن روایت کیا اسکو ترمذی اور
امام احمد رح نے یہ دونون حدیثین مشکوۃ کی باب المناقب مین ہین گذرچکی باقی تحقیق اسکی صفحہ [illegible] مین

واللہ اعلم وعلمہ اتم **سوال** جو شخص محرمات ابدیہ جیسے ماں یا بہن سے نکاح کر کے اوس سے
صحبت کرے تو اوسپر حد شرعی جو قرآن اور حدیث میں وارد ہے نہ لگانا **جواب** یہ بالکل
غلط ہے کیونکہ بموجب روایت مفتی بہ کے اوسپر حد کا قائم کرنا ضرور ثابت ہے وفی الدر المختار
قالا ان علم بالحرمۃ حد وعلیہ الفتوی یعنی در مختار میں لکھا ہے کہ حد لگانیکی روایت
مفتی بہ ہے لیکن ایک روایت میں امام اعظم رح سے سزا اوسکی سخت عقوبت منقول ہے
ذکر فی الشامی الا تری ان ابا حنیفۃ الزم عقوبتہ باشد ما یکون یعنی امام اعظم رح نے
لازم کیا ہے سخت زیادہ عقوبت کو مثل قتل کرنا یا جلا دینا اوسکو ساتھ آگ کے یا دیوار گرا دینے
اوسپر تا دب کر مر جاوے یا بلند مکان سے سر کے بل گرا کے پتھر ولنسے مار دینا قال فی الدر المختار
ان وطی فی دبر عبدہ او امتہ او زوجتہ فلا حد اجماعا بل یعزر قال فی الدر المختار کالاحراق
بالنار وهدم الجدار والتنکیس من محل مرتفع باتباع الاحجار انتہی پس حد کا نہ ہونا
بموجب ایک روایت کے دال اوپر خفت گناہ کے نہیں بلکہ دال اوپر سخت ہونے گناہ کے ہے
قال فی الدر المختار وعدم الحد عندہ لا لخفتہما بل للتغلیظ لانہ مطہر علی قول
یعنی حد کا نہ لگانا دال اوپر خفت گناہ کے نہیں بلکہ دال ہے اوپر بڑے ہونے گناہ کے کیونکہ حد
لگانے سے گنہگار پاک ہو جاتا ہے نزدیک بعض کے **فائدہ** یعنی اگر مثل اور حرام کارون زناکارون کے
اسپر بھی حد زنا کی جاری کیجاتی تو یہ شخص بھی حد لگنے سے مثل اور زناکارون کے پاک ہو جاتا
اور لوگونکو ایسے گناہ سخت کی کچھ عبرت حاصل نہوتی یعنی ماں بہن سے زنا کرنیوالا اور باقی
زناکار برابر ہو جاتے گذر چکی باقی تحقیق صفحہ بائیس میں فالطعن علی ہذہ الروایۃ
ضلالۃ صریحۃ قال اللہ تعالی وماذا بعد الحق الا الضلال شاید کسی غیر مقلد کو سبب زنا کرنے کے
کرنے اوسکے ساتھ ماں بہن کے حکام اہل اسلام نے اس روایت پر عمل کر کے سخت سزا دیکر مار دیا
ہوگا اور مثل باقی زناکارون کے سو درہ لگا کر واگذاشت نکیا ہوگا یا کسی غیر مقلد کو سبب لواطت
کرنے اوسکے ساتھ بیوی اپنی کے بموجب حدیث بخاری کے حکومت اہل اسلام میں سخت سزا
دیگئی ہوگی اور یہ لوگ لواطت زوجہ کو معاذ اللہ سنت جانتے ہونگے کیونکہ انکے نزدیک صحیحین کی احادیث

اور آثار پر عمل کرنیوالے کو تحقیق ضرور نہین اور اثر عبد اللہ بن عمر کی جو بلا تحقیق دال ہو وپر
جواز لواطت مذکورہ کے صحیح بخاری مین موجود ہو اور یا کسی غیر مقلد نے اپنی مُنی زنا کی سے
نکاح کرکے وطی کی ہو گی کیونکہ غیر مقلدین کے نزدیک ایسی بیٹی سے نکاح کرنا بھی درست
ہے اور فتوی مولوی عبد الجبار ولد مولوی عبد اللہ غزنوی شاگرد مولوی نذیر حسین
بنگالی غیر مقلد ولایتی نے الحرام لا یحرم الحلال سے دلیل پکڑ کر دینا کہ حرامکاری سے
حرمت مصاہرہ ثابت نہین ہوتی شاہد عدل ہو مضمون مذکور پر اور ایسی ہی نقل ہو وہ فتوی کی
دینا مولوی محمد حسین وغیرہ کا کہ شوہر اول کو درست ہی بدون حلالہ کے نکاح کرنا ساتھ عورت اپنی کے
بعد دینے تین طلاق کے وفی الشامی قد بالغ المحقق ابن ہمام فی ردہ حیث قال فی آخر باب
الرجعة لا فرق فی ذلک ای اشتراط المحلل بین کون المطلقة مدخولا بہا او لا لصریح اطلاق
النص وقد وقع فی بعض الکتب ان غیر المدخول بہا تحل بلا زوج وہو زلة عظیمة مصادمة
للنص والاجماع لا یحل لمسلم رأہ ان ینقله فضلا ان یعتبرہ لان فی نقله اشاعة وعند ذلک
ینفتح باب الشیطان فی تخفیف الامر فیہ ولا یخفی ان مثله مما لا یسوغ الاجتہاد فیہ لفوات
شرطه من عدم مخالفة الکتاب والاجماع نعوذ باللہ من الزیغ والضلال والامر فیہ
من ضروریات الدین لا یبعد اکفار مخالفه انتہی بلفظه خلاصہ مطلب اس عبارت کا یہ ہے
کہ بدون حلالہ کرنیکے نکاح مذکور کے جواز کا فتوی دینے والے کو کافر قرار دینا بعید نہین کیونکہ حرمت
اسکی قرآن اور اجماع سے ثابت ہو اور شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجید مین ایسے مفتی کے رسوا
کرنیکے واسطے روایت نقل کی ہو وہو ہذا فقیہ لفتی بمذہب سعید بن المسیب بنوع
للزوج الاول بقیت مطلقة بثلث تطلیقات کما کان ولیسود وجہه ویعد بہ یعنی
جو عالم موجب مذہب سعید کے مطلقہ ثلاثہ کا نکاح درست کر دیوے پہلے خاوند کو اوسکو جائز کر دیوے
حلال نہین ہوتی اور ایسی عالم کی سزا یہ ہو کہ روسیاہ کرکے نکالدیا جاوی تنبیہ اکثر روش انکی سے
یہ معلوم ہوتا ہی کہ مذہب امام اعظم رح کی ضد پر مصر ہین قال فی الدر المختار شعر فلعنة ربنا
اعداد رمل علی من رد قول ابی حنیفہ یعنی لعنت پروردگار کی برابر شمار ریگ بیابان کے

وارد ہوا اوس شخص پر کہ جو رد کرے قول امام اعظم رح کا ضد سے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم واللہ اعلم وعلمہ اتم سوال تحدید آب کثیر جو وقوع نجاست سے پلید نہووے دردہ سے کرنا جواب چونکہ حدیث قلتین کی بوجوہ ضعیف ہونے اوسکے کے مضطرب ہے یعنی بعض روایت مین تین قلہ اور بعضے مین چالیس قلہ وارد ہین اور حدیث الماء طہور لاینجسہ شئ سے بھی ظاہری معنے مراد نہین یعنی پانی پاک ہے نہین پلید کرتی اسکو کوئی شی ورنہ کفار ہند کیطرح ہر پانی کو پاک جاننا لازم آویگا یعنی اگرچہ سیر بھر پانی مین آدہ سیر پیشاب یا گوبر ملا ہوا ہو پاک ہونا اوسکے پر فتوی دینا لازم پڑیگا ھل ھذا الا تہافت عن ابی سعید الخدری ان النبی سئل عن الحیاض التی بین مکۃ والمدینۃ تردھا السباع والکلاب والحمر وعن الطہارۃ منہا فقال لہا ما حملت فی بطونہا ولنا ما غبر طہور رواہ ابن ماجہ یعنی پوچھی گئی آنحضرت پاکی پانی حوضون سے جو بابین مکہ اور مدینہ کے ہین وارد ہوتے ہین اونپر درندے اور کتے اور گدہے فرمایا اونکو لیے جو پی گئے اور ہمارے لیے جو بچا پاک ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے **فائدہ** یہ حدیث صاف دلالت کرتی ہے اسپر کہ اگر قلتین یعنی پانچ مشک کے مقدار پانی پلید نہ ہوسکتا تو اصحاب آنحضرت سے حوضون کے بابمین کیون سوال کرتے چونکہ بیابان کے حوض اکثر بڑے بڑے ہوتے ہین لہذا رسول اللہ نے اون حوضونکو حکم آب روان مین داخل کر کے پاک فرمایا لیکن چونکہ احادیث مین بیان ادنی حد کثرت نہین ذکر کی گئی تھی اسیواسطے تقدیر تحدید مین مختلف ہوئین روایات اور تحدید دہ دردہ کی جو اختیار کیا اوسکو ابو سلیمان نے ممکن ہے استنباط اوسکا اصل شرعی سے وھو انہ کما قدر المہر ونصاب السرقۃ بالعشرۃ قال رسول اللہ لا مہر اقل من عشرۃ دراہم رواہ الدار قطنی قال رسول اللہ لا یقطع ید السارق الا فی مجنۃ قومت یومئذ بعشرۃ دراہم اخرجہ الطحاوی فی شرح الآثار کذلک قدرنا جوانب الحوض قیاسا علیہما فلیتامل یعنی جیسا کہ تحقیق اندازہ کیا گیا اقل حد مہر اور سرقہ کا ساتھ دس درہم کے فرمایا آنحضرت نے کہ نہین مہر کم دس درہم سے روایت کیا اسکو دار قطنی نے اور فرمایا آنحضرت نے کہ نہ کاٹا جاوے ہاتہ چور کا مگر بیچ سپر کے جو قیمت کی گئی تھی اوس وقت مین ساتھ دس درہم کے روایت کیا اسکو طحاوی نے شرح آثار مین اسیطرح اندازہ کیا ہمنے اطراف حوض کو

ہیں
ازروی قیاس اور پر نصاب مہر اور سرقہ کے نقل فی الشامی عن شیخ الاسلام العلامۃ سعد اللہ
الدیری انہ حقق ما اختارہ اصحاب المتون من اعتبار العشرۃ ورد علی من تعالٰی غلا فہ ردا
بلیغا واورد نحو مائۃ نقل ناطقۃ بالصواب الی ان قال (شعر) واذا کنت فی المدارک
غرا * ثم ابصرت حاذقا لا تماری * واذا لم تر الھلال فسلم * لاناس رأوہ بالابصار
ولا یخفی ان المتاخرین افتوا بالعشرۃ کصاحب الھدایۃ وقاضی خان وغیرھما من
اھل الترجیح ھو اعلم بالمذھب منا فعلینا اتباعھم کما لو افتونا فی حیوتھم انتہی ملخصا
یعنی علامہ سعد الدین دیری نے اختیار کیا ہی تحدید دہ درہ کو اور سخت رد کیا ہے مخالفین پر
اور نقل کیے ہیں بقدر سو روایت کے اوپر صحت اسکے کے یہانتک کہ مخالفین کے حق میں یہ دو شعر کہی
شعر اگر تیری فہمید ہے پر خلل * بلا شبہہ ذی ہوش کی چال چل * اگر چاند کو تو نہیں دیکھتا
تو تسلیم کر قول صاحب بصر کا * گذر چکی باقی تحقیق اسکی صفحہ ۳۰ میں واللہ اعلم وعلمہ اتم

سوال رفع یدین نکرنا آنحضرت کا بوقت رکوع جانیکے اور رکوع سے سر اوٹھانیکو **جواب**
عن عبد اللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلعم فصلی ولم یرفع یدیہ
الا مرۃ واحدۃ مع تکبیر الافتتاح رواہ الترمذی کہا عبد اللہ بن مسعود نے کیا نہ پڑہاؤں
تمکو نماز رسول اللہ جیسے پھر نماز پڑہائی اور نہ رفع یدین کیا سوی تکبیر تحریمہ کے روایت کیا اسکو
ترمذی نے وعنہ قال صلیت خلف النبی وابی بکرؓ وعمرؓ فلم یرفعوا ایدیھم الا عند
افتتاح الصلوۃ کہا عبد اللہ بن مسعود نے کہ نماز پڑہی میں نے پیچھے آنحضرتؐ کے اور ابوبکرؓ
اور عمرؓ کے پس نہیں رفع یدین کیا انہوں نے سوی تکبیر اولی کے روایت کیا اسکو ابوبکر بن ابی شیبہ
نے جو اوستاد ہیں بخاری اور مسلم کے اور لازم ہونا اتباع ابوبکرؓ اور عمرؓ کا حدیث شریف
سے ثابت ہے عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلعم لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا
باللذین من بعدی ابی بکر وعمر رواہ الترمذی یعنی فرمایا آنحضرتؐ نے اتباع کرنا
میرے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ کا روایت کیا اسکو ترمذی نے اور ایک روز آنحضرتؐ نے ابوبکرؓ
اور عمرؓ کو دیکھکر فرمایا ھذان السمع والبصر یعنی یہ دونوں کان اور آنکھ میری ہیں

روایت کیا اسکو ترمذی نے اور اسیطرح حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین
کی وال ہی اوپر لازم پکڑنے متابعت انکے کے اور روایت عبد اللہ بن مسعود کی بہت معتبر
ہے کیونکہ اونکی شان مین یہ حدیث وارد ہی قال رسول اللہ صلعم ما حدثکم ابن مسعود
فصدقوہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ جو بیان کرے تمہارے پاس ابن مسعود پس سچا جانو تم
اوسکو روایت کیا اسکو ترمذی نے اور آیت وَهُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ اور آیت قُومُوا
لِلَّهِ قَانِتِينَ موید ہین ہماری بات کو کما لا یخفی عن ابن عباس عن النبی صلعم لا ترفع الایدی
الا فی سبع مواطن حین تفتتح الصلوۃ وحین یدخل المسجد الحرام فینظر الی البیت
وحین یقوم علی الصفا والمروۃ وحین یقف مع الناس عشیۃ عرفۃ وجمع المقامین
حین یرمی الجمرۃ رواہ الطبرانی یعنی فرمایا رسولؐ نے نہ رفع یدین کیا جاوے مگر سات مقام
مین وقت شروع کرنے نماز کے اور وقت داخل ہونے کے مسجد حرام مین بعد نظر کرنے اوسکی
کے طرف بیت اللہ کے اور جسوقت کھڑا ہوا اوپر صفا اور مروہ کے اور جسوقت کھڑا ہو ساتھ
لوگونکے شام کے وقت دن عرفہ کے اور مزدلفہ اور مقامین مین جسوقت مارے کنکر دن کو
روایت کیا اسکو طبرانی نے اور اسیطرح ابن عباس سے روایت کیا ہے بخاری نے بھی بیچ کتاب
مفرد کے اور عبد اللہ بن عباس کی فضیلت اس حدیث مین مذکور ہی عن ابن عباس قال
ضمنی النبیؐ الی صدرہ فقال اللھم علمہ الحکمۃ یعنی آنحضرتؐ نے ابن عباس کو چھاتی سے
لگا کر دعا کی کہ اے پروردگار سکھا دے اسکو حکمت یعنی مضبوطی علم اور عمل کی پس جبکہ
ثابت ہوا رفع یدین نکرنا ساتھ روایت عبد اللہ بن مسعود اور ابن عباس رضہ کے جنکی شان
مین احادیث مذکورۃ الصدر وارد ہین پس طعن کرنیوالے امام پر اس مسئلہ مین سخت گمراہ ہین
گذر چکی باقی تحقیق اسکی صفحہ ۵۲ سے اٹھاون تک واللہ اعلم وعلمہ اتم

اطلاع ضروری

ناظرین کتاب انتصار الاسلام و متبعین سنت خیر الانام پر واضح ہو کہ یہ کتاب مستطاب مسکین
محمد بن مولانا ابا الفضل ولی اللہ مولوی عبد القادر صاحب مرحوم لودیانوی نے باعانت ہر دو

برادران خود یعنی مولوی عبد اللہ و مولوی عبد العزیز صاحبان کے بروردی تمام واسطے
رفع شکوک عوام کے تالیف کی گئی اگر کسی غیر مقلد کو ناگوار معلوم ہو تو عقائد مفصلہ ذیل
اپنے انکو مدلل کر کے میدان مناظرہ مین قدم زن ہو ورنہ مجادلہ کی راہ شان علما سے بعید ہی
(۱) کوئی دلیل شرعی سوا آیت اور حدیث اور اجماع صحابہ کے نہین ہی (۲) جمیع احادیث
اور آثار بخاری اور مسلم اور موطا پر بلا تحقیق عمل کرنا درست ہی (۳) حدیث صحیحین کے مقدم ہے
اور باقی احادیث کے (۴) اور سوا صحاح ستہ کے اور کتابونکی حدیث معتبر نہین (۵)
تقلید ایک امام کی ائمہ اربعہ سے مسائل قیاسیہ مین شرک ہی (۶) تقلید مولوی نذیر حسین
صاحب بنگالہ کی سنت ہی (۷) آیت اور حدیث سے اس زمانہ مین تمسک پکڑنا ہر شخص کو
درست ہی (۸) سلسلہ رواۃ حدیث مین اگرچہ وہ شخص ہو کہ جسکو غیر مقلدین اپنے زعم مین
مشرک یا بدعتی جانتے ہین حدیث مجروح نہین ہوتی (۹) جس حدیث کو امام اعظم رح نے
سند پکڑا ہو ضعیف خیال کرنا بدون ثبوت مجروحیت اون رجال کے جو امام اعظم رح
اور رسول مقبول کے بابین مین (۱۰) جس حدیث کو کسی صحابی نے آنحضرتؐ سے کسی امر کے
عدم جواز پر تاکیداً روایت کیا ہو اوس حدیث پر عمل کرنے مین صحابی کو اختیار ہی چاہی کرے
چاہے نکرے عقائد مذکورہ کو ادلہ شرعیہ سے ثابت کرو ورنہ مورد آیت شَرَعُوا لَهُم مِنَ
الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللهُ مین تمکو داخل ہونا پڑیگا واللہ اعلم وعلمہ اتم حضرات غیر مقلدین
روی زمین معتقدین امور مذکورہ کی خدمت مین مسائل واسطے طلب دلائل کے پیش کیے جاتے ہین
(۱) رفع یدین کرنا آنحضرت کا آخری نماز مین (۲) آنحضرت ظہر او عصر کے بغیر آمین بلند کیا کرتے
تھے (۳) اگرچہ امام آہستہ کہے مقتدیونکو بلند کہنا سنت ہی (۴) مستورات اگر جماعت نماز
پڑہین آمین بلند کہین (۵) حدیث قرأت خلف امام کا بعد نزول آیت اذا قرئ القرآن الآیہ کے
مروی ہونا (۶) قرآن شریف پر پانوں رکہکر طاق مین سے کوئی چیز اوتار لینے کو کس دلیل سے
درست جانتے ہو (۷) سکان حرمین شریفین پر اہل ہند کے غیر مقلدین کو کس دلیل سے تفضیل
دیتے ہو (۸) علماے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی منصفی سے انکار کرنے کی وجہ باوجود اعلم ہونے

اونکے بیان کرو (۹) اور حدیث بخاری کو اگر موافق مطلب کے ہو کالوحی سمجھنا ورنہ مولوی نذیر حسین صاحب بنگالی کے قول کو بخاری کی حدیث پر ترجیح دینی (۱۰) ... احادیث قوی کے ہوتے حدیث ضعیف پر عمل کرنا آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تمت تالیفہ فی السنۃ الرابعۃ والتسعین بعد الالف والمائتین

قطعہ تاریخ از نتائج افکار میر غیاث الدین بن میر سیف الدین مرحوم کاشمیری لودیانوی

جناب مولوی صاحب محمد ‌‌‌ ‌ معین و محیی اسلام اند حقا ‌ ‌ زفیض علم شان این لودیانہ
پر از انوار حق گشتہ چو بیضا ‌ ‌ نبودہ شان غرض در ہیچ گاہی ‌ ‌ بسوئی یاوہ گوئی بی سروپا
درین اثنا کہ دعوائی مخالف ‌ ‌ زحد بگذشت برپا کرد غوغا ‌ ‌ چنان کز وہم تا اینجا رسیدند
کہ بر تقریر و تحریر ست دعوی ‌ ‌ لہذا عزم این تحریر کردند ‌ ‌ کہ تا علمے نہ فہمد کوست برجا
غیاث از بہر سالش گفت زاخلاص ‌ ‌ جزاک اللہ فی الدارین خیرا
۱۲۹۴

خاتمۃ الطبع

ہزاران ہزار شکر و سپاس بدرگاہ خالق الجن والناس کہ این کتاب مستطاب مسمی بانتصار الحق ... در جواب کتب غیر مقلدین لا سیما نظام الملۃ وبلاغ المبین و در رد اشتہار مولوی محمد حسین لاہوری تالیف مولوی محمد خلف الرشید افضل المحققین زبدۃ المحدثین عالم ربانی فاضل حقانی مولانا مولوی عبد القادر مرحوم لودیانوی قدس اللہ سرہ ... پنجم شہر جمادی الاول ۱۲۹۷ہجری روز یکشنبہ در مطبع محمدی باہتمام ... واقع شہر پٹنہ عظیم آباد حسب فرمایش مصنف ممدوح در قالب طبع در آمد ... مصنف موصوف احدی ارادہ طبعش نکند ورنہ بموجب قوانین مجریہ قت ملزم خواہد گردید ... مطلوب باشد از تجاران پٹنہ یا از مطبع رحیمی لودیانہ بار سال قیمت فی جلد ... طلب نماید